

پراسار بستیوں کی نور - خیال و بیان کے شاطر

اردو ادب کے جاسوسی ناول نگار

جرام، تحریر، اسرار اور خوف سے لبریز شاہکار داستانوں کے تخلیق کار

ابنِ صفت

جس نے انہیں پہنچا جائے اس فی جاسوسی ناولیں ہی نہیں پڑھیں۔
ان کے تراٹھے ناتا بابل فراموش ہکدار

فریدی، حمید، عمران، انور، رشیدہ، فتح اور سنگ ہی لاکھوں
پڑھنے والوں کے اذہان میں آج بھی اسی طرح زندہ ہیں جیسے کل تھے؛

اردو کے کراتم پرنس کا ایک ناول - آپ کے لیے قند مکر

ہو کر بولا۔
”اس دیم میں نہ رہنا.... پہاڑی مٹکہ ہے!

”بوجی... سٹران لا۔!

”کیا مطلب۔... سٹران لا....!

”ہی ہی ہی... توچ نہیں.... وہ آج کل ذرا لوچی

سو سائیوں میں اٹھ بیٹھ رہا ہو.... نا۔.... اے

لانت ہے....!

تے جانے کیوں اُسے یک بیک غصہ آگیا۔ درنہ

بات تو ”ہی ہی ہی“ سے شروع ہوتی تھی۔

”ہوش میں تو ہو۔!

”بالقل.... دراصل کہیں بھی چھا نہیں چھوٹتی...!

”تو کیا پھر سی سٹران لا کا چکر ہے؟

”اے نہیں.... وہ چھاتی بیغم... خدا غلط کے...!

”آہ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ خود سا لمحہ نہیں ہوتیں تو

خیال سپر سوار رہتا ہے!

”یہ بھی نہیں! اسی قی وجہ سے اونچی سو سائیوں

میں اٹھنا بیٹھنا پڑتا ہے.... اور وہ مجھے ایسی کیٹ سکھاتی ہے

..... مات تیری ایسی کیٹ کی....!

ایسا کیٹ کو بھی چھپی کا درد دھیاد آگیا ہو گا ایسی کریہ

گالی نکلی تھی قاسم کے حلقے۔

”ابے دماغ تو نہیں خراب ہو گیا.... گو برانڈیل

رہا ہے میرے کانوں میں۔!

”تیا قروں.... کہتی ہے بات بات پر لالا سائی

نہ تھا کر دے۔

”اچھا... اچھا.... ظاہر ہے، شریفوں میں بیٹھ کر

شرناہ بھی کی زبان بولنی پڑتی ہے۔

اس پر قاسم نے ”شرناہ“ کی بھی ایسی کی تیکی کر کے

رکھ دی تھی۔

”اے کیا ہو گیا ہے تم کو....!

”سٹران لا.... اور بس اور ان لا....!

”اچھا.... اچھا.... میں کہما!.... انگریزی میں

سالی سالا بونے لگے ہو... گنگلو کے دران میں!

”یہی بات ہے!

”لیکن یہ پہاڑی مٹک سٹران لا نہیں ہے۔....

ذریسی بارش بھی ہو جائے تو یہ دھنڑاگ ہو جاتی ہے۔....

آج کل پھر وہ دونوں شیر و شکر ہو رہے تھے ایسا

لا اتنا جیسے اپس میں کبھی کوئی کھٹ پٹ ہوئی تھی مٹھا

اپ کو بھول گیا تھا۔ دراصل خود اس کی اپنی کمزوریاں

بھر کو ہر پار ”معاف“ کر دینے پر مجھوں کو رو تھیں۔

قاسم ان دونوں شہر سے نکل بجا گناہ پاہتا تھا میں

اس اہنگا جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ کیٹپن جید دو ہختے

ہیں مبتلا ہوئے کے بعد دو ماہ کی چھپی میں بھی موت

تو اس نے تہبیہ کریا کہ اس کے پچھے سارے

درغ معاف کر دے گا بلکہ آئندہ کے لئے بھی جید

پالی ہو گی کہ جس طرح چاہے اُسے استعمال کرے۔

ہذا آپروگرام بنا تھا وادی سرخاب کا اور قاسم کی

لپکنے لگی تھی۔ وادی سرخاب کر کر کباب اُسے

نہیں بھولے تھے۔ سر شام ہی وہاں کے سارے

کباولوں کی خوبیوں سے پہک اٹھتے تھے۔

بارا قاسم کو وہ خوبیوں یاد آئیں تھیں اور اس

میں پائی اکیاتھا اور بے خیال میں تالیں پر یخوں

چل جانے کی بنابری بیوی کی جھپڑیاں بھی سنی تھیں۔

بھر حال اس وقت تردد نوں ایک تیر تاریخیپ

اٹا سرخاب کی طرف اڑنے جا رہے تھے اکرم آباد

الہباز سے آئے تھے۔ اور کریم آباد کے پلیں اٹیں

اٹ جیپ حاصل کی تھی۔ کسی آنیسکی بھی گاڑی تھی جو

کی بنابری مل گئی تھی۔

کریم آباد سے چل تھے تو مطلع بالکل مدافعتا

اوہ سارستہ طے ہو گانے کے بعد مغرب سے سیاہ

کا پسے کے پرے امنڈ نے لگے تھے!

جید خود ہی ڈرایج کر رہا تھا۔ امنڈہ تھا کہ شام

سے تبلیبی وادی سرخاب میں داخل ہو جائیں گے۔

”یہ بہت بُرا ہوا“ وہ آہستہ سے بڑھ لیا۔

”تیا ہوا...!“ قاسم چونک کر بولا۔ وہ اس کے برابر

کا پکوئے کھارہ تھا۔

”آسمان کی طرف دیکھو!

”ہاں۔ ہاں موسم سہانا ہو گیا ہے!“ قاسم خوش



اُدھر کی گمراہیاں اور کھڑکو تھم دیکھئی رہے تھے ...!
الاً قسمِ انکو اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اس طف ...
اگر دیکھی تو جو کہ آجاتے ...
بس تو پھر اب خدا کو یاد کرو! ... بارش فرو رہو گی ...
ان اطراف میں بھی بھی ایسا بھی جوتا بے حکم موجودات کے بھی
چل کر چھوٹ جاتے ہیں!

یار قبول ڈنارے ہے ہو! ...!
تب جتنی جلد تکن یوں کم ریگم یا لارے ڈاک بنے
ہیں تک پہنچ جائیں!

وہ قتنی دربے ... ایسے یہ تو بالقل اندھیرا ہو
غیا ... پائیں ... ابھی تو چار بیجے ہیں ... اسے
بپ رے ... ابے تم نے پورا سفر ہوا چھازی سے قیوں
پہنیں کیا تھا ... قریم آباد ... یہ سیڑھا لاجیپ قیوں
بکڑا تھی ...!

سفر سے پوری طرف اٹھو زہونا چاہتا تھا ...!
آب کی الشتے چاہا تو لیرا بوجا ... سائے اٹھیں ہیں

پائیماں سے اور جیپ ڈرائیور برسے ہیں ...!
بکواس بند کرو ... اور جنمی سکون سے ٹولائیں گفتہ
میں سلاقوں پا غل ہو جاتا ہوں ...!

چھاؤ شی سے سوچ ...!
چھاؤ کی رفتار تبدیلی کی بڑھ رہی تھی۔ جید نے
خط نہیں کیا تھا۔ سڑک خطرناک تھی۔ اس پر آمد و رفت
کے اوقات مقرر تھے! کیوں کہ دوسرا طرف سے آئے والی
کی گھر کی کوراسٹی دینے کا سوال بھی نہیں پیدا ہوتا تھا ...
کبھی کبھی کوئی چھاؤ خراب بھی ہو جاتی تھی اور پھر وہ کو
جن دشواریوں سے گزرنے پڑتا تھا وہی جاتے تھے۔

گھرے بادلوں نے آسمان کو ڈھانپ بیا تھا۔ اور
ہوا بھی کسی ہدر تیز ہو گئی تھی ...
اب اڑ جائیں گے بادل! ... قاسم چپ کر بولا۔

ہوا چل گئی بے ...
تبان تیز ہوا طوفانی بارش کا پیش نیمہ ثابت
ہوئی ...!

تو سائے جان بوجو کرتھم نے پھر بھری مرمت
کر ڈالی ...!
بکواس مت کرو! ... میں قتم سے کب کہا تھا کہ

میرے سامنے چلے۔ میں تنہا ہی آ رہا تھا!

باتِ صحیح ہی تھی۔ قاسم خود بھی سر جو انعاماً ہے اپنے
رہا نیکن پھر خنوڑی دیر بند جاس نے اپنا چاٹی بیغم سے
اُندھیا لگا رہا پھر بولا۔ اُمے جاؤ۔ اپنی خامی تو ہے
پس میر عورت۔ وزن دو سو پونٹ سے کم طرح کم دو جگہ
آگئے۔ اس کی بخواست یاد ہی لگتے ہو۔ نہیں عمر وغیرہ سے
سردار۔ اپنی لڑکی کے بارے میں کیا خیال ہے؟
بار بار ذہن بٹا جاتا۔

پھر شاید وہ قسمت کے سکندر ہی تھے کہ پہلی بدندا اسی
وقت آئی تھی جب ان کی جیپ ریگم بالا کے ریٹ بادنے
احاطے میں داخل ہو رہی تھی۔

ادھر۔ یہاں تو ایک اٹیشن دیگن بھی موجود
کرنے بیٹھوں؟

سو نگلو... سونگھو جلدی سے یہ نامہ نہیں کر لے
جید نے چوکیدار کو آوازیں دینی شروع کر دی تھیں۔
آن نہ تو اس کی طرف سے جواب ملا اور نہ اس کمرے ہی
لداوازہ کھلا۔ وہ کھڑکی کے پاس سے بیٹھ آئے تھے۔

اب تم اپنی جو پنج بند رکھنا۔ ابھی کچھ دیر پہلے دم
جبار ہاتھا۔

سب چلتا ہے ... یعنی سے ...

جید نے جیپ بھی اٹیشن دیگن کے تربیت کی مدد
نہیں۔ بارش شروع ہو چکی تھی اور کچھ اس رفتار سے شروع
ہوئی تھی جیسے بہت دیر سے ہوتی رہی ہو۔

جیپ سے اتر کر بردامے تک پہنچنے پہنچنے ہی نہ
بھیگ گئے تھے ہواں کا شور بڑھ گیا تھا۔

مدد دروانے سے گزر کر ایک خفتر می را بدال
میں پہنچے۔ یہاں اتنا اندر میرا نہ کہ جید کو جیبی ٹاریخ روشن
درداوازہ کھلا تھا اور اسی نوجوان کی آواز نہیں دی
کری پڑی۔

وہ جس کمرے میں روشنی نظر آہی بے اسی لذت
چلو۔ جید بولا۔

ہر طرف تاریکی تھی۔ بکواس ایک کھڑکی کسی تدریش
نظر آرہی تھی اور یہ روشنی بھی اتنی تو انا نہیں تھی کہ باہر کا
اندھیرے کا کچھ بگاڑ سکتی۔

لڑکی بند تھی لیکن اس کے شیشے اتنے گندے
نہیں تھے کہ وہ کمرے کے اندر کا جاترہ نہ لے سکے۔

ایک نوجوان۔ ایک لڑکی۔ اور ایک ...
جید جلد پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

ہاں ہاں تھوڑا اُرک قیوں گئے ...
اور ایک مجر عورت ...

آپ کے نہیں۔ نوجوان بولا۔ نہ وہ مار بھیں گل بخور
نہ بین گایاں دسک۔ لیں خواہ خواہ دخل در محتولات کی
عادت ہے اور عالمہ صاحبہ ہر ایک کو شیئے کی نظر سے بھی نہیں
تینک آپ بیت سادہ لوح معلوم ہوتے ہیں۔ کہ
جنہیں سے اس قسم کی گھنٹوں کو رہے ہیں۔ جید سرد بچے
میں بولا۔

اُسے سادہ بھی مت بھیجئے۔ اے ماں گوئی کہتے ہیں
چلتے ... چلتے ... ہم خیال رکھیں گے۔ جید
نے تاخوں کو اپنے میں کھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ دو قلوب ہی اپنے گھر جھوٹوں
سے اٹھ گئی تھیں اور عرف قاسم کو فیکھ جا رہی تھیں۔

رفعت نوجوان لکھا کر بولا۔ میں نامہ بولی، یہ میری
والدہ صاحبہ اور یہ سین شاہد ہے۔

جمیع ساجد جید کہتے ہیں اور یہ میرے سامنے مل قائم
مجزعوں اپنے ٹیکے کو گھوڑی ہوتی بھی گئی۔ اور
لڑکی نے کہا۔ آپ تو ساجد جید ہو سکتے ہیں لیکن یہ ...

اس نے تمام کی طرف انگلی اٹھا کر تھی۔

شاہد ہے! بڑی بیٹی نے اُسے لکھا۔
تم پیٹری۔ کیا اس غلط اپنے رہی ہوں۔ ان کا نام قاسم
نہیں قرار میں ہو ناچاہیے۔

میں آپ سے حقیقی ہوں۔ جید جلدی سے بولا۔
ہو غنے متفق۔ قاسم آہتے ہے بولا۔ قرار میں

قون تھا میں نہیں جانتا۔

کیا اس کا نام ہے؟
تو پھر تھے ہے؟ قاسم سرپا اکر بولا۔

لڑکی خاموش ہو کر آٹھان کی طرف متوجہ ہو گئی اور
مجزعوں اُسے خونخوار نظروں سے گھوڑے جا رہی تھی

تھیں بھدا فوس ہے۔ جید بولا۔ جگور آئیں خل
ہونا پڑا۔ سائے کرے مغلیل ہیں۔ جواہر نہ ہوتی تو بڑا
ہی میں گزار اکریتے۔

الی کوئی بات نہیں۔ نامہ جلدی سے بولا۔ ایک
کے قرب آ جائیے۔ آپ کے کپڑے بھی بیگے ہوئے ہیں۔

بھیں شیک ہیں۔ جید پڑا رہی سے بولا۔
بارش کے نعد اور بہاؤں کے شور میں گرج اور
چمک کا افانہ شدید ہوتا جا رہا تھا۔ ایک بار تو ایسی گرج

سائی دی کہ قاسم اپر سے نیچے تک تحلیل کر رہا گیا۔ ایسا حلو
ہوا تھا جیسے بجلی اسی پر گردی ہو۔

ٹھیک اسی وقت شاہدہ کا قہقہہ بھی کمرے میں
گنجاتھا۔

"شاہدہ ہوش میں رہو۔" اسے غمیلی آوازیں کہا
"بھی اس پیارا جیسے آدمی پر ہنسی آئی تھی۔ کس
بڑی طرح سہم گیا تھا بجلی کے کڑا کے پر۔"

"شانم نے کیا کہہ رہی ہے۔" حیدرولا۔

وہ مانی تھجب (168 MYLTHUBB) یعنی میرے
ٹینگے سے۔

"جو کچھ کہنا ہے زور سے کہیے۔" شاہدہ ڈپٹ
کر بولی۔

پھر بجلی کڑ کی تھی اور شاہدہ نے قہقہہ لگایا تھا۔

"شاہدہ تم باز نہیں آؤ گی۔" معمر عورت غرائی۔

"میں بر انہیں انتا۔ انہیں قہنے دیجئے۔" قاسم

دانٹ نکال کر بولा۔

"پہاڑوں پر پھینکے جاتے والے پتمنا کا کیا بجاڑ
سلکتے ہیں۔"

"شاہدہ۔!" اس بار نامر نے بھی اُسے منتبہ

کیا تھا۔ "بھجہنے دیجئے۔ کائنات کو سخن کرنے والا آدمی بجلی

کے کڑا کے سے ڈرتا ہوا کچھ اچھا نہیں لگتا۔"

قاسم بکلا یا۔ یہ آپ تھے تھا۔... کہہ رہی ہیں۔ میں
نے کبھی قابیتات کو سخن نہیں تھیا۔... الاقسم..... میرے

دشمنوں نے اڑائی ہو گی۔... وہ بھی۔" شاہدہ پھر بہنسی اور معمر عورت اکھ کرتیزی سے۔

اس کی طرف جھپٹی تھی۔

"آپ نہیں جانتے دیجئے۔" حیدرولا۔ ہم عظوظ
ہو رہے ہیں۔"

وہ برا بر سپنے جارہی تھی۔ ماں سے ذرہ برا بر بھی
مرغوب نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اس کے برعلاف نامر کے

چہرے پر ہجایاں اڑ رہی تھیں۔

"اب قہیں بھی غصہ نہ آجائے۔" قاسم بڑ بڑایا۔

حیدر جانی یہ تائینات سخن کیا پہنچ ہوتی ہے۔"

کسی بہت موٹی عورت سے شادی کرنے کو کہتے ہیں"

قاسم ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔" اللہ۔ الہ
کہاں۔ میرے بارے تو اپنی مریل بھیجی سخن کرادی
تھی۔ نہیں۔ تفریج مکمل آئے تھے۔"
"اے.... اے.... پھر سرگوشیاں...
خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔"
"شاہدہ پلیز۔..." نامر کے بھی میں سے
جید سختی سے ہونٹ پھیچے آتشدان کو گھوڑتا رہا۔ لیکن
نک کراس کی طرف متوجہ ہو گئے۔
بل کی آواز نبنتا اس بار قریب سے آئی۔
والی تھی۔

"بھائی جان... دخل اندازی مت کیجئے
تھی... تیا بات ہے... نامر صاحب؟"

باہم سریجھ رہیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو ہم نے تعطی برا نہیں۔"

فلقیوں جیسی باتیں کر رہی ہیں۔"

اس بار کا کٹا کا ایسا ہی تھا جیسے کہیں اس

ت کے چہرے اندر گئے تھے۔

نامر نے غیلے بھی میں کہا۔" وہ برا مددے

نکلا تھا اور معمر عورت کلمہ پڑھ کر گھر گھر اتے میں
رجم کر۔... ہمارے گناہ معاف کر دے۔"

لیکن شاہدہ اب بھی قہقہے لگا رہی تھی۔

معلوم ہوتا تھا جیسے فطرت کی قہر مانیوں کو۔

"آپ لوگ کہاں تشریف لے جائیں۔"

قریب اک پوچھا۔

"واردی سرخاب کے لئے نکلے تھے لیکن،

منفرد کہاں لے جائے۔" حیدر ٹھنڈی سانس لے کر

شاہدہ بی بی کوئی اعتراف نہ ہو تو میں اپنا ہاں

دوسری جملہ اس نے اتنی اپنی آوان۔ میں ادا

شاہدہ نکل پہنچ جائے۔

تجھے کیا اقتراض ہو سکتا ہے۔...

اک کے باہر آجائے کے بعد دروازہ آواز کے

حرکت پر۔

"شاہدہ تم بخواس بند نہیں کرو گی۔"

اپنے مارچ روشن کر لی تھی اور مدد دروازے

آنکھیں بکالی تھیں لیکن وہ لاپرواہی سے شانوں

استارہا تھا۔ برا مددے میں سنا تھا۔ بی بی جانے

آتشدان کی طرف ٹرکی۔

ہواں کا شور اب آہستہ کم ہوتا جا رہا۔

بارش میں بھی وہ تیزی نہیں تھی اور بجلی کے لام

مضغم جو تھے جارہے تھے۔

اں کی اور بی بی میاں پر دم نکل جائے گا میری

بچاروں پر۔

وہ پھر کرے میں واپس آئے۔ شاہدہ یہاں تھی

بی بیوش پڑی تھی اور ماں اسے ہوش میں لانے کی تدبیری

239

کر رہی تھی۔
”کمال ہے۔“ حیدر بڑا۔

”ایک بہت بڑی بد نسبی۔“ ناصر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”سب چلتا ہے۔“ قاسم بولا۔“ میری ایک غالباً کچوے کو دیکھ کر بیچوں ہو جاتی تھیں۔ اور میں انہیں پھیرنے کے لئے قچوے ڈھونڈتا پھرتا تھا۔“
”تم اپنی زبان بند ہیں رکھو تو بتہ بے۔“
”میں نے قہہ دیا کہ نہیں چلے غی۔“ قاسم نے غیلے لیجے میں کہا۔

”اُسے ہوش نہیں آ رہا!“ ماں نے بھرا جو ہوئی آواز میں نامر کو مخاطب کیا تھا۔

”نامر اس کی طرف بڑھ گیا اور یہ دلوں جہاں تھے دین کھڑے رہے۔“
”شاہدہ... شاہدہ... بیٹی... آنکھیں کھولو... ہوش میں آؤ۔“

قاسم نے آہستہ سے جلد کٹے لیجے میں کہا۔“ ہاں... آنکھیں خولو... اور پھر توئی شوشه پھولو۔
اے اب تو بھوک کے مارے دم نقل رہا ہے جلوہ گاری سے نافٹہ دان لائیں۔“
”نہیں۔“ طھہرو۔“

”تمی...“ شاہدہ منمنا تی۔ بھگا دیا۔“
”ہاں... ہاں بھگا دیا... اب نہیں ہے۔“
”شاہدہ الحبیبی اور کمی پھٹی آنکھوں سے چاندی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔“ یہ لوگ کون میں۔“

”جلوہ چھپی ہوئی۔“ قاسم میں کر بولا۔“ میں نمبر دو شروع پوتا ہے۔ کیرہ میں ریڈی۔ استنٹ کلیپ دو۔“
”پلیز قاسم صاحب!“ نامر نے ناخوشگوار ہجے میں کہا۔“ ہم بہت پریشان میں۔“
”سنئے جناب!“ حیدر بخیجے لیجے میں بولا۔“ ہم بھی کم پریشان نہیں ہیں۔“

”یہ ایک بیماری ہے۔ ذہنی لور پر ملیفہ ہے۔ میری بہن۔“
”خاموش رہو۔“ ماں نے اُسے لکارا۔“ جنپر

کے سامنے سب کچھ اگل دینے کی فرورت نہیں۔“

”خوب، چلتے! اتحاد گئے ہاتھ بھی۔“
”نامر اس کے ہاتھ بانہ دو۔“
”نمی... پلیز... جلد باز کی اپنی نہیں غلط نہیں بھی ہو سکتی ہے۔“

”بجاؤ اس مت کرد۔ کیا ابھی تم نے اس پیروے کا کرت بھی نہیں دیکھا۔“

”یہ تو میری بابی ہے محترمہ ورنہ میں تو ایک بیکھ شریف آدمی ہوں؟“ حیدر بولا۔

”میں کہنی ہوں یا نہ صواس کے ہاتھ۔ اپنی مانی گمول لو۔ خان شہباز کی بیٹی اُنھی اجنبی نہیں بھوکتی۔ میں خود ہی دیکھ لوں گی ان سمجھوں کو۔“

حیدر نے مجراہ اندماز میں یلکیں بھپکائی تھیں۔ وہ نامر کو مانی گھوٹتے بھی ریکھ رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر قرداد کے آثار بھی صاف پڑھے جا سکتے تھے۔

طوعاً دکر ہا وہ حیدر کی طرف بڑھا تھا۔ حیدر نے دل میں کہا اچھا بڑی بی، تہاری ساری شہبازیت پہن بھر میں پھر جو جاتے گی۔

جیسے ہی نامر اس کے قریب پہنچا اس نے بڑی پھر تھی سے اس کا ہاتھ درڑ کر اپنے سامنے کر دیا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ نامر اس کی ڈھال بنا ہوا اپنی ماں کو بنے لبی سے دیکھ جا رہا تھا۔ حیدر کا بایاں بازو اس کی گردن پر تھا اور وہ اس کے ہاتھ میں نہیں بیٹھا۔

”اب اس طرح فایر کیجئے کہ گولی صاحبزادے کے دل کچھیدتی ہوئی ہیرے دل میں تنرازو ہو جائے۔“

”پھوڑو۔ اسے پھوڑو۔“
”یہ کیا کر دیں نہیں؟“ شاہدہ اپنی کران کے درمیان حائل ہو گئی اور اس نے پتوں بان کے ہاتھ سے تھپین لیا۔ بڑی بی پر گریا سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

حیدر آہستہ نامر کے کان میں کہہ رہا تھا۔“ تک مت کرو... مجبوری تھی... ورنہ آنٹی شاید پچھے فایر کر دیتیں۔ خان شہباز کا حوالہ کافی تھا میرے لئے۔“

پتوں شاہدہ کے ہاتھ میں آتے ہی اس نے نامر کو چھوڑ دیا۔ ادھر قاسم دروانے پر کھڑا کوئی بہت بڑا نوالہ حلقت سے اتارنے میں مشغول تھا۔
”یہ نبرتیرہ... تمام ہوا۔“ وہ غاؤں غاؤں کرتا ہوا

”یار غاری ہی میں بیٹھ کر خالیں گے۔“
”نے حیدر کے شانے پر باقہ ادا کر کہا اور حیدر دا ماں رک گیا۔
”یہ کیا ہے؟“
”باسکٹ ہی میں تھا۔“ ناصر بولا۔“ جیسے ہی باسکٹ بارش تھم پچھی تھتی لیکن برائی سے کچھ پسخنے۔
ایک قٹ پانی کھڑا تھا۔ وہ چپاک چپاک کر اسکا اعتماد اٹھایا۔“

”ہوں... ٹھہریتے...“ پہلے اس سے نپٹے سہرات کر دیا۔“ شیر کی بچی! اور جو چاہو تو تیلم قرولوں... اتنا ہوا بولا۔ سانپوں سے متعلق وہ بہت کچھ جانتا تھا۔
اب ناشتہ دان۔“

قریب کھڑی ہوئی سکاڑی کا درعاڑہ...“ اس سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ کوئی بُرا وقت پڑ جاتا تو سپرا او ز ناصر کی آفاز آتی تھی۔“ ہم بیکھر شرمدہ ہیں۔“ اس پر کھپن مارنے کی کوشش کی۔ حیدر نے فادنہن پن کھانا ساتھ ہی کھاتیں۔“

”بھی نہیں، بیٹھ کر یہ!“ قاسم بولا۔“ اب سے نکلا اور سخوڑے فاصلے سے اُس کے دل سے نکلنے لگا۔ پھر جیسے ہی ایک بار اس کا پھن ددسری طرف قوت بھی کوئی انگریزی ہو گئی تو میں بھوٹاں کے جھوٹلی۔ پھن غائب ہو۔“

”خیز... خیز... ہم بیکھر شرمدہ ہیں۔“ اس کا نہ سہ پھیل کر رہ گیا۔ شاہدہ پھر جنپی پڑی تھی۔
”خیز اسے اُسی طرح پھکی میں دبائے آہستہ آہستہ شاہد نام بھی کھانے کا باسکٹ، ہی نکلا تھا۔“

”قیا تفریق ہوئی ہے۔“ قاسم مذہلا۔“ اقوال: ... غاؤں... غاؤں... تم سے ہوئی تھیں اور میں تو کام پھٹا غنوں... غاؤں... غاؤں...“

”بہت ہو چکا۔“ اس نے مجرم عورت کو گوئی ملی آواز۔“ اپنے کرمان کی طرف توجہ ہو گیا۔ عورت کے پڑھنک کرمان کی طرف اتر جائے۔“ اور پھر مقتنی ڈھکنا ہی چیا جائے کیا۔“

آگئی تھی۔ کیوں کہ انہوں نے اس بار مرفٹا۔“ نہیں سنی تھیں بلکہ وہ نیمزی ہی پیچ رہے تھے۔“

”جو اس بھارت سے سانپ پکڑتا ہے، وہ اُسے لاحوا دلاقوٰ...“ اب کیا ہو گیا؟“
”ٹھینگے سے... تھیں جانا ہو تو جا۔“

”یقیناً رکھ سکتا ہے لیکن آپ نے جھیپکارے پر اپنے نہیں۔“
”خاؤں غا... مرنے دو ساٹوں تو۔“

حیدر جیپ سے اتر کر پھر ادھری دا اسے پار جیب منظر دکھاتی دیا۔“ کہا۔“
”میں ایک بوفناک قسم کا کوبرا پکن کاڑتے ہیں۔“
”چلئے پہنچی ہیں۔“ حیدر نے کہتے ہوئے اس کے نٹ اپنچا کھڑا تھا اور وہ در کھڑے پر جا۔“
”پر عمل کیا تھا۔“
”خاموش ہو جائیے۔“ حیدر نے پھر اسے طرف مٹا۔“
”اپنے بھت اور پر المعاو۔“

جو براہمے کے بسط میں فرش پر پڑا ہوا تھا۔

"ماں! قاسم جیت سے بولا۔ یہ قیا ہے؟"

"جج... جتنا... نام کی آواز کا نپر رہی تھی۔"

"جوتا ہے تو پھر اکبر اعظم، اچانگر کا جوتا شریف ہو گا۔"

میں نے تو خواب میں بھی بھی ایسا جوتا نہیں دیکھا۔"

"ہوتا ہے... ہوتا ہے... نام نے بھلا کئے

لیجے میں کہا اور پھر اندر درود گیا تھا۔

قاسم اسے ارسے۔ ہی کرتا رہ گیا۔

پھر وہ بھی واپس کے لئے مڑیں رہا تھا کہ ماہر اری

میں ٹارچ کی روشنی دکھائی دی۔ اس بار نافر کے ساتھ،

بڑی بی بھیں۔

وہ بھی جوتے کو حیرت اور ناگواری کے تاثرات

کے ساتھ ہدا دیکھ رہی تھیں۔ پھر انہوں نے جنگ کرائے اس طبقاً

تھا اور واپس کے لئے مڑ گئی تھیں۔

قاسم دیں کھڑا رہا۔ وہ دونوں جاپکے تھے۔

"بڑی بی کے بھوت کا بھانی ہو گا۔" وہ کچھ دیر بعد

بڑا بڑا یا۔ یہ جوتا تھا یا ابتدائی ہوائی چہاز کا مڈل۔ پتہ نہیں

تیاچکر ہے۔ سالے حیدر بھانی کتنی بالہ تھوڑی کہ میرا تیڑا ساتھ

ہے ہی سالا منہوں۔"

اس نے گانے کی کوشش کی تھی۔ پھر خیال آیا تھا کہ

لیکن زیل کر حیدر کو تلاش کیا جائے لیکن کچھ بانی کی وجہ سے

ہمت نہ پڑی۔ پھر اسے طویل سیت، اگر رپ کر جاؤ تو اس کا

کون؟ جھوڑا پھر انہی لوگوں کے پاس پھر واپس آنا پڑا تھا لیکن

ان لوگوں کو جس حال میں پایا وہ اتنا منحکہ جیز تھا کہ بے اختیار

بھنسی چھوٹ گئی۔ جوتا فرش پر رکھا ہوا تھا اور وہ تینوں اسے

خاموشی سے دیکھے جا رہے تھے۔

"قتق... تیاب یا اڑے گا بھی۔" اس نے بھی

پر قالد پانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا تھا۔ اور

پھر شاہدہ بھی میں پڑ کی تھی۔

ماں نے سخت پہچے میں کہا۔ اسے سوٹ کیس میں

ڈال دو۔"

"اس جوتے تو؟" قاسم کے پہچے میں حیرت تھی۔

"ماں قاسم صاحب۔ مجھے نوارات اکھا کرنے کا

شووق ہے۔ یہ جوتا پندرہ دیسی صدی کا معلوم ہوتا ہے۔

"جور... جور... جور... میں ایک ہی توہہ۔"

ماں کا دارسہ بالآخر ایک عجیب و غریب کے جوتے پر فرم گیا

"می پلینر۔ اجنبیوں کے سامنے اتنی ذاتی گفتگو بھی

تاب سب نہیں۔"

"جہنم میں جاؤ۔" بڑی بی آتشدان کی طرف کر کی گئی

کر بیجو گئیں۔"

"آپ نے نارا فس کر دیا تھی کو۔" قاسم بھرائی ہوئی،

شاہدہ بی بی۔"

"بس نہاد تھا جوٹے بھائی۔" پہاڑ

"میں بھی سنوں۔"

"تب تو بہت اپھی ہیں۔ ایک میرا باپ اے! جلاڈ۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی، باپ کے بائے میں اس

تینہ نے کہا۔"

کھاڑاں بھی میں ہی اور دھوڑاں بھی میں ہی۔

"پچ کہہ رہا ہوں تھی۔ حیدر بھانی سے پوچھے لیجئے گا۔"

اور تو اتو بنا نا۔" قاسم ترنگ میں بولا۔

"پھر بھی بھوکوں کو اس قدر یہاں نہ ہونا چاہیے ہے۔"

"بھی بست اچھا۔" قاسم مسمی صورت بنانے کر بولا۔

شاہدہ کو بھی اگھی۔"

اپنے بہت کچھ اس نقشے کو۔"

آپ سے بہت سے سوال کروں گی۔" شا

شیں اور پھر جیسے کوئی چیز سے پافی میں گرا تھا۔

"فرور... فرور... لیکن ارخیزیک کا

"نہیں... نہیں... نایر کر دوں گا۔" حیدر کی آواز آئی۔

ہماریک نایر بھی ہوا تھا۔

"اوہ! میں تینیں میں نہ تیرہ میں۔" قاسم بولا۔

"آپ تو غمہ پانچوں سواروں میں سے معلوم

پھر رہا رہا۔ بچار۔ لہ میں کا پکڑ مر بن جا

جید بولا۔

"تم پھر تیبا ہے اس میں...!" قاسم

"چلو بیٹھو۔ وہ ایک تجھ پکار پولیس تھیں تھیں۔"

لہ تہذیب کھا گئی بے پتوں پکڑنے کی بھی تینیں تھیں ہے۔"

قاسم دروانے کی طرف جیسا تھا لیکن براہمے

لی میں کھڑا آنکھیں پھاڑتا رہ گیا۔ گھری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔

"امے جرا طاریچ تولا نا۔" اس نے تھوڑی دیر بعد

تامروں کا آزادی تھی۔"

نام فروڑا ہی آیا تھا اور اس نے طاریچ روشن کی تھی۔

رہنمی کا دارسہ بالآخر ایک عجیب و غریب کے جوتے پر فرم گیا

دوڑے آئے تھے۔"

"نکرنا کچھ۔ باسکٹ کے علاوہ بھی بہت کم۔"

میں۔" نامہ نے کہا۔

"آخر ہوا تھا... یہ سپتوں دستوں کیا پکڑا کیا

شاہدہ بی بی۔"

"بس نہاد تھا جوٹے بھائی۔" پہاڑ

"میں بھی سنوں۔"

"تجھے بند کر دے۔ جاڑا اور ناشتہ دان دھوکا کے

تینہ نے کہا۔"

کھاڑاں بھی میں ہی اور دھوڑاں بھی میں ہی۔

اور تو اتو بنا نا۔" قاسم ترنگ میں بولا۔

"میں شروع ہی سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو کہاں

ہے۔" نامہ نے حیدر کے سامنے کہا۔

"آپ ختم کچھ اس نقشے کو۔"

آپنے بہت کچھ اس نقشے کو۔"

آپ تو غمہ پانچوں سواروں میں سے معلوم

ایسا نہ کہتے۔ بچار۔ لہ میں کا پکڑ مر بن جا

جید بولا۔

"آپ بھی تو چارے گدھے ہی میں میں۔" قاسم

ہنس کر کہا۔ بے تھا شے چکر رہا تھا۔ حیدر کو بھی نہیں

لگی تھی۔"

"آپ بھی تو چارے گدھے ہی میں میں۔" قاسم

ہنس کر کہا۔ اسے پہلے ہی بڑی بی بولی پڑیں۔

"مزید بہنگائے کی کوئی فرورت نہیں، میں شرم نہ ہوں۔"

"ارے جاہب اس میں بہنگائے اور شرم نہیں کی کیا

بات ہے۔ خاڑا اور رُنادوں کا۔ تو پھر کموڑوں باسکٹ

"نہیں یہ شاہدہ جلدی سے بولی۔"

"آپ کی منی۔ میں کوئی نہیں کہا۔"

البتہ آپ کو جہت دے۔"

"میں پوچھتا ہوں میرے لئے بھی کچھ پھوڑا ہے

یا نہیں۔" حیدر نے بھنا کر پوچھا۔

"نہیں کہا گا۔ نہ توہین، نہ تہہ کرنے

بولا۔ اور شاہدہ مہس پڑی۔ بڑی بی کسی تھکے ہارے جو پاے کی طرح ایک گوشے میں منہ ڈال کر بیٹھ گئی تھیں۔

"میرا کارڈ۔" حیدر نے جیب سے اپنا اوزنیگ کارڈ کا زندگی کے

"نہیں یہ نامہ اے عنور سے دیکھتا ہوا اپنل پڑا۔

"کیا پچ پچ مدارس میں یہ شاہدہ نے پوچھا۔"

"بلکہ جکاری بھی ہے بارہ ران لا۔" قاسم بولا۔

"جید صاحب ہیں۔ یہ دشمن دشمن گی ہے۔ جنی یہ کرنل

فریدی کے استنسٹی ٹیکٹیشن حیدر ہیں۔"

بڑی بی کچھ بولیں البتہ شاہدہ جمعیت کر کر آئی تھی۔

"دیکھوں!" اس نے کارڈ نامہ کے قبیلے ہوئے کہا اور

پھر وہ بھی نہ دوس نظر آنے لگی تھی۔

"چلو بھی، پاپ... پاپ... کیا... قاسم چکارا۔"

"ٹھٹ... تو... یہ یہ... وہ قاسم کی طرف

ہاتھ اٹھا کر ہوں۔" دائرہ ڈسل کا بنا یا بھا کوئی دلیک کا فیض بنتے

"نہیں، یہ اتنا ہی بڑا پیدا ہوا تھا۔" حیدر نے کر بولا

"اے، جیان سنبھال کے ورنہ نقشہ دوں گا،"

ساری قیتان۔"

توہ تو بکال ہی چکے ہو گے۔ میںے لئے تھے بھی نہیں

پھوڑا ہو گا۔ اگر اب بھی پیٹ دکھرا ہو تو ان کی باسکٹ میں

اسی بہت کچھ ہے۔"

"اچھا... تم تو چڑیا کا کھا جائے کر چلے گئے بڑی

خوشی ہوئی۔"

"بکال نو مرغ مسلم۔"

"کیوں بی بی۔" قاسم نے شاہدہ سے پوچھا۔

لیکن اس سے پہلے ہی بڑی بی بولی پڑیں۔

"مزید بہنگائے کی کوئی فرورت نہیں، میں شرم نہ ہوں۔"

"ارے جاہب اس میں بہنگائے اور شرم نہیں کی کیا

بات ہے۔ خاڑا اور رُنادوں کا۔ تو پھر کموڑ

پہنچنے والیں پندرہ دسی صدی سے ادھر کیوں آنکھا تھا کہ بچاے تو ایک جوتا پتوڑا کر بھاگنا پڑا۔... لل۔... لکھن مید بھائی یہ ہمیں انہیں نلاش کرنا چاہئے ہے۔ نام خونک کربولا۔

"تو پھر چلو۔ ایکلے یوں نہیں جا سکتا کہ اگر کچھ میں پھسل کر گراتا ٹھوٹوں گا قیسے؟"

"آپ پسے کیوں نہیں لگدا یلتے قاسم بھائی۔" شاہدہ نے پوچھا۔

"والد صاحب سے پوچھ قریباً نہیں گا۔" قاسم نے ناخوشگوار بھیجے میں کہا۔

دہ دنوں باہر آئے تھے۔ نام نے مارچ روشن کر رکھی تھی۔

"آپ واقعی پانی میں نہ پل سکیں گے۔" نام بولا۔

"بچھے ہی جاتے دیکھئے۔"

"ایکلے نہیں جا سکتے آپ؟"

"میں بچہ نہیں ہوں۔" ایقٹ سے ووجھ لے۔

"اس کی بات نہیں، ایقٹ سے ووجھ لے۔" بھر حال دہ دنوں تی نکلے تھے۔ احاطہ پار کر کے بھر حال پر آئے۔ یہ جگہ ڈھلان پر تھی اس لئے اتنی بارش ہونے کے باوجود بھی بیال کیچھ پانی نہیں تھا۔

مارچ کی روشنی تاریکی میں گردش کر رہی تھی۔ دنقتاً ایک جگہ روشنی کا دارہ پھر گیا۔

کوئی آزمیں پر اور مددھا پڑا تھا۔ دہ تینی سے آگے بڑھے۔ قاسم تو جھک بھی نہیں سکتا تھا۔ ناصر عینی نے اُسے سیر ہا کیا تھا۔

"ارے بابے۔" بچھی بھائی یہ قاسم کے طبق سے بے ہم آزادوں کے ساتھ مکھا تھا۔

"بیہوں میں۔ ارہ۔" سر سے خون بھی بہرہ ہے۔" میں تو جھک بھیں سقما۔" بھرا فی آواز میں بولا۔" اٹھا سکو تو اٹھا کر میرے ہاتھوں پر رکھ دو۔" بدقت تمام دہ زین سے قاسم کے ہاتھوں پر منتقل ہوا تھا اور دو اسے اٹھائے ہوئے ڈاک بنگلے میں داخل ہوا دلوں بوکھلا گئیں۔

"اوہ یہ تو زخمی ہیں۔" بول رحمی عورت نے کہا۔

"ادھر لاؤ۔... ٹھہر۔... میں فرش پر کمل بچھائی ہوں۔" شاہدہ کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو۔... اٹھاؤ۔... کمل یہ

کیوں کھولا تھا۔" اپنی بیشروختی سے پوچھتے۔ انھوں نے تھا تھا۔

"کیا میں نے کہا تھا تھی؟" "نہیں۔ میں نے تو نہیں سناتھا۔" بڑی بیٹی نے کہا۔

"تو پھر میں ہم اونکا پٹھا میں گھوٹکا کر لے دیں۔" سیکھیک ٹھاکر فرست ایڈ بکس بھی موجود تھا اور اس میں برلنگی کی ایک بوتل بھی موجود تھی۔

شاہدہ نے بڑی پھری سے سر کے زخم کی ڈرینگ کی اسٹریچ کے ساتھ میں رہی تھی۔ ادھر شاید قاسم کی دیکھ کر کھا۔

"اگر تو ہر سی برلنگی بھی... امر نے قاسم کی طرف دیکھ کر کھا۔

"نام بھی نہ لینا۔ درد ہوش میں آتے ہی مجھے نہیں کر دے گا۔"

"میں نہیں بھا۔" کہتا ہے کہ گدمی کا پیشاب، شراب سے ابلجے۔

جب گدمی کا پیشاب نہیں پیتا تو شراب قبوں پیوں۔" تکال بھے۔ شاہدہ بڑھنے بارہی تھی۔

"اور ان کے اس اسٹریچ کی سے بد کتے ہیں۔" یعنی کرنل فریدی۔ شاہدہ بڑھنے بارہی تھی۔

"نام نہ لیجئے، درد نور آپنے جائیں گے۔" قاسم نے اسے تک سکرا پڑی تھیں۔

اعاز میں کہا کہ بڑی بیٹک۔ ایسا ہی تھا۔ ایسی پرہیز گاری کے ساتھ فوابی کر گیا کہ لوگ آج بھی عش کرتے ہیں۔

بڑی بھی بولیں۔" بچھی بھائی یہ قاسم کے ساتھ مکھا تھا۔

"آپ جانتی ہیں۔" میرے بابے کا خانہ شہبانا۔ درستوں میں سے تھے۔ نواب عزیزاں الدین خان کے۔

"ہات تیرے تی، نقل آئی رشتے داری بھی۔ اب اب گھلہ بونگا۔" قاسم زیر لب بڑھایا۔

"کیا کہا؟" بچھی بھائی یہ قاسم کے ساتھ مکھا تھا۔

"جی، پچھے نہیں۔ اپنے مقدر کو رہ رہا ہوں۔ اب ہوں اسی تھی اور پھر تھے نہیں معلوم کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا۔

"آپ آخر ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں قاسم باتھ پنجا کر بولدا۔" تھامیش رہو۔ کیوں بکواس کے جارہے ہو۔

شاہدہ بھنگلا کر بولی۔" دھنبا بڑی بھی کو غصہ آگیا۔

"اے۔ اپنی ایسی کی تیسی ہو جائے۔ بچھے پھر بھوک لگ آؤ۔" اے تھرم۔... جرا تیز سے۔...

"قاسم صاحب پلیز۔...!" نام بولا۔ آپ نے باسکٹ

کیوں کھولا تھا۔" اپنی بیشروختی سے پوچھتے۔ انھوں نے تھا تھا۔

"کیا میں نے کہا تھا تھی؟" "نہیں۔ میں نے تو نہیں سناتھا۔" بڑی بیٹی نے کہا۔

"تو پھر میں ہم اونکا پٹھا میں گھوٹکا کر لے دیں۔" سیکھیک ٹھاکر پیٹرول پی گئے تو۔...

"ذرا دیر خاموش رہو۔" جید باتھا کر بولدا۔

"پندرھویں صدی کے جو تے کی کیا بات تھی؟" "بچھی بھی نہیں۔ اپنی جنرتوں۔ تم ذخی ہو۔"

حید نے نام کی طرف دیکھا لیکن وہ مرف ہونٹ بکار رہ گیا۔ ار راپنی ماں کی طرف اس طرح دیکھنے لگا تھا۔ ہیسے

بچھوڑ رہا ہو کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔

"زخم اچھی طرح صاف کر دیا تھا؟" بڑی بھی نے شاہدہ سے پوچھا۔

"جی، ہاں تھی۔ زخم گھرا نہیں ہے۔ کوئی تشویش کی بات نہیں۔ نہون بند ہو گیا۔"

"ہائے۔... ہائے۔... جو تے قی بات قیوں نہیں تقریبیں۔" قاسم باتھوئی کا تھا۔

"ایس بدن تیر کو روکتے ہیں جید صاحب۔" بڑی بھی غرائیں اور۔... وہ جو پھوپھو پھولتے جا رہا ہے۔ اس کا کسی کو بھی خیال نہیں۔"

"ڈھکنا بند کر دو۔" جید نے قاسم ہی سے کہا۔

"ستیا وہ میک اپ میں تھا را برا در راں لا ہے کہ ڈھقنا بھی میں ہی بند کر دو۔"

"بکواس مت کرو۔" "تھام صاحب! میں آپ کے لئے کھانا لا لیا ہوں" نام نے کہا۔

"اور ناشتے داں سے اب کے تھچو ہندرنگلے گی۔"

شاہدہ بول پڑی۔

"دیکھنے جان دھ جلا یتے میری یہ۔" قاسم خدا کے لئے خاموش رہو۔ جو لوگ خود ہی

بچھا ناچاہتے ہوں ان سے الجھتے سے کیا فائدہ۔ ہارس رک گئی ہے۔ اب ہمیں چل دینا چاہیے۔"

"میں تو اس دنست سفر کا طورہ نہیں دوں گی۔"

245

شاہدہ نے کہا۔

”سوال تو یہ ہے کہ میر نے شورہ کب طلب کیا تھا؟“
جید المختار ہوا بولا۔

”یہ باسکٹ بھی یتے جائیکے“ شاہدہ بولی۔

جید نے باسکٹ کاڑھنا بند کر دیا تھا۔ رفتار شاہدہ
اگر بڑی تھی اور جید کے راستے میں حائل ہو گئی تھی۔

”آپ ہمیں تہنیا چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔“ اس نے کہا۔
”میں خود بھی نہیں پاہتا لیکن ایسے حالات میں
جب کہ ہم پر اعتماد نہیں کیا جا رہا ہے۔ یہاں ٹھہر کر ریجے
ہی کیا؟“

”محی بہت پریشان ہیں۔“

”میں بھی یہی عسوں کر رہا ہوں ورنہ وہ فوج پرستوں
نتان یتیں اور یہ سانپ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ آخر
وہ کون لوگ ہیں۔ جوتے کی کیا بات تھی؟“

”ہمارے بھی معاملات ہیں۔“ بڑی بی بولیں۔ ”کم
کسی کو بھی ان میں شریک نہیں کر سکتے۔ اپنے مسائل خود
حل کرنے کے عاد کی ہیں۔“

”میں قانون کا ایک حافظ ہوں۔ اس لئے خاموش
بھی نہیں رہ سکتا۔“

انتنی میں نامر نے جید کو آنکھ ماری۔ اندازایا ہی
تحاچیے کہہ رہا ہے۔ ”اے نہ ابھو... میں بتا دوں گا۔“
جید طویل سانس لے کر بولا۔ اچھی بات ہے جیسے
آپ کی مرضی۔“

”تو نہیں چلو غمے تم۔“ قاسم آنکھیں بکال کر بولا۔
”نہیں چلیں نہ۔“ شاہدہ نے اس کی نقل اتاری
اور سہن پڑی۔

”اے اللہ بیاں، اب مجھے ہی بنادو۔“ قاسم دعا
کیوں نہ ہمارے ساتھ چلے؟“ یہ برادران لا جمید بھائی
تو دو کوڑی کا آدمی ہے۔ میں قوئی یلا یلی...“

”شہزادے آپ۔“ جید اسے گھوڑتا ہوا دھاڑا۔
”اچھا الابیان: الفاج و اپس اور اب یہ جو رینہم
میں جائے غا... و دنائی تھمب۔“

”یہ کیا بات ہوئی؟“ شاہدہ نے پوچھا۔
”یعنی میرے ٹھنڈے سے۔“ قاسم اسے قراؤ و نظر طرف
سے گھوڑتا ہوا بولا تھا۔

حملہ اور

صح ہوتے ہوتے جید کے علاوہ اور سمجھوں
خراطی لیٹھے شروع کر دیے تھے۔ نرکی چوٹ کی تکلیف اس

گئی تھی ورنہ وہ بھی سوہی گیا ہوتا
شاہدہ کا چنچل پن اُسے اچھا لگا تھا۔ یہ مارک

کا ایک معزز ترین گمرا ناتھا۔ انگریزوں کی عملداری سے
اس علاقے پر اسی خامدان کی حکمرانی تھی جید تے فرید کی

زبان ان لوگوں کے نذر کرے ہوتے تھے۔
ناصر کا چھا آج بھی سرخاب دیلی کا مالک تھا۔ اس

شہری آبادی میں اس کا سکہ نہیں چلتا تھا۔ مغلانات میں اس

بیٹیک وہ لوگ روانہ نہیں ہو گئے تھے۔
بیٹی اپنیں کے خاندان کی حکومت تھی اور سیاسی سختہ نہ لے

خان آنعلم کی شخصیت اتنی ہی اہم تھی کہ ملک پر کسی بھی سماں
پارٹی کی حکومت ہوا سے خان آنعلم کا اسی طرح خیال رکھا

پڑتا تھا جیسے بطالوں کی حکومت شاہی خامدان کا رسمی ہے۔
ناصر، خان آنعلم کے چھوٹے بھائی کا رہا کامنہ اس

یہ لوگ شہری میں رہتے تھے۔ ناصر کا باب خان غلمت مل

ترقی یتیرجانات کا حامل تھا اس لئے اس نے اپنے

کو جسدید دنیا اور جدرید ترین علوم سے الگ
نہیں رکھا تھا۔ اس کے برعکاف خان اعظم کے لئے اس کا

پسند تھا۔ اپنے دیسی محل میں رہتا تھا اور شہر کا رخ کی
کرتا تھا۔

اس فی انہی لوگوں کے بارے میں سوچے
صح کردی۔ چھر قاسم کو جگایا تھا اور اسے جگانے کی کوشش

کے دران میں دوسرا بھی بیدار ہو گئے تھے۔
”آپ ساقیاں کہاں ہو گا جید صاحب؟“ نامر نے

”غاباً اگر بیس سعہریں گے؟“
کیوں نہ ہمارے ساتھ چلے؟“

”نہیں، شکریہ۔ تفریح، تفریح، میں رہنی رہنی
میں قیام نہ ہو۔“

شاہدہ نے بھی اس پر اصرار کیا تھا لیکن بلیں

کھس بیٹھی رہی تھیں۔ اور ان کے چہرے پر ایسی بی انسانی

جاتے تھے جیسے اپنے بچوں کی عاقبت نا اندیشانہ بالوں
ہی دل میں کڑھ رہی ہوں۔

”شاید ہم راستہ بھی دوسرا ی اختیار کریں؟“
”یعنی میرے ٹھنڈے سے۔“ شاہدہ نے پوچھا۔

”یعنی شرک سے نہیں جائیں گے؟“

”شارف کٹ۔“

ناصر کچھ نہ بولا۔ شاہدہ نے سوال کیا۔ ”ہم سے تو نہیں
لگائے گا۔“

”اگر ہوش رہا یہ قاسم بول پڑا۔“

”تم تو بولو ہی مت موٹے بھائی۔“

”اچھا جینگر ہیں یہ قاسم برا سامنہ بنائے بولا۔“

”شاہدہ تم باز نہیں آؤ گی“ بڑی بی اٹھنی بھوٹ دلیں
کلہنے کی تیاری کرو۔“

جید اور قاسم اس وقت تک دیں تھہرے رہے
بیٹک وہ لوگ روانہ نہیں ہو گئے تھے۔

”بیچی لوغ تھے یہ قاسم ٹھنڈی سانس کے گروپوں
خان آنعلم کی شخصیت اتنی ہی اہم تھی کہ ملک پر کسی بھی سماں
پارٹی کی حکومت ہوا سے خان آنعلم کا اسی طرح خیال رکھا

”دالرہ صاحبہ اتنی بی بی جوڑی تھیں کہ تہاری کھوپڑی میں
اپنیں سکتیں۔“

”دنقا جید کچھ باد کر کے بولا“ جوتے کی کیا بات تھی؟“

”جب تم اس کے پیچے بھاگے غمے تھے تو برآمدے
کلہنے کا جوتا پڑا ملا تھا۔ اکبر آنعلم یا جائیگر باشاد

رمانے قامعلوم ہوتا تھا۔ ناصر احمد دوڑا گیا تھا۔ اور،
کو جسدید دنیا اور جدرید ترین علوم سے الگ
نہیں رکھا تھا۔ اس کے برعکاف خان اعظم کے لئے اس کا

پسند تھا۔ اپنے دیسی محل میں رہتا تھا اور شہر کا رخ کی
کرتا تھا۔

اس فی انہی لوگوں کے بارے میں سوچے
صح کردی۔ چھر قاسم کو جگایا تھا اور اسے جگانے کی کوشش

کے دران میں دوسرا بھی بیدار ہو گئے تھے۔
”آپ ساقیاں کہاں ہو گا جید صاحب؟“ نامر نے

”غاباً اگر بیس سعہریں گے؟“
کیوں نہ ہمارے ساتھ چلے؟“

”نہیں، شکریہ۔ تفریح، تفریح، میں رہنی رہنی
میں قیام نہ ہو۔“

شاہدہ نے بھی اس پر اصرار کیا تھا لیکن بلیں

کھس بیٹھی رہی تھیں۔ اور ان کے چہرے پر ایسی بی انسانی

جاتے تھے جیسے اپنے بچوں کی عاقبت نا اندیشانہ بالوں
ہی دل میں کڑھ رہی ہوں۔

”شاید ہم راستہ بھی دوسرا ی اختیار کریں؟“
”یعنی میرے ٹھنڈے سے۔“ شاہدہ نے پوچھا۔

”شاہدہ تم راستہ بھی دوسرا ی اختیار کریں؟“
”ٹھیک ہے۔ اب تو بھوٹ کے ماے دم نکلا

جبار ہے۔“

”اسی طرح بھونکتے رہے تو دم بھی نکل آئے گی؟“

”تمہاری ایسی تھی۔ اب یادیا۔ تم لوٹیا کے سامنے
بیڑا نداخ کیوں اٹار ہے تھے؟“

”مرف تعارف کرایا تھا تمہارا۔ اگر لفبیل نہ بتائی
جائے تو تم دوسروں کی سمجھ میں قلعی نہیں آتے؟“

”نہیں تم نداخ اٹار ہے تھے؟“

”اچھا تو پھر۔“

”پھر بھی نہیں۔ اب میں بھی مرد نہیں قرولی غا۔“

”جید کچھ نہ بولا۔ ایک میل شرک پر چلنے کے بعد
اس نے جیپ ایک ایسے راستے پر مردی تھی کہ قاسم پہلے
ہی ہٹکیں چیں بول گیا تھا۔“

”اپے۔ اپے یہ کیا۔ مرنے کا ارادہ ہے تیا؟“

”نہیں، میں پاہتا ہوں کہ تم اس قدر مختلفاً کہ
تہاری چیلیں جائے؟“

”میں نہیں جاؤں گا۔ رہ گو گاڑی۔“

”کون کس آفت نازل ہو گئی ہے تم پر؟“

”کسی جوڑی سے میں جاگری جیپا تو قیا ہو گا۔“

”پھر بھی نہیں، لب زراسا، مر جاؤ گے۔“

”مریں میرے دھمکیں... دھمکی... داہ بھی... نہیں ردو تو
غادری۔ حرامی پن کی نہیں ہوتی؟“

”اپس بھیں، تھم پھر دو میں گھانی بک رہے ہو۔“

”مجھے حرامی پن کی انگریزی نہیں معلوم۔“ قاسم جبرا
انگریزی میں ہوتا ہی نہیں حرامی پن۔ اس کی بجائے

خیر سکائی کے دورے ہوتے تھے پس۔“

”خیر سکائی کیا ہوتی ہے؟“

”تم نے دیکھا۔ اور دو میں اگر اس میں سکائی شاہی
ہو گئی۔ نیز سکائی۔“

”ہو گئی۔“ قاسم کی جھنگلا سٹ بڑھنی رہی اور اور پھر پیچی زین کے

جھنکوں سے پچ پچ جیلی قسم کی کوئی چیز اُسے اپنے اندر مختلفاً
محوس ہوتی رہی۔

”خیر سکائی ہی درست ہے۔“
اس پر خیر سکائی کو بھی ایک گندی سی جانی مہنم کرنی

پڑی تھی، اور قاسم بالکل ہی اورٹ ہو گیا تھا۔

"تمہیں بھوک لگ رہی ہے نا"

"لگ تو رہیا ہے۔ دنقتانہ اسم نرم پڑتا ہوا بولا۔

"اس سالی خیر چاہی میں بھول غیانتا ہے"

"اس راستے پر اسکے آیا ہوں کہ آگے ایک قسم

میں بھیڑوں کے ملے پکے بخوبی جاتے ہیں"

"آئے جاؤ! قاسم منہ چلا کربولا۔ دیاں پہنچ کر کہہ

دو گے کہ ہنگانی کی وجہے بھیڑوں نے بچے دینا چھوڑ دیا ہے"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ یہاں کی بھیڑوں میں سیا

تقریب میں من سن کر پچھے دیتی ہیں، ان پر ہنگانی اثر انداز

نہیں ہوتی ہے"

ترپیا درد ڈھانی میں تک چلکے برداشت کرتے
سخن کے بعد قاسم کی جان میں جان آئی بکوں کہ رات کسی
قدر بھوار ہو گیا تھا۔

اور پھر وہ اس تبعیت کے بھیجا پسچھے تھے جس کے
تصور سے قاسم کے منہ میں بار بار پاق اٹھارہ تھا اور جیسا نے
بہ بات بھی غلط نہیں کی تھی کہ دہاں اُس ازی بھوک کا پیٹ
بھرنے کا خاطر خواہ انتظام ہو جائے گا۔

کار داں سراتے کے سامنے اس نے جیپ روکی تھی
وہاں ایک جیپ اور بھی موجود تھی جس کا بولٹ اٹھا ہوا نہاد
ایک آدمی اجنب پر جھکا ہوا پچھے دیکھ رہا تھا۔

جید اور زفاصم اپنی گاڑی سے اتر کر اس حلقے میں پہنچے

جہاں اشیاء نے خور دنوش فریعت ہوتی تھیں۔ بھیڑوں کے
مسلک پکے تو نہیں مل سکتے تھے۔ لیکن گوشت و افر مقدار میں موجود

خنا۔ کڑھانی تکوں کا اڑور دے کر جید نے میٹھنے کے لئے
ایک گوشہ منتخب کیا اور وہ دلوں وہاں جا بیٹھے۔ بھنے
ہوئے گوشت کی خوبیوں نے قاسم کا داماغ مزید خراب کر دیا تھا

اس کا بس چلتا تو کچھے ہی گوشت پر ٹوٹا لیکن اب تو ٹھللہ
تکوں کی نیاری کا انتظار کرنا ہی تھا۔ دنقتاً جید کو اپنے قریب
روکی آدمی کڑھانی دیا ہے وہ باہر دوسری جیپ کے اجنب

کا جائزہ میتھے ہوتے دیکھ چکا تھا۔ وہ اس سے کچھہ کہنا چاہتا تھا
کیا بات ہے؟" جید نے پوچھا۔

"کیا آپ شہر ہاں ہے پیس؟" اس آدمی نے سوال کیا۔
"ہاں۔ آں"

"وہ یچارہ زندگی ہے اور قاسم بڑے اہماں سے کھارا تھا۔
حالت اپنی نہیں۔ بہت سالون فنائی ہو چکا ہے۔ اگر آپ

بہر حال وہ دنوں ہی زبانوں کے لمحہ چلاتے ہوئے
ڈیرہ غزن خان تک پہنچتے ہیں۔ میں بھی جوبل میں خالی پوچھے
ہوئی تھی اور جیسے دہی بتا یا بوجوڑی کے بارے میں سراتے
میں سن چکا تھا۔ اپنے بارے میں اتنا ہی بتا یا وہ دنوں
تقریب سفر کر رہے ہیں۔

خان اعظم کا میجر گھاڑ پھر اپ کے ساتھ کئی بارا یہ سلالات
کر چکا تھا جن کے جوابات سے شاید اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ
خود زخمی نے انہیں کیا بتا یا ہے۔

نیم بیویوں کی حالت میں رہا ہے۔ نہیاں کے علاوہ اس کی
زبان سے ہم نے کچھ سمجھی نہیں سنا۔

کس قسم کا نہیاں... زبان سے کس قسم کے الفاظ
نکل رہے تھے۔ میجر نے پوچھا۔

"میں نے توجہ نہیں دی۔" جید پیڑا کھا سے بولا۔
تب پھر ہمیں اس کے ہوش میں آئے ہی کا انتشار

سن اپنے گا۔" میجر طویل سانس لے کر بولا۔ ان رہنزوں
نے بہت سراٹھا یا ہے۔ خان اعظم اپ اپنی عملداری میں ان
کا وجود نہیں برداشت کر سکتے۔

جید نے لاپڑی سے شالوں کو جنبش دی اور قاعِم
کی کمر تھیپ کر بولا۔ چلو۔

دیسے وہ لوگ قاسم کو حیرت سے دیکھتے رہتے
اور وہ یہی خسوس کرنے لگا تھا جیسے وہ اُسے انہی رہنزوں
سے متعلق سمجھتے ہوں۔

جید نے بھجن میں پڑ گیا تھا۔ اگر نذر گل اسی کی گوئی
سے زخمی ہوا تھا تو وہ دوسروں ہی کو رہنزوں ہی کی کہانی
سنا۔ میکن آخر یہ لوگ۔؟ ان لوگوں کا رویہ ...؟
اس کی بھجوں نہیں آیا تھا۔ وہ لوگ یہ جانے پر کیوں

معرِ تھے کہ زخمی نے اُسے کیا بتا یا ہے کیا اس لئے میں نہیں جانے
والي الفاظ سے مطمئن نہیں تھے؟ آخر کیوں؟ اور اگر نذر گل
وہی آدمی تھا جس کا اس سے مکار ہوا تھا اور اس نے محض

دھمکانے کے لئے اس وقت فایر کیا تھا جب وہ بھاگ رہا
تھا تو اس وقت ڈاک بیکھیں اس کی موجودگی کا مقصود۔
جیپ میں میٹھے وقت اس نے عسوس کیا کہ وہ لوگ انہیں

کینہ تو زندرلوں سے دیکھ رہے ہیں۔
وینا۔" قاسم بیٹھ پڑھتا ہوا غلاماً ساے بھے

249

اس سیلے جائیں تو بہت اچھا ہو۔ ڈیرہ غزن خان میں ہی خاباؤں غا۔ تم اپنے لئے
دیکھنے گا۔" اسہار میں چھوٹا سا ملکے ملکے نگوالوں۔
کسی زخمی کا حال سن کر جید نے اپنے سرکل کر کہہ۔
مکھتے جاؤ۔ میری نکر د کرو۔" جید نے جل کر کہہ۔
بھی مٹولی تھی اور بولا تھا یہ کیسے زخم ہوا؟" "نہیں... ایک بعنی... غاؤں غاؤں...
پچھلی رات رہنزوں نے گیرا تھا۔ مان بیس گول

لیکن جب جید کی بھیان کھا گیا تو اس نے غرما کہا
ے اور شام داپ بھی تو زخمی میں۔" پچھلی رات کی بارش کی دینے پہنچ کر کہہ
اپنے لئے ملکوادی۔ اتنے میں اجنبی واپس آگیا اور اس نے بتا یا کہ زخمی
مید نے بینیڈیک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ چلو۔ اُم اندر گل۔ بے۔

"ٹھبک ہے؟" جید نے کہا۔ "ہم اُسے ڈیرے تک
چلتے۔ اور کوٹھری میں ہے۔ بخاریں پہاڑیں۔" اسی کے
اویں گے ہیں۔" جید اٹھا تھا اور قاسم نے شکوہ کیا تھا۔ اسی
جب وہ چلا گیا تو قاسم بولا۔ "خواہ نخواہ کیوں پڑے
.... تیا...؟" "تکے آجاییں تو تم کھانا شروع کر دینا۔" اس

"اویں سوچ رہا ہوں کہیں یہ وہی آدمی نہ ہو جس پر
کے عالم میں نہیاں بک رہا تھا۔ اس نے سیاہ چلوہ اور
جیکٹ پہن رکھی تھی۔ عزیزیادہ سے زیادہ چاہیں سال
ہو گی۔ مشبوہ طبجم والا معلوم ہوتا تھا۔

کی دن درگت بناؤں گا۔" جید نے جگ کر زخم دیکھا۔ گولی طاں کا
چھاٹتی ہوئی دوسری طرف مل گئی تھی۔

"لیکن میں اسے اتاروں گا کہاں۔" یہ
میں ہیں ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو؟" "صرف مورت آشنا ہوں جناب اور یہ بھی معلوم
کہ خان اعظم کے پا ہیوں میں سے ہے۔"

"غائب ڈیرہ غزن خان میں خان اعظم کا ملے
بھی ہے۔" بس انہیں کی خوبی تک پہنچا پڑھ کر کسی کھد میں
اچھی بات ہے۔ ذرا ہم کھانا کھا لیں۔ کہا۔

کوئی اس کے نام سے واقف ہو گا؟" "شام دیرہ میں سے جاننا ہے جانتا ہو۔ اس کے
اب میں کیا تروں پچھل سیٹ پر تو وہ پڑا ہوا ہے۔"

"ان پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ لہذا جید نے سوچا کہ اگر
مذکور معمول کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اب

"نام معلوم ہو جانا تو ہیر تھا۔" "میں ابھی معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اب

اس کی دکھتی ہوئی رگوں کو چھوٹا شروع کر دیا تھا۔
تباہ کلائیں قاسم کی کھوپڑی زقدیں لگاتے تھی اور

اس کی بھائیتی ہے اور قاسم بڑے اہماں سے کھارا تھا۔
غاؤں۔ غاؤں۔" وہ مٹھے چلا تھا۔

تیار ہو گئے تھے اور قاسم بڑے اہماں سے کھارا تھا۔
خان اپنی نہیں۔ بہت سالون فنائی ہو چکا ہے۔ اگر آپ

اس طوف... دیکھ رہے تھے جیسے میں بھی تو رہن ہوں۔
”معاملہ کچھ گڑھتی ہے“
”معاملہ نہیں میرا مقدار بھی گڑھتی ہے“ قاسم مجبراً کر
بولا۔ اپنے اس اتفاق پر اور آٹھ شامت“
”کیوں بجاؤں کئے جا رہے ہو۔ میں نے کسی محلے میں
ناہگ تو نہیں اڑاٹا۔ جنم میں جایش“

”کیمپ۔ مار و غلی۔ طادی سرخاب میں سچ کب؟“
قاسم نے کہا اور پکے سے مکتوں کی پچکار مار کر منہ چلانے لگا۔
”جیپ آگے بڑھ گئی تھی۔ قاسم نے تنگیوں سے جید
کی طرف دیکھا جس نے اس طرح ہونٹ پکھ رکھتے تھے جیسے بہت
شدت سے بجد ہو رہا ہو۔“

”یاراں میں سوچ رہا ہوں۔“ قاسم سخواری دیر بجد بولا

”کیا سوچ رہے ہو؟“
”تھوڑی تھوڑی بجا سوی آرہی ہے۔ کھوپڑی میں۔“
”لور کرد۔“ جید ٹھنڈی سانس میں کر بولا۔
”یاروہ لونڈیا بجلی کے کڈا کے پر تو قبیلہ لگاری تھی۔
اور بی کی تیاری پر بیوش ہو گئی۔ اور پھر اس جتنے کو دیکھ کر
ان تینوں ہی کامد نقل غیا تھا۔ پہلے اُسے نامرنے دیکھا تھا پھر
روٹا گیاتھا بڑی بی کو بلانے اور وہ بڑی بی جو اتنی اکٹھ مکھ
دکھاتی رہی تھیں۔ اس جوتے تو دیکھ قریبی سے مردی گئی تھیں۔
اور پھر اس بڑی احتیاط سے سوٹ کیس میں رکھوادیا تھا۔“

”یہ تو طنڈہ بات ہے کہ وہ تینوں ہمارے دہائیں سچنے سے بھی خالق ہو گئے تھے درست بڑی بی جھوپ پتول
کیوں تان لیتیں؟“

”اچھا تو پھر وہ سات کیوں لئے پھر بے تھے ساتھ۔“
قاسم ہاتھ پناک کر بولا۔

”اُن کی راصلی میں کسی نے کھانے کی باسکٹ میں رکھ
دیا تھا لیکن وہ قطعی بے فر تھا۔ زیر کی تسلی بکال لی گئی تھی۔
اس کا مطلب یہ جواہ کنوئی انہیں صرف دہشت زدہ کرنا چاہتا
تھا۔ ان بیس سے کسی کی زندگی کا گاہک نہیں تھا۔ اودی یاد آیا۔
بڑی بی نے یہ بھی تو ہما تھا کہ ہمارے بھی معاملات میں ہم خود
ہی پٹ لئی گے کسی غیر کو اس میں شریک نہیں کر سکتے۔“

”اور بڑی بی کے بات ہمارے قتل مبارک کے
باپ کے دوست تھے۔ وہ بی کہہ رہی تھیں۔“
”موسکا ہے۔“

دہالتا ہوا جیپ سے نیچے اترتا تھا۔ اس معلوم ہوتا تھا۔ جیسے
رالفلوں کی نالیں نکل پڑا دیے گئے۔ لیکن دوسرا نہیں کیا تھے
میں اس پر بھی رالفلوں کے کندے پڑنے لگے تھے۔
وہ چیختا رہا۔ دہالتا رہا۔ لیکن وہ بڑے پتھریتے تھے
ایک بھی اس کے تاخون آسکا۔ اور پھر اس کا بھی دبی حشر ہوا
ہوز را دیر قبل جید کا ہوا تھا۔

کریم آباد کے ڈی۔ ایس۔ پیٹھی نے مفطر باش
انداز میں کر نل فریدی کی طرف دیکھا جو اس کی کہانی سن کر
غصب ناک انداز میں خاموش ہو گیا تھا۔
”وہ گوئی کہاں ہے جو جیپ کے ٹائیر کے اندر سے
برآمد ہوئی تھی۔“ اس نے ڈی۔ ایس۔ پی کی طرف دیکھے
بغیر سوال کیا۔

”لیبوریٹری میں۔ اپکرٹ کی روپورٹ کے مطابق
نفری ناٹ تھری کی گوئی ہے۔“
”پوری روپورٹ چاہیے۔“
”ابھی شکوئے دیتا ہوں۔“ کہہ کر اس نے فون کا لیور
الٹھا یا تھا۔ نبڑا نیل کتے تھے اور کسی سے روپورٹ لالا تے
کو کہا تھا۔

”میری بھوگی میں نہیں آتا کہ وہ براہ راست پہنچے
کیوں نہیں گیا تھا۔ یا اس اتر کر اپ کی جیپ کیوں لے گیا
تھا۔“ فریدی نے پر تھکر لے گئے میں کہا۔ اور پھر اپ کے بیان
کے مطابق جیپ سرخاب دلی کی سڑک کی بجائے۔ ڈیسہ
غزن خان کے نواح میں ملی تھی۔“

”جی ہاں۔ مجھے بھی اس پر حیرت پسے وہ نہان اغلفم
کا اعلان ہے۔“

”مجھے علم ہے۔“
”اُن کے علاقے سے رہنی کی روپورٹ میں بھی ملتی
رہی ہیں۔“

”سوال یہ ہے کہ رہن ان درنوں کو کہاں اور
کیوں لے گئے۔ رہنی کا مقصد ہونا ہے ڈاکہ اور
مارے بھی گئے تو لاشیں ہی ملنی چاہیے تھیں۔“
”میں خود بھی حیران ہوں ہی
اُپ بکھتی ہیں کہ اس دن اس نواح میں ہونا۔ اُس

”جینگے سے! میں تو اس بی کے بارے میں کوئی
توہ پکھنے زہنی مرنیفہ بھی معلوم ہوتے ہے۔
تو پھر چلے گے ان کے لئے۔“ ”ضروری نہیں۔“
”اے جاڑ۔ جس لکھریں توئی لونڈیا ہو داں
اک طرف متوجہ ہو گیا جو ابھی نکل جیپ ہی پر بیٹھا ہوا تھا
تھی مجھے بھی روزیں تھیں تھیں قاسم بھائی کے سامنے اس سے کہا۔
”اتا بھاری ہوں کہ جب شہ بھی نہیں کر سکتا۔ تم ہی
قا سم ہاتھوں سے مُنہ دا کرہ بھا تھا۔“

اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جیپ اپل
جید نے پورے بریک نہ لگائے ہوتے تو دوسرا
جھاٹکی ہوئی تھا قاسم کا سر دندساکریں سے لکھا
کی طرف دیکھا جس نے اس طرح ہونٹ پکھ رکھتے تھے جیسے بہت
شدت سے بجد ہو رہا ہو۔

”پچھلا ماہر فلیٹ ہوا ہے۔ بھم نہیں پیٹھا۔“
بھنا کر بولا۔
”آخر قصور بھی تو معلوم ہو۔“ جید بولا۔
”ہم نہیں جاتے۔ اُس سے کہو نیچے اترے درست
سے پانچ رالفل بداروں نے نکل کر جیپ کو گھیرے ہیں۔
رالفلوں کی نالیں ان کی طرف الٹھی ہوئی تھیں۔“

اُن پانچوں نے اپنے چہرے پچھوپیوں کے بیٹھا
چھپا رکھتے تھے۔ صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں اور ان آنکھوں
بیٹھا بات نہیں معلوم ہوتی۔ تھیں یاد ہو گا کہ پھلے سال
ادمی تھے۔ جوتے مارا کر نہیں بھیں کے پائے
تھے۔“

”قون مارے غاسلا۔“ قاسم غرایا۔
”اوہ نہیں جرت سے دیکھ جا رہے تھے۔“
”مگر کیوں؟ تم ہو کون؟“ جید بالآخر بولا۔
”چلو۔ درست جس طرح ٹائیر پھاڑا تھا تھا۔
کے پر نیچے بھی اڑا سکتے تھے۔“

”اچھا تو کبھی نہیں اڑا سکتے پر نیچے۔“
”یہ بھی ہو جائے گا اگر تم نے حکم کی تعییں لے کی۔“
”کہاں کے لاط صاحب ہو۔ حکم دینے داے۔“
غرا یا تھا۔

”خاموشی سے حکم مان لو۔“ جید برا سامنہ پناک کر
”تمہاری وجہ سے غیر مجبوری پسے درست دیکھتا اند پاکوں را لے گا۔“
”میری وجہ سے تیا غیر مجبور کیسے۔“
”ایک گولی بھی پڑ گئی تو تر بوز کی طرح پھٹ جا۔“
”اُن۔ یہ بات تو ہے۔“ قاسم نے بڑی سعادت
سے کہا۔ ”میں تمہاری طرح پھر تھے پتیرے بھی نہیں۔“

”اُبے او جرم انجادے یہ قیا قردیا تونے۔“ ناس
251

ہوئی تھی۔ ایسی صورت میں وہ شارٹ کٹ کا تصور کیا نہیں کر سکتا۔

لیکن اوصیہ وہ دوسرے دن پہنچے تھے۔ کارداں سراتے میں بھی معلوم ہاتھا۔ ان کے ساتھی کی وجہ سے ان لوگوں کو رہاں آن کی آمدیار بھی تھی یہ۔

دوسرے دن کا یہی مطابق ہوا کہ راستے ہی میں کہیں جوکر راخوں نے رات گزاری تھی۔ لیکن کہاں؟

”ریگیم بالا کے ریٹ ہاؤز میں بھی گزار سکتے ہیں۔“

”لیکن ڈبیہ غزن کا راستہ ریٹ ہاؤز سے دوڑھائی میں ادھری سے گیا ہے۔“

”کیا یہ لکن نہیں ہے کہ رات انہوں نے ڈبیک ہاؤز میں گزاری ہوا وہ صبح کو پھر پہلے ہوں اور ڈبیہ غزن خان کا راستہ اختیار کیا ہے۔“

”الٹی کھوپڑیاں سب کچھ کر گزر قی ہیں۔“ فریدی، طوبیل سانس لے کر بولا۔ اس کی آنکھوں سے گھری فکرندی ظاہر ہو رہی تھی۔

”کارداں سراتے میں اور کیا معلوم ہواتھا۔“ اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

”ہری کہ وہ کئے تھے اور چھوٹ سیر کے قریب کڑاہی بن کھائے تھے۔ اور آگے بڑھ گئے تھے۔ خوش خوار کی کافر کر جرت سے کیا گیا تھا۔“

”وہ دوسرا آدمی بلاخور ہے۔ ہو سکتا ہے اسی لئے انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا ہو۔ تو پھر لفیٹر کا آغاز ریٹ ہاؤز ہی سے کرنا پچاہیتے۔“

”کیا فائدہ۔“ ”ڈی۔ ایس۔ پی بولا۔“ جیپ توڑیہ غزن میں ملی ہے۔“

”سوال تریے ہے کہ انہوں نے وہ راستہ کیوں اختیار کیا اور پھر دوسرے دن اسی دن کی بات بھی ہوتی تو نظر انداز کی جا سکتی تھی۔ آنکھوں نے رات کپاں برسکی ہے۔“

”کیا میں بھی چلوں۔“ ”ہنہیں، اس کی فروٹ نہیں۔“

”مجھے بید انسوس ہے کرنل صاحب۔“ ”نہیں۔“ فریدی کا انکھا اٹھا کر بولا۔ ”مجھے دشوار ایں میں ڈالتے رہنا اس کی بھونی ہے۔“

”پھر وہ پولیس اٹیشن سے نکل کر اپنی گھاڑی میں

کے بعد سے ان کا کوئی پتہ نہیں۔“

”خدا کرے مل جائیں جناب۔“

وہ فریدی کے سانحہ گاڑی نک آیا تھا اور فریدی نے ڈکھ کھول کر فرست ایڈ باسکھا تھا اور ایک شیش، اسے پکڑا دی تھی۔ پھر پرس سے دس دس کے میں نوٹ کیس پہنچ گئے تھے اور اسے دیتا ہوا بولتا۔ ”اس دھا کے سانحہ دو دھو استعمال کرتے رہنا۔“

”الٹیاپ کی عمر دنداز کرے۔“

فریدی گاڑی میں بیٹھو بھی رہا تھا کہ اس کی نظر پر آئے کے نیچے کچھ کے ایک ڈیمیر پہنچ کی اور پھر دہاں کوئی ایسی ہی چیز دکھائی دی تھی کہ وہ پھر گاڑی سے آتی آیا تھا۔

غافل ہی بھی اسی طرف متوجہ ہو گیا کیوں کہ فریدی کچھ کے ڈیمیر کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے اس نے جو تے کی ٹو سے سیاہ رنگ کے چڑیے کے اس تھے کو جیسا تھا جو کچھ کے ڈیمیر پر اُبھرا ہوا نظر آیا تھا۔ پھر جبکہ کرا سے نکال لینے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ حافظت بھی پاس اکھڑا ہوا۔ لیکن خاموشی سے دیکھتا ہا۔ تھے کے دوسرے سرے پر کچھ کے لئے نظری ہوئی جو چیز نظر آئی تھی وہ ایک ٹیپ ریکارڈر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

”پتہ نہیں کس کا گر گیا ہے یہ حافظت بڑھ رہا ہے۔“

”ذرا دوڑ کر کسی بہت میں پانی تو لاو۔“ فریدی کلئے اس سے کہا اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

نحوڑی دیر بعد ٹیپ ریکارڈر دھمل دھلا کر اپنی اصلی حالت پر آگیا۔

”کیا خیال ہے۔ یہ بارش ہی والی رات کو یہاں گرا ہو گا اور اس کا ماں کا اندر ہیرے کی وجہ سے اسے تلاش نہ کر سکا ہو گا۔“ فریدی نے حافظت کی طرف دیکھ کر کہا۔

”خدا ہی جانے جناب۔“

”یہی بات ہو سکتی ہے ورنہ وہ اسے پھوڑ دے جاتا۔“ فریدی نے اس کا سوچ آن کرتے ہوئے کہا۔ خلاف نو قبیل فائی نہیں ہوئے تھے کیوں کہ کیمپ لھوٹنے لگا تھا۔

پہلے تو حافظت کی آنکھوں میں جیت نظر آئی تھی۔ وہ ہنس پڑا تھا کیوں کہ ٹیپ ریکارڈر سے کسی بلائی کی مشعل میاں میاں کے علاوہ اور کوئی آمادہ نہیں تھیں۔ فریدی نے کیمپ کو رپا رکھ کیا اور پھر سننے لگا۔

بیٹھا تھا اور داد کی سرخاب والی سڑک پر جو یہاں تھا۔ اُسے علم تھا کہ جیمنے پہنیں میں دو طیں داد کی کئے تھے بک کر لائی تھیں لیکن کریم آبادی میں پہنیں داد کی رہیں تھے کہ شام کو یہاں داد آئے تھے۔ ان میں سے نیز را دکھ کر کرنے کی طہائی۔ آخر کیوں؟ ملائیغا۔

”بیٹھتے کی شام کو“ دہ کچھ سوچتا ہوا بولتا۔ جب تک بیٹھتے کی شام کو اس وقت تک تو کوئی بہت جوڑا آدمی تھا۔ یہ بھی طوبیل ڈرائیور مناسب نہیں تھی۔

”بیٹھتے کی شام کو“ تھی۔ سردی لگنی شروع ہی ہوئی تھی کہ خان غنمت ترک کر کے ڈیرہ غزن والا ڈھوار گزار راستہ اختیار کرنا تھا۔ کچھ لوگ آئے تھے۔ آپ جانتے ہوں گے والی بات کسی طبع بھجے میں نہیں آرمی تھی۔ اور پھر۔“

”میں چھانتا ہوں۔“ دن برا رات اگر ریٹ ہاؤز میں گزاری تھی تو دوسرے دیں میں سڑک پر سفر جاری رکھ سکتا تھا۔ کسی میں پہنچنے کے خواہ کی تھیں۔ اور دوسرے کے اپنی کوٹھری میں چلا گیا۔ پھر بخے ہٹھنے نہیں

فریدی اس راستے کو نظر انداز کر کے بہا اگر کوئی آیا ہو تو میں نہیں جانتا۔“

”ہی پر کارڈر ڈیکٹا ہوا ریٹ ہالے کے ریٹ ہاؤز میں پہنچنے کی رخصت کیا ہو گا۔“ ”دوسرا بھی تو تم نے اپنی رخصت کیا ہو گا۔“ ”نہیں جناب۔“ فریدی کے آنکھ کھلی تھی تو کنجیاں سر پرے دہاں سنا تھا نظر آیا۔ کپاونڈ میں کوئی آئی تھیں اور وہ لوگ جا چکے تھے۔ ریٹ ہاؤز میں موجود نہیں تھی۔ برآمدے میں پیچ کر اس نے میں نہیں تھا۔“

”آوازیں دیں۔“ اس نے ایک کٹے سے برآمدہ ہو کر کہا۔ ”جی ہاں۔ کچھ یاد پڑتا ہے۔ وہ لوگ بارش ہی کے روم کھلا ہوا پے جا بے۔ میں گاڑی سے سماں رکھ کر سیاں رنگ کے تھے درہ نہ نکلے چلے جاتے۔“

”وہ کتنے آدمی تھے؟“ ”آوازیں کر رہنے کا سا انداز پایا جاتا تھا۔“ ”شام تین، خانم تین ان کا بیٹھا اور ملی۔“ ”ہو سکتا ہے وہ درنوں بعد میں آئے ہوں۔ تھیں کروں گا۔ تھوڑی سی پوچھ پوچھ کرنی ہے۔ آؤ۔“

”بن میں چلیں۔“ ”ہو سکتا ہے جناب عالی۔“ ”بچ ۔ جی بہت اچھا۔“ اس کے پیشے ”تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔“ ”نہیں جناب، اس دن میں میں نہیں تھا۔“ اس کی بیوی بیمار ہے۔

”ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔“ ”بیٹھ جاؤ۔“ ”بیٹھ جاؤ۔“ ”تم کچھ بیمار ہیمارے لگا۔“ ”ہن بار ایک ایک ٹھیک ہیتے رہنا ٹھیک ہو جاؤ گے۔“ ”جی ہاں۔“ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا بولا۔ ”کیا خانوں رکھتے جناب۔“ ”ذرا دیر نہیں۔“

”سیر شام بہت تیز بچار ہو جاتا ہے۔ رات بھر ہوتا۔“ ”آپ کے لئے چائے بناؤ۔“ ”میں نوچے تک اتر جاتا ہے۔“ ”کوئی دوڑ غیرہ۔“ ”کیا کوئی کموگی ہے جناب۔“ ”جو نامہ۔“ ”جناب عالی۔“ ”میں ڈالتے رہنا اس کی بھونی ہے۔“

”پھر وہ پولیس اٹیشن سے نکل کر اپنی گھاڑی میں

تمی اُس کی پلپٹی نہیں پھاہتیں۔ وہ ایک دلیر لڑکی ہے بخوبی
اور دہشت نام کے الفاظ اس کی دلکشی ہی میں نہیں ہیں
لیکن پچھلے دو ماہ سے اس کا یہ عالم پر کہ جہاں اُس نے
کوئی بیوی دیکھی یا بیوی کی آواز سنی چیخ مار کر پیہوں میں ہو جاتی ہے
اس ٹیپ ریکارڈر کی بناء پر کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیگا
اس کی طرف بھی آتا ہوں۔ بہر حال میں نے تمی سے کہا تھا۔
کہ شاہزادہ کو کسی ماہر نفیات کے پاس لے جاؤں لیکن انہوں
نے سختی سے اس کی خالقتوں کی۔ ان کا خیال ہے کہ اسی
طرح بات پھیل جائے گی اور شاہزادہ کا رشتہ طعنے میں دخول کر جائے
۔ ہاں، ایسا بھی ہوتا ہے۔ ان کا خیال درست ہے۔
فرید کی سر ہلاکر جولا۔

لیکن میری نظروں میں انسانی زندگی زیادہ ایمہر ہے
اور بقیہ چیزوں کو ثانوی جیشیت دیتا ہوں۔ میں نے ان کی
راحلی میں یہاں کے سب سے بڑے سائیکل طریقہ ڈاکٹر
نجیب سے رجوع کیا اور اپنی دشواری بھی بتائی۔ ایک طرح
سے وہ میرے دوست تھی ہیں۔ انہوں نے کہا نکرنا کر دے۔
کوئی ایسی تدبیر کر لے جائے گی کہ میں مردیتہ کو دورے کی
حالت میں اس طرح دیکھوں گوں کہ تمیں کو اس کا علم نہ ہونے پائے
یہ طبیب ریکارڈر ڈاکٹر نجیب ہی کا ہے۔ پھر حال ان کے
شورے سے میں نے ایک ایکم بنائی۔ تھی اور شاہدہ کو
کریم آباد نے گیا۔ ایکم یہ تھی کہ والپی کے سفر میں ریگم بالا
کے ریٹ ہاؤز کے قریب گھاٹی میں کوئی نقش پیدا کر کے
رات ریست ہاؤز ہی میں گزارنے کی تجویز نہیں کر دیں گا اور پھر
دیس ڈاکٹر نجیب پھر کر لی کی آواز کارو عمل شاہدہ پر دیکھنے
کی کوشش کریں گے۔ اتفاق ایسا محاکہ موسم ہی خراب ہو گیا
اور گھاٹی میں نقش پیدا کئے بغیر میں ریٹ ہاؤز میں قیام کرنے
کا موقع نصیب ہو گیا اور اس وقت ریٹ ہاؤز بالکل خالی
تھا۔ جو کیدار بخار میں پڑا ہوا تھا اس نے کنجیاں میرے
خواہ کر دی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جلد صاحب اور ان کے
دوست آگئے تھے۔

اور ان دونوں کے آجاتے کی بنابر ملکا کلر بھیب تھے
ڈ کر سکے جوں مگر یہ فرم دکن نہ کہا۔

"نیس جناب تجربہ ہوا تھا اور کیپٹن ہیدر ملی کو یہ کا دینے کے لئے باہر گئے تھے اور الحنوں نے غاباً اُنکا لٹکنے کو سہالتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ بہر حال وہ پات تو وہیں نہ تھے جو گئی تھی۔

فریدی نے ٹینپ ریکارڈر کو زانو پر کمبا کر کے کسی نے اس کی طرف توجہ تک نہ دی۔ اس لئے کہا۔
راے اور سریچ دی جی۔

”کیا آپ کو بلی کی آواز بہت پسند ہے؟“
”کیا مطلب؟“ خانم ترپ کر جوں۔
”کیست بس ایک طرف صرف بلی کی آواز بھری ہوئی ہے“
ان الفاظ کا رد عمل فرید کو بڑا عجیب لگا۔ خانم کا
پہنچ تو حیرت سے گھلائھا پھر انہوں نے آلو دنظروں سے
کی طرف دیکھا تھا اور بیٹھے کا یہ عالم تھا جیسے اب بیپوش
اہو جائے گا۔ شاہزادی تھی اور کچھ کہئے نہیں بغیر وہاں سے
بیٹھی تھی۔

سماں ہوئیں اور سرپریز میں بھی ناچھڑا کر کے اپنے پیارے فریدی کو دیکھ لے۔ فریدی نے اپنے پیارے سماں کو دیکھ کر سارے گلے گلے بھی خوشی میں مبتلا ہوا۔

"نہیں، اس کا ذکر می نہیں آیا۔ مگر ہی رفانہ ہو گئے۔ دیسے المھول نے یہ فرور کھا تھا کہ کٹ اختصار کر، مگر جو ڈسے کے استئے کے علاوہ

فَرِيدِیٰ نَخَاوُشْ بِيَمْحَا جَوَابْ طَلْبَ نَظَرِدَلْ سَعْدِيَارْسِرِیَنْ بَعْدِيَرْهَ مَعْنَى يَرْتَأِيَ

"ٹانٹر میں رالفل کی گولی" خاتم پچھو کہتے کہ
گئیں۔ پھر بولیں "کئی رہنریوں کی خبریں بھی اس
میں ملی ہیں۔"

رہنماں مالے جاتے۔ اُن دونوں کو کام کیلئے
کمپیٹن حیدر کو فردر کوئی حادثہ پیش آیا، ہو گا کیوں کہ انہوں
جانے لگے یہ
بھاری مددگرنے کی کوشش کی تھی یہ

لئی پچھنہ بولا۔
تھوڑی دیر بعد فریدی نے طویل سانس

”نہ رتنا تو معلوم ہوا کہ انھوں نے وہ رات ریسٹ ایڈیشنز میں قیمتیں۔

نذری صی - اوہ ... یہ لوجوں پر کیا -
کیپٹن حمید زخمی بھی ہو گئے تھے - "ناہر زک
اس نے خاموش ہو کر نامرکی طرف دیکھا اور
لولا -

کیا اپ لوں اپسی لوئی چیز ریٹ بادریں مجوں اس
ناہر میاں ! اب اس سس پس کو ختم کرو ۔ ” فریدی
” نہیں تو ۔ ”

"یادداشت پر زور دیجئے ہے فرید کا
تیر کے افخطاں کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

پر ہائج پھرے ہوئے تھا۔
”نہیں، کوئی چیز نہیں یہ“

"بے شیپ ریکارڈر - مجھے کپا ونڈ میں کہاں
کہیں سے بھی شروع کر دو۔ میں کڑاں ملا لوں گا۔"

"شہرہ ایک عجیب و غریب مرض میں متلا جوگی ہے۔ میں دیا ہوا ملا جھا۔ میں لے سوچاتا مداپ ہیں۔"

بہر حال پورے کیٹ میں صرف بلی ہی کی آداز بھری ہوئی تھی۔
اچھی بات ہے میں اے لے جارہا ہوں ”اس نے
خانفظ سے کہا۔ نکن سے یہ غلطیت خل ہی والوں کا ہو۔ میں
اُدھر ہی جارہا ہوں ”

جیسی مرضی جناب کی ہے
پھر فرید کی دادی سرخاں کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔
ایک جگہ گھارٹی روک کر اُس نے پھر ٹیپ ریکارڈر اٹھایا اور
کست نکال کر اُسے لبخورد رکھنے لگا۔

پھر پلٹ کر طبیب ریکارڈر میں لگایا اور سوچ آن
گردیا۔ اس طرف مختلف نسلوں کے گانے ریکارڈ کئے جوئے تھے
اس نے طویل سانس لی تھی اور سوچ آف کر کے

دوبارہ کارڈی کا اجنب اسارت کیا کھا۔
قریباً ایک گھنٹے بعد وہ سرخاب دیلی میں داخل ہوا۔
اور سدھا عظیت خل کی طف نکلا جلاگا۔

اور سیدھی حیث سی طرف مدد پڑی۔
پھاٹک پر چوکیدار نے اس کا نام معلوم کیا تھا
اور فون پر اس کی آمد کی اطلاع کسی اور کو دی نہیں۔ پھر مخوبی

دیر بعد فرید کیے بولا تھا۔
”آپ اندر تشریف لے جا سکتے ہیں جناب“
اس کا استقبال ”ریوان خانے“ میں کیا گیا تھا
خود خانم موجود تھیں۔ نامہ اور شاہدہ تو بچپے چار پے تھے۔
رسی باتوں کے بعد دختا خانم نے لبھ کسی قدر
بگار کر کہا۔ اگر پرانے خاندانی تعلقات میں نظر نہ ہوتے تو
میں ملنے سے انکار کر دیتی ہیں۔

"نجھے کوں ساقھور سرزد ہولے - " فریدیک
سکر اکر بولا -

میں نے تھارے اسٹنٹ کیپٹن حمید سے ہاف
کہہ دیا تھا کہ یہ ہمارے بھی معاملات ہیں کسی کی وغل انداز کی
پر نہیں کی جائے گی یہ

”تو وہ اس رات رلیٹ ہاؤز ہی میں تھا؟“

”تو پھر مجھے قطعی علم نہیں کہ اس نے آپ کے کسی
بھی معاملے میں دخل اندازی کی تھی کیوں کہ میں خود اس کی
تماشہ ستر ہوں گا۔“

”بیں انہیں اپنے ساتھ لانا چاہتا تھا“ نام روپل پڑا
لیکن شاہزادوں نے کسی وجہ سے ڈیرہ غزن خاک والے

باکٹ میں اُس نے بڑا سا کالا سانپ رکھ دیا تھا لہذا
جب ہم کھانے کے لئے بیٹھے اور جیسے ہی باکٹ کھوئی وہ بچپن
الٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ اگر حمید صاحب نہ ہوتے تو تباہی نہیں کیا ہوتا
انھوں نے اُسے قابو میں کر کے پھر باکٹ میں بند کر دیا تھا
اور یہ بھی بتایا تھا کہ زہر کی تبلی نکال لی گئی ہے۔ سانپ
بے فری سہے۔

فریدی بڑی توجہ سے سن رہا تھا۔ ناصر کرتارا۔ اس
کے بعد میں حمید صاحب کے ساتھ گھاڑی سے دوسرا بیساکٹ
نکال لانے کے لئے باہر کھلا گئا۔ حمید صاحب کسی سے کہا
تھا اور اُسے پکڑ دیا تھا۔ اندھیرے میں بات بھی بنائی جاسکتی ہے
لگی تھی۔ پھر وہ ان کی گرفت سے نکل گیا تھا اور وہ اس کے پچھے
دوڑے گئے تھے۔ میں پسلی لینے کے لئے پھر کمرے میں
پلٹ آیا۔ والپسی میں قاسم صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ ہم
نے حمید صاحب کو آوازیں بھی دیں لیکن ان کا ہمیں پستہ
نہ تھا۔ ہم پھاٹک کی طرف بڑھے۔ پھاٹک کے باہر حمید صاحب
یہوش پڑے ہوئے۔ ان کے سر کے پچھلے حصے سے خون پہر رہا
تھا۔ لیکن دور دوڑنے کو نظرت آیا۔ حمید صاحب نے
شانکہ ایک فائر بھی کیا تھا۔

"تو تم اُسے جانتے ہو جو تم لوگوں کو خوفزدہ کرنے
کی کوشش کر رہا ہے۔"

"پہلے تو تاریکی ہی میں تھا لیکن جب وہ جتنا سامنے
آیا۔ دراصل میں آدمی سے حمید صاحب کا گھراؤ ہوا تھا وہ
اس جو تے ہی کو وہاں چھوڑ جانے کے لئے آیا تھا۔"
فریدی کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں اور پھر وہ پوک
کر بولا۔ ادھ۔ تو یہ بات ہے۔ اس نے تہاری بھی نے
کیا تھا کہ وہ اپنے بھی معاملات میں کسی کی دخل اندازی پسند
نہیں کرتیں یہ۔

"ادھ۔ اپ جانتے ہیں یہ
"ہاں، مجھے علم ہے۔ یہ روایت تہارے پر زادا کے
دور سے جعلی آرہی ہے۔ وہ جس سمجھی تاریخ ہو تھے اُسے
اپنا جوتا بھجوادیتے تھے جس کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ اب اس کی
خیر نہیں۔ لیکن تہارے دادا بہت نیک آدمی تھے۔ اُن کا
زمانہ اُن اور اشتی کا زمانہ تھا۔ ریے تہارے پر زادا کے
بھی کبھی غانماں کے کسی فرد کے لئے جوتا نہیں کیا جاتا
کیا یہ بھگ لوں کہ غان آعلم ان سے میں آگے کل جائے کی
دوں کافی کی چکیاں لیتے رہے۔ دن تاریخ پر

لہا۔ حمید کے کہاں چوٹ آئی تھی؟"

"سر پر بد۔" ناصر بولا۔

"ہوں۔" فریدی نے طویل سانس لی اور نامر کی
العوں میں دیکھا ہوا بولا۔

"اندھیرے میں یہ... ہاتھ کو ہاتھ نہ بھائی دیتا بول،
ام بھی بن جاتا ہے اور یہ دیس میں بات بھی بنائی جاسکتی ہے۔"

"میں نہیں بھا اُپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"جب وہ بھی کو بھگانے پر آمدے ہیں آیا تھا تو
میں اس کے ساتھ رہے ہو گے۔"

"میں بعد میں پہنچا تھا۔"

"اور اندھیرے سے نامہ اٹھا کر اس کے سر پر
اب لگائی تھی کہ وہ ڈاکٹر نجیب کے پچھے نہ جائے ہے۔"

"یہ بہتانک ہے۔" ناصر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ۔" فریدی آپتھے سے بولا۔

"ذہ بڑا سامنہ بنائے ہوئے بیٹھ گیا اور دوسرا
ٹاف دیکھنے لگا۔"

"میں تھیں الزام نہیں دیتا۔" فریدی کے نرم
قسطی پسند نہیں کرتا۔"

"جی ہاں۔" ناصر بھنپی رواؤاری میں بولا
کہ اُنہاں پڑتا ہے جسے وہ قسطی پسند نہیں کرتا۔"

"تمہم ہے خدا تے لمیز لکی میں نے اسی کو فی
لت نہیں کی تھی۔"

"جھیلیقین آگا۔" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"لیکن اب مجھے بھی بات بتانی ہی پڑے گی، خواہ
لے میری گردن ہی کیوں نہ اڑا دیں۔" ناصر نے غصیلے ہی
لکھا۔

"میں بھی بھی چاہتا ہوں اور می کے عتاب سے
اُن کا ذمہ بھی۔ لے سنا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

ناصر مقصودی دیر خاموش رہ کر بولا۔ وہ چاہتی
اُن کے خاندانی تھکٹے باہر نہ جائیں لیکن جب دوسرا
واردہ کیتیگی پر آمادہ ہوں تو میں تو اسے بزدیل بھی گھول گا۔

"ہاتھ کو ہاتھ نہیں بھائی دیتا تھا۔"

کیا تم اُسے پسند کرتے کہ حمید ڈاکٹر نجیب کو
یقیناً ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

"یقیناً ایسا ہی ہونا چاہیئے۔"

"ایک طرف میں نے شاہرہ کے سلے میں ایکم
الائچی اور دوسرا طرف کوئی نہیں خوفزدہ کرنے کے
پسند دیا۔ مختلف حمالک کی کافی پربات ہونے ہی تھے
دوں کافی کی چکیاں لیتے رہے۔ دن تاریخ پر

بھی کبھی نہیں بتایا۔"

"اُسی دوران میں ایک رات جب وہ سورجی
باہر ٹیکیوں نے لڑنا شروع کر دیا اور وہ دہشت زدگی
کے عالم میں استقال کر گئیں یہ

"خدا کی پناہ۔ تب تو شاہرہ بڑے خطرے میں
غاصم طور پر بیگیاں رکھو کہ محل کے آس پا اس

کوئی ملے پائی جائے۔"

"اب تو میں اس کے لئے الگ سے عمل کر دیا
میں اس کے ساتھ رہے ہو گے۔"

"روکی تھی۔"

"سافی کی خواہش ہو رہی ہے..... کیا خیال
فریدی نے کہا۔

"فردر۔ فردر۔ چلنے۔"

"وہ ڈائینگ بال میں آئے تھے۔ فریدی
ایک دو را قاتا دینے پر منتخب کی۔

کافی کا آرڈر دینے کے بعد وہ نام کو بخوبی
بولتا۔ "بس اوقات آدمی کو وہ بھی کرنا پڑتا ہے
قطیعی پسند نہیں کرتا۔"

"جی ہاں۔" ناصر بھنپی رواؤاری میں بولا
کہ اُنہاں پڑتا ہے جسے وہ قسطی پسند نہیں کرتا۔"

اس نے خورے سے فریدی کی طرف دیکھا تھا۔ لیکن اس
پر جو تھے کی وجہ نظر جائے ہوئے تھا۔

"مم۔ میں آپ کا مطلب نہیں بھا۔"

"تھیں اس وقت ریسٹ ہاؤز میں ان دو لوگوں
کی آمد فوراً ناگوار گر رہی ہو گی۔"

"مگر قدر۔" ناصر سکرا یا۔

کتنے نر و سہو گئے ہو گے اس وقت
بلی کو سمجھانے کے لئے دوڑا ہو گا۔"

"تدریقی بات ہے۔"

"بڑھ کر اندھیرا ہا ہو گا۔"

"ہاتھ کو ہاتھ نہیں بھائی دیتا تھا۔"

کیا تم اُسے پسند کرتے کہ حمید ڈاکٹر نجیب کو
یقیناً ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

"انتہی میں کافی آگئی اور فریدی نے موضوع کھلکھل
پسند دہ دل سے زیادہ زندہ نہیں رہی تھیں۔"

"یقین کچھے بھی اس کا علم نہیں بھی۔"

ڈاکٹر نجیب ان کے باقاعدہ نہیں آکے تھے لیکن شاید ٹیپ ریکارڈر
ان کے باقاعدہ سچوٹ کر کچھے بھی گر گیا تھا۔

کیا اسی بھاگ دوڑیں حمید نہیں بھاگتھا۔

"جی ہاں یہ نامہ نہیں کہا۔ لیکن فریدی نے فوراً ہی
اس کی آنکھوں میں ایسے تاثرات دیکھے جن کی بناء پر اس

کے حوالہ پر لیقین نہ آسکا۔

"کیا تم کچھ دیرے لئے میرے ساتھ باہر چل مگوئے۔"

"جج۔ جی ہاں۔ کیوں نہیں یہ نامہ نہیں کہا اور
مزکر اس دروغانے کی طرف دیکھنے لگا میں سے اس کی ماں
اور بھنگر کر رکھ دیگئی تھیں۔"

وہ دو فوٹ بارہ راتے تھے اور فریدی نے نامہ کے
لئے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔

"میں اپنی گھاٹی سے نہ چلوں یہ نامہ نہیں کہا۔"

ٹھنڈیں۔ میں والپسی پر بیچا دوں کا فخر نہ کر دے۔

محاڑی پھاٹک سے نکل کر مزکر پر آئی تھی اور
فریدی کی بولا تھا۔ میرے ہاپ اور تہارے نانا گھرے
دوست تھے۔

"جی ہاں۔ مجھے نہ بھایا تھا۔"

"اور خان عظیت سے میرے مامہ تھے۔"

"تجھے اس کا علم ہے۔"

"حالانکہ وہ بھے سے عمر میں بھے تھے لیکن ہمارے
درمیان کوئی مکلف نہیں تھا۔"

تامر کچھے نہ بولا۔ تھوڑی دیر بھر کر فریدی نے کہا۔

ٹھنڈیں میں یہ دوسرا کیس ہے۔

"کس کیس کی بات کر رہے ہیں یہ نامہ بولا۔"

"تیری بھی کی آواز سے خوفزدہ ہو جانا۔"

"لیکن تجھے کسی پہلے کیس کا علم نہیں ہے۔"

"وہ بات بھی پھیلنے نہیں دی تھی تھی۔ میرے بچپن
کے زمانے کی بات ہے۔ تہاری ایک چھوٹی بھی روشن زبانی

خانم تھیں۔"

"جی ہاں، میں نے ان کا نام ستاپے۔ جوانی میں

انتقال کر گئی تھیں۔"

"وہ بھی اچانک اسی سرمنی میں بنتا ہو گئی تھیں اور

پسند دہ دل سے زیادہ زندہ نہیں رہی تھیں۔"

"یقین کچھے بھی اس کا علم نہیں بھی۔"

دکھانی دی۔ ان کے قریب پہنچ کر اس نے لالہین فرش پر رکھ دی تھی اور داہمے ہاتھ سے طشت سے ایک بڑی کی تپھر کھالی اور اس کی نوک سے گوشت کا ایک مٹکا اٹھا کر قاسم کے منکر طرف بڑھا دیا۔

"نہیں!" قاسم سر ہلا کر بولا۔ "یہ نہیں ہو سکتا پہلے میرا بھجو کا جھانی کھائے گا۔ پھر میں خاؤں گا۔"

عورت نے انکار میں سر ہلا کر گوشت کا مٹکا اس کے ہونٹوں میں لگایا لیکن قاسم نے سختی سے ہونڈ پہنچ لئے۔

"کھاؤ۔ تم ہی کھاؤ۔ میری فکر نہ کرو۔" حیدر بولا بعض عورت نہیں بھی بے رحم ہوتی ہیں ویسے خدا نے انہیں ماں بنا دیا ہے۔

عورت نے طشت فرش پر رکھ دیا۔ بجھنے ہوتے گوشت کے ڈبیرے بجا پا انھوں ہی تھی اور اس کی نوشبو ہر چند کر قاسم کو پاگل کئے دے رہی تھی لیکن وہ پرستور ہونڈ ٹھیک ہے کھڑا رہا عورت نکر پر دنوں ہاتھ کھتے حیدر کو گھوسمے بخاری تھی اس طرح کیا دیکھ رہی ہو۔ تم شاید کسی کی ماں نہیں ہو۔" حیدر بولا۔ "مرد تو کتنے ہوتے ہیں میں لیکن عورت صرف مال ہے۔" میرا بھال میں ماں رہتی ہے۔

دقائق عورت اپنا بایاں پہلو دبائے ہوئے بیٹھ گئی۔ گھٹی گھٹی سی سرکیاں اس کے سخنے ہوئے ہونٹوں سے منتشر ہو رہی تھیں۔

"میری بات سے ڈکھ پہنچا ہو تو معافی چاہتا ہوں۔" حیدر نے زرم ہبھے میں کہا۔

وہ کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر تک اسی طرح سکتی رہی پھر دپٹے کے آنچل سے آنسو شک کر کے انھوں ہی ہونٹ سے منتشر اٹھا یا اور تھیڈ کے قریب آکھڑی ہوتی۔

"نہیں!" حیدر بولا۔ "میں نہیں چاہتا کہ تم میری وجہ سے کسی دواری میں پڑو۔ خاہر ہے کہ مجھے نظر انداز کر دینے میں تم کسی کے حکم کی تعییں کر رہی تھیں۔

عورت نکھل گوشت کا مٹکا حیدر کے منہ کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ محن کی بائیں جانب سے کسی کی گرج سنائی دی۔

"یہ کیا کر رہی ہے؟" طشت اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے پچا اور وہ لو کھلا کر بائیں جانب دیکھنے لگی۔

لکار نے والارٹنی میں آگیا تھا۔ رائل اس کے

"جرور دیکھوں گا کیوں کہ میں نے آج تک کسی کو اس طرح مرتے نہیں دیکھا۔ ابے پھر تھا ہوں کچھ نہ کچھ بتا دوں تو گوں کو۔"

"کیا بتا دوں یہ۔" پچھ بھی۔ یونہی تھوڑٹ موت۔ مٹلا دہ زخمی اڑ بڑا رہا تھا جیفہ ڈارٹ نگ خواہ تھا رہے باپ بھائی تھے اسی کیوں نہ ڈالیں میں تم سے محبت کرنا رہوں گا۔"

"نہیں چلے گی۔ یہ کوئی گھر سماں معلوم ہتا ہے۔" کو کہہ رہے تھے۔ تیسے مان لیتا۔ قہر رہے تھے دس سیلہا ہوا گوست۔"

"تم جانو۔ میں نے تو اپنا فرض ادا قریبا۔" حیدر کچھ نہ بول۔ گلوبعلامی کی کوئی صورت نظر نہیں آئی تھی۔ پتہ نہیں ہیں کہاں رکھا ہی تھا اور اسے اچھی

طرح علم تھا کہ خان آنعلم کے علاقے میں تکیہ تھیں کرنے سے قبل پولیس کو غمان آنعلم سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ لہذا کریم آباد کا ڈی۔ ایس۔ پی جیپ مل جانے کے اودھ بھی اس علاقے میں کھل کر تھیں نہ کر سکا ہو گا اور کپڑا نے فریدی کو اطلاع دی ہوگی۔

"تیسا پچھنے لگے۔ بوئتے رہو۔... مرادِ گھٹ اس زخمی کی کوئی ہاتھ نہیں نی تھی۔"

"قطیعی نہیں۔ کہو تو قسم کھا جاؤ۔ وہ اس لمحہ بڑا بڑا تھا کہ الفاظ واضح نہیں تھے۔" حیدر نے اپنی آواز میں کہا۔ مقعد غاباً یہ تھا کہ الگ کوئی پھٹپ کر شن رہا۔

الفاظ اس کے کاتولیں میں پڑ جائیں۔

"نگران سالوں کو یقین نہیں آ رہا ہے۔"

"محضوری ہے۔" اسے مجھے تو اس پر حیرت ہے کہ ان پر تھا۔

قاہبی رعب نہیں پڑا۔ "فاس بولا۔"

"بد نصیب ہیں۔" پچھا بیٹیں گے۔

"ہا۔" تھیں مارکر تو جو روپتھا بیٹیں گے کیوں کہ اسی تو تھا رہی شادی بھی نہیں ہوتی شادی۔ اچھا بیٹاں تھا۔

وہ شادی کی بات۔ "قاسم پھر سنگ گیا۔

"وہ تو میں تھا راجی بہلار ہاتھا۔" حیدر نہیں کہا۔

"لیکن وہ سالا تو رات بھر کی ہلت دے گیا ہے۔" "تم اس کی فکر نہ کرو۔" سائے کھانے کو کہہ رہے تھے۔ میں نے انکار کردا۔

"کیوں؟ زبردست غلی سر زد ہوتی ہے تم سے لئے ناصلے پر ہو کہ مجھے بھی نہیں کہا سکو گے۔"

"تھیں مارڈا نے کو قہرہ سے تھے اور مجھے کھانا کھالا کر کہہ رہے تھے۔ تیسے مان لیتا۔ قہر رہے تھے دس سیلہا ہوا گوست۔"

"تو بیٹا اب رات کیسے کئے گی؟" "اللہ بالک ہے۔" یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تم بند کھڑے رہو اور میں پٹھک رکھنا خاویں ہے۔"

"تھا را بھوک سے بلکنا بھی تو مجھ سے نہیں دیکھا جائے۔" دینا جائے گا۔ کھاموش رہو۔ مجھے سوچنے دو۔"

حیدر نے انکھیں پھاٹ کر اسے دیکھا تھا۔ لیکن اب آپ بھی سوچنے لگے ہیں۔

"شوٹر کی دیر بعد قاسم نے پڑھا۔" کیا واقعی تھا۔ اس زخمی کی کوئی ہاتھ نہیں نی تھی۔"

"قطیعی نہیں۔ کہو تو قسم کھا جاؤ۔ وہ اس لمحہ بڑا بڑا تھا کہ الفاظ واضح نہیں تھے۔" حیدر نے اپنی آواز میں کہا۔ مقعد غاباً یہ تھا کہ الگ کوئی پھٹپ کر شن رہا۔

الفاظ اس کے کاتولیں میں پڑ جائیں۔

"نگران سالوں کو یقین نہیں آ رہا ہے۔"

"محضوری ہے۔" اسے مجھے تو اس پر حیرت ہے کہ ان پر تھا۔

قاہبی رعب نہیں پڑا۔ "فاس بولا۔"

"ہا۔" تھیں مارکر تو جو روپتھا بیٹیں گے کیوں کہ اسی تو تھا رہی شادی بھی نہیں ہوتی شادی۔ اچھا بیٹاں تھا۔

وہ شادی کی بات۔ "قاسم پھر سنگ گیا۔

"اوڑ میں تھا راجی بہلار ہاتھا۔" حیدر نہیں کہا۔

"اوڑ میں تھا راجی بہلار ہاتھا۔" پہلے دہ تھا۔

نکھلیں گے، پھر کان، پھر اتھو پاؤں، پھر گردان ریس ڈالیں گے۔

"اوڑ تم دیکھتے رہو گے۔"

"آئے بھی کھولو۔" "اس کی بات نہ کرو۔ اسی کی وجہ سے شائد تھا رہی بھی جان پڑنے کو کہو۔ کہ وہ پچ نہیں بول رہا۔" "پچ بول رہا ہے۔" ہماری اس زخمی سے قوئی بات نہیں ہوئی تھی۔" "یہ تو سنایا ہو گا کہ وہ کیا کیا بڑا بڑا تھا۔" "یہو شی میں۔"

"میں نے نہیں سنائتا۔ یہ سالا راستہ ایسا ہے کہ کھایا پیا حلقوں میں چلا آ رہا تھا۔"

"وہ گاڑی کریم آباد کے کسی پولیس آفیسر کی تھی۔" "ڈی۔ ایس۔ پی سٹی قی تھی؟"

"اپنے ساختی کو بھاڑا۔ اگر اس نے اپنی زبان نکھلی تو ہم پچ پچ اسے اڑا دیں گے۔"

"خدا تی فوجہار ہو تھم۔" قاسم آنکھیں نکال کر دھالا۔

"اس کا آج نک تو پچ نہیں بگاڑا کتا۔" میں نے بھی بہت بڑے بڑے محلے چھیلے ہیں۔ تھم کیا چیز ہو۔"

"کیا کھانا نہیں کھا دے گے؟" "مربی جاویں بھی خاویں گا۔"

"مرف رات بھر کی ہلت دی جاتی ہے۔ اسے بھاڑا۔" بھاڑا کے کہہ کر اس نے پھر پسے ساختیوں کو اشارہ کیا تھا۔

اور وہ پہلے ہی کی طرح اس کے پہلوؤں سے رائقیں لکھ رہے دالاں میں لائے تھے اور دوبارہ شون سے جھوڑ دیا تھا۔

تمھوڑ کی دیر بعد وہ دنوں پھر تھا رہ گئے۔ قاسم آہستہ آہستہ دب پکھ دھرا نے لگا۔ جو کمرے میں اس پر ہزاری تھی۔

"دیکھو۔" پہلا۔ "جیسا آہستہ سے جو لالہ تریسٹ ہاؤز میں گزندےوالی رات کا ذکر زبان پر دھانے پائے درینچ پچ پیٹھے اسے بھی جائیں گے۔"

"میں نے نام ہی نہیں بیان کیا۔"

"آس پوچھیں تو کہہ دینا براہ راست کریم آبادی سے آرہے تھے۔"

"آئی بات ہے۔" لیکن یہ سالا غانہ آنکھم کو کہتے

"آنکھیں گزندےوالی رات کا ذکر زبان سرخاب دیلی پر اسی کی جھوٹ تھی۔

تھی۔ قومی حکومت نے بھی کچھ پھوٹا دے رکھا ہے بہرال ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ جیپ ڈی۔ ایس۔ پی سٹی کو مل

شانے سے لکھ رہی تھی اور کارتوسول نے پیٹی سے پر آؤ میں بخی۔
قربی پسچھے ہیں اس نے عورت پر ماٹھ پھوڑ دیا۔ بھروسہ
لما پچھے کال پر پڑا تھا۔
”آبے... آبے... یہ قیا۔ بلا فاصلہ دہاڑا لیکن
اس نے پھر عورت کو مارا۔

”سلے جان سے مار دوں غا۔ اگر اب عورت پر ہاتھ
الٹھایا۔ فاصلہ پھر گرجا۔ پھر انداز اس کی دخل انداز ہی پر مزید
شتعل ہو کر اس نے عورت کو دونوں ہاتھوں سے پیٹنا شروع
کر دیا تھا۔

”یا اللہ مدد۔“ کہہ کر فاصلہ نے جوز در لگایا تو رستی
تراغ سے ٹوٹ گئی۔

دوسرے ہی لمحوں میں وہ اس کے بلوں سے
آزاد ہوا تھا اور اس آدمی پر حبیط پڑا تھا۔ اے پکڑ اور سر
طرف بڑھ گئی تھی۔ ذرا دیر لجد والپ آئی۔ ماں جلا کر لالہ
سے اونچا اٹھا کر فرش پر پٹ دیا اور پھر ایک ٹھوکر سی ریڈ کی۔
وہ دوبارہ داٹھ کا۔ پنہ نہیں مرہی گیا تھا۔ یا
یہو شی طاری ہو گئی تھی۔

”غصب ہو گیا۔“ انہوں نے پہلی بار عورت کی،

”مجھ کھو لو۔“ جید نے تاسم سے ہما اور وہ بول کر
ہوتے انداز میں اس رستی کی گرد کھونے لگا جو جید کے گرد
پٹھ ہوئی تھی۔ عورت قربی ہی کلمی تھر کانپتی رہی بوف زدہ
انداز میں چاروں طرف دیکھے جا رہی تھی۔

جید نے آزاد ہوتے ہی سب سے پہلے زمین پر
پڑے ہوتے آدمی کی رانفل اور کارتوسول کی پیٹی پر تباہ کیا تھا۔

”اب تمہاری زندگی بھی خطرے میں ہے۔“ جید
نے عورت کی طرف دیکھ کر آہتھے سے کہا۔

اس نے مفطر بانہ انداز میں سرکوشی جنبش
دی تھی۔

”تو پھر یہاں سے نکل چلنے کی سوچو۔... اور کتنے
آدمی ہوں گے آس پاس؟“

لیکن وہ جواب دیئے بغیر تیزی سے ایک طرف
چلی گئی۔

جید نے لاٹھیں بھاڑی اور فاصلہ سے بولا۔
”ادھر تنونوں کی اوث میں آجاؤ۔“

”ابے مجھے کچھ دکھانی نہیں دیتا۔“

زنخی پامی کو لے گئے تھے انہوں نے اے خوبی ہی میں بچا یا گا
”تو سرائے والوں کی زبان بندی خانِ اعظم ہی کی طرف
سے کی گئی تھی تو ورنہ وہ اتنی ایک بات کیوں چھپاتے۔“ فرید کا بولا
”تو پھر اب سرائے میں پوچھ گچھ بکار ہی ثابت ہو گی۔“
ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا تھا ماست تلوخاں سے بات کچھے
”وہ سرائے سے اسکا کر دے گا۔... نہیں۔ میر کو
کی زبان کھلوانی فروری ہے۔“

”تفقیش کے لئے خان کی اجازت یعنی ہو گی۔“
”فروری نہیں ہے۔“

ڈی۔ ایس۔ پی کچھ نہ بولا۔
”میں سرائے ہی سے آغاز کروں گا۔“ فرید کی نے کہا۔
اسے پہلے ہی سے علم تھا کہ انگریزوں کے دور کے دستور
تفقیہ کے مطابق اب بھی خانِ اعظم کے علاقے میں کسی قسم کی
تفقیش کرنے سے قبل اس کی اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔
اس لئے مقامی پولیس سے مدد کا طالب ہی نہیں ہوا تھا۔
البتہ جب اس کی جیپ ڈیریہ غزن خان کی طرف روشن ہوئی
محکمی تو اس کے پچھے ایک جیپ اور بھی نظر آئی تھی جس پر پانچ
جو ان مقامی بس میں دکھاتی دیئے تھے اور وہ پوری طرح
صلح بھی تھے۔

فرید کی کی جیپ ڈیریہ غزن خان سے گزر گئی۔ اس

کی اٹھا۔ ایس۔ سرائے
دوسری جیپ کے پا پنج سوار رائے بھرا پنے ملے ہوئے
کام نظاہرہ کرتے آئے تھے۔ اڑتے ہوئے ہدوں اور جنگلی
جاںزروں پر فائز کرتے رہے تھے۔

فرید کی نے سرائے کے باہر جیپ روکی اور اُنہیں اندر
آیا۔ پہلے ملتے والے آدمی سے اس نے میر سرائے کے بارے
پس پہچا۔ اس نے ادھیر عمر کے ایک توا اور بلند وبالا آدمی کی
طرف اشارہ کیا تھا۔ فرید کی اس کی جانب بڑھ گیا۔

”فرماتیے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“ میر سرائے اپنی
جلگے اٹھتا ہوا بولتا۔

”پچھلے انوار کو میرے دو درست یہاں آئے تھے ان
میں سے ایک غیر معمولی طور پر جیسی تھا۔“

”جی ہا۔“ میر کرکٹ نہیں کر بولا۔ دیوار کہیے جا ب
عالی۔ ایک نشت بس سات آٹھ بیتگے تھا کا گئے تھے۔“
”ہاں وہی لوگ۔ وہ لاپتہ ہو گئے ہیں۔ میں ان کی

کر تل فرید کی تفقیش کا آغاز کارروائی سرائے سے
کرنا پہاڑنا ہم نہیں۔ فی الحال گلریزی ہی کے ایک بکرے میں مقیم
خان اور ڈیریہ خان کی جانب روائی گئی تھی کہ رہا تھا۔
اجانک فون کی تھی بھی۔ اس نے رسیور اٹھایا۔
”ہمیں کوارٹر سے فاروقی“ دوسری طرف سے
ادا ز آئی۔

”کہیے کیا بات ہے؟“
”کریم آباد کے ڈی۔ ایس۔ پی شی یہاں موجود ہیں
فروری نہیں ہے۔“

ڈی۔ ایس۔ پی کچھ نہ بولا۔
”میں سرائے ہی سے آغاز کروں گا۔“ فرید کی نے کہا۔

اسے پہلے ہی سے علم تھا کہ انگریزوں کے دور کے دستور
تفقیہ کے مطابق اب بھی خانِ اعظم کے علاقے میں کسی قسم کی
تفقیش کرنے سے قبل اس کی اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔
اس لئے مقامی پولیس سے مدد کا طالب ہی نہیں ہوا تھا۔

البتہ جب اس کی جیپ ڈیریہ غزن خان کی طرف روشن ہوئی
محکمی تو اس کے پچھے ایک جیپ اور بھی نظر آئی تھی جس پر پانچ

جو ان مقامی بس میں دکھاتی دیئے تھے اور وہ پوری طرح
صلح بھی تھے۔

فرید کی کی جیپ ڈیریہ غزن خان سے گزر گئی۔ اس

کی اٹھا۔ ایس۔ سرائے
دوسری جیپ کے پا پنج سوار رائے بھرا پنے ملے ہوئے
کام نظاہرہ کرتے آئے تھے۔ اڑتے ہوئے ہدوں اور جنگلی
جاںزروں پر فائز کرتے رہے تھے۔

کل آپ سرائے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے دہان
کی نے بھی آپ کو پوری بات نہیں بتائی کیونکہ میر سرائے
نے سب کو منا (منع) کر دیا تھا۔ اب بھی سے سننے۔ وہ دوں
اٹھتے تھے۔ اور ان سے کہا گیا تھا کہ وہ ایک زمی کو جو خان کا
ہاہی ہے ہر رہ خان بیٹھا دی ساپاہی کی گاڑی میں کوئی خرابی ہو گئی
ہیں اور آئے پہت تیر بخار تھا۔ اس پر کہیں راتے میں ڈاکوں
نے ملک کیا تھا۔ ساہی کا نام نذر گل کیا ہے۔ وہ دوں آئے
جیپ میں ڈال کر ڈیریے کی طرف گئے تھے۔ میں یہ آپ کو
یوں بتا رہا ہوں۔ یہ بس نہیں بتا سکتا ہے۔

فرید کی خط پڑھ کر گچھ سوچنے لگا تھا۔
”خانِ اعظم کا مینچہ تلوخاں ڈیریے میں رہتا ہے۔“

ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ خان کے کسی

لیکن آجھی وہ پوری طرح سمجھنے بھی نہیں پائے تھا۔
عورت کی سرگوشی مٹانی دی۔ ہکاں ہو تھم دونوں ہے۔

”کیا بات ہے؟“ جید نے پوچھا۔
”میں نے دروازہ بند کر دیا ہے۔“

”میں نے پوچھا تھا یہاں اور کتنے آدمی ہیں؟“
”بس ہی تھا۔ لیکن وہ کسی وقت بھی آئے ہیں؟“

”چلوگ ہمارے ساتھ۔“
”یاں چلوں گی۔“ عورت کے چھے میں عزم تھا۔

”لبس تو پھر بیس راستہ دکھاوے۔“
”لامیں گہاں ہے۔“

”میں نے بھاڑی ہے۔“

”آدمی کے چھے پانچ گیا تھا۔“

”کوئی خاص نہیں۔“

”سکل شام کی ڈاک سے بھے ایک گناہم خط لالہ ہے۔“

”اس نے کوٹ کی اندر دنی جیب سے ایک لفاذ کمال کر
فرید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔“

”خط کسی معمولی پڑھ سے لکھے ہوئے آدمی کا تحریر
کے پیچے چلنے لگا تھا۔“

ذرا دیر لجد وہ ایک تہہ خانے کی سیڑھیاں نے
نیچے جا رہے تھے لاٹھیں عورت ہی کے ہاتھ میں بھٹکتی اور دہڑہ
راستہ دکھاری ہی تھی۔ تہہ خانے کی گھٹن اور سلیں کی بدبو
دماغ پر اگنده ہوئے گئے تھے۔

”نچے پہنچ کر عورت نے ایک دروازہ کھولنا۔“ کسی
سرگ کا دہانہ ثابت ہوا اور وہ آگے بڑھتے ہے۔

”پھر ایک تنگ سارہ انہیں کھلی فضائیں سے آیا۔“

”شفاف آسمان پر ستارے پیله ہی کی طرح چمک رہے تھے۔“

”عورت نے لاٹھیں بھاڑی اور آہنے سے بولی۔“ اللہ
کا بھروسہ بے گھر ہم کہیں بھی پھپٹ نہ کیں گے۔

”یہاں سے جتنی دوڑے چل سکتی ہوں لے چلو۔ سہیں
ہو جائے گا۔“ میں ایک پولیس آفسر ہوں۔ ان لوگوں کو دو
یوں تارے نظر آجائیں گے۔

”عورت پچھہ نہ بولی۔“ لیکن وہ ایک جاہب چل۔

”خی—“

”جید نے لاٹھیں بھاڑی اور فاصلہ سے بولے۔“

”ادھر تنونوں کی اوث میں آجاؤ۔“

”ابے مجھے کچھ دکھانی نہیں دیتا۔“

سلاش میں جوں ہے

"دادی سرخاب میں تلاش کیجئے۔ انہوں نے بیان

دو گول کوتبا یا تھا کہ دہیں کا ارادہ رکھنے پس ہے۔

"ان کے ساتھ اور گون تھا؟"

"مچے علم نہیں جناب۔ وہ تو اس دلیزار کی وجہ سے

یادداشت میں حوزہ رہ گئے ورنہ لوگ آیا یا ہر کرتے ہیں"

"میں اس زخمی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ جسے

تم نے ان کے ساتھ ڈیرہ غزل بھجوایا تھا۔ کہ تو اس کا نام

بھی بتاؤں یہ... ندر گل۔"

کسی نے آپ کو غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش

کی ہے جناب۔"

"کیا ہم کہیں تھیں میں گفتگو نہیں کر سکتے" فریدی

نے زرم لجھے میں کہا۔

"جی نہیں۔ مجھے جو کچھ معلوم تھا میرے نے بتا دیا۔

دہ آئے تھے اور کھاپی کر چلے گئے تھے۔"

"اگر تم سہیں کھلی چاہئے ہو تو مجھے کوئی اغراض

نہیں" فریدی نے کہا اور اس کا گیان پچھا کر جتنا دیا۔

ٹھیک اسی وقت صدر دروازے کی طرف سے

آواز آئی کوئی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے۔"

دوسرے لوگ دروازے کی بجائی مڑے

اور انہیں وہاں دو جوان نظر آئے جن کے ہاتھوں میں

ریواڑھتے۔

"یہ... یہ زیادتی ہے جناب... خان اعظم

کے علاقے میں" میر سرانے ہکلایا۔

"میرے دلوںیں آدمی اس علاقے میں غائب

ہوئے ہیں"۔

"لل... لیکن... میں کیا بھانوں ہے" مجھے تھا راجبری کی بیان چاہیئے ورنہ بڑا نون غلبہ

ہو گا۔ میں ایک پولیس آفیسر ہوں اور میرا تعلق مرکز سے ہے۔"

"ہم خان اعظم کے علاوہ اور کسی کو جواہرہ نہیں" دھم ہے تھا را... خان اعظم بھی حکومت کو تجلدہ

ہے۔ اگر بھی تک یہ بات اس کی بھی میں نہیں آئی تو میں

بھاول گا۔" تو آپ براہ راست محل ہی سے کیوں نہیں

معلوم کرتے۔"

"ندر گل کو تم نے ان کی گاڑی میں بھجا ہا اس

لئے ابتدا تم ہی سے ہو گی۔"

وہ پچھے نہ بولا۔ بد خواہی کے عالم میں فریدی کی

شکل نکنارہ۔ کبھی دروازے اور کبھی دوسروں کی طبق

لینا تھا۔

"میرے متلقین مارے جائیں گے۔"

"ان کی ذمہ داری بھی سے سختا ہوں۔ میرا نام سن کر

تکوشا طہو جائے گا۔ تم بے فکر رہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو

ندر گل کے سلے میں تمہاری زبان بند کی گوئی کی جاتی۔"

"میری بھی میں پچھے نہیں آتا۔"

بالآخر آہستہ سے بولا۔ تھا میں چلے۔"

فریدی نے دروازے کے قریب کھٹے ہوئے۔

یہ سے ایک گواپ نہیں پہنچے آئے کا اشارہ کیا تھا۔ میرا

اُسے ایک گمرے میں لایا اور جوان دروازے پر کھڑا۔

میر ہم سر سے فوراً ہی پچھے نہ بولا۔ نہ بدب کے عالم میں

ہوتا تھا۔

"میرے پاس وقت کم ہے۔ فریدی گھری

ہوا بولا۔

"تم... مجھے منع کر دیا گیا ہے۔" میر سرانے

یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ ورنہ تم جھوٹ کیوں کیوں

"تسلو خاں بڑا جابری آدمی ہے۔ اب میری

مال ہو جائے گی۔"

میں نہیں اپنے ساتھے جاؤں گا۔"

"اور پھر میں کبھی لگو کی عورت نہ دیکھ کوں گا۔"

"غلط سوچ رہے ہو۔ اب خان حاکم نہیں سکتے تھے

پورے نلک میں فائز کی حکومت ہے۔"

"خان ہی یہاں کا فائز ہے۔ آپ مجھے کہوں اے۔"

مقامی پولیس خان کی اجازت کے بغیر علاقے میں لام

رکھ سکتی۔"

"میر ندر گل کی ران میں گولی لگی تھی اور وہ وہ

بیہو شی کے عالم میں تھا۔ میں نے سوچا کہ آپ کے

کے ساتھ اے ڈیرہ بھجوادوں۔ دوسرے دن حوالی

حکم آیا کہ ندر گل کا نام بھی نہ لیا جائے۔"

"کیا تسلو خاں من مانی کرتا ہے؟"

"کبوٹ نہ کرے جب کہ اس کی بھی خان اعظم

بیا ہی بہتی ہے؟ بہترے معاملات کا تو خان اعظم کو علم

"کسی نہ کسی طرح وہ غار کے دیپاں تک پہنچ گیا۔

اگر گھر اسنا تھا۔ ہمیگی روں نے بھی اب چب سادھی تھی۔

البتہ کبھی کبھی کسی دورافتادہ لوٹری کی اواز سنائی دیتی۔ اور

اڑوں بھرا سماں پھر سکت میں کم ہو جاتا۔

وہ پھر پلٹا اور اس جگہ پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔

"پہنچ پچاپ چل کر میری جیپ میں بیٹھ جاؤ۔"

معلوم کرتے۔"

"بھیں جوں اسی جناب۔ وہ تو اس دلیزار کی وجہ سے

یادداشت میں حوزہ رہ گئے ورنہ لوگ آیا ہے جسے

میں بتاؤں یہ... ندر گل۔"

"جی نہیں۔ مجھے جو کچھ معلوم تھا میرے نے بتا دیا۔

وہ آئے تھے اور کھاپی کر چلے گئے تھے۔"

"اگر تم سہیں کھلی چاہئے ہو تو مجھے کوئی اغراض

نہیں" فریدی نے کہا اور اس کا گیان پچھا کر جتنا دیا۔

ٹھیک اسی وقت صدر دروازے کی طرف سے

آواز آئی کوئی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے۔"

دوسرے لوگ دروازے کی بجائی مڑے

اور انہیں وہاں دو جوان نظر آئے جن کے ہاتھوں میں

ریواڑھتے۔

"یہ... یہ زیادتی ہے جناب... خان اعظم

کے علاقے میں" میر سرانے ہکلایا۔

"میرے دلوںیں آدمی اس علاقے میں غائب

ہوئے ہیں"۔

"لل... لیکن... میں کیا بھانوں ہے" مجھے تھا راجبری کی بیان چاہیئے ورنہ بڑا نون غلبہ

ہو گا۔ میں ایک پولیس آفیسر ہوں اور میرا تعلق مرکز سے ہے۔"

"ہم خان اعظم کے علاوہ اور کسی کو جواہرہ نہیں" دھم ہے تھا را... خان اعظم بھی حکومت کو تجلدہ

ہے۔ اگر بھی تک یہ بات اس کی بھی میں نہیں آئی تو میں

بھاول گا۔"

"تو آپ براہ راست محل ہی سے کیوں نہیں

معلوم کرتے۔"

265

لگا۔ سمجھ کی تاریخی دصوب چٹانوں پر بھرنے لگی تھی۔ وہ اُس راستے کی جستجو میں تھا جس سے خاتمک رسائی ہوئی تھی خامی بیک دود کے باوجود بھی وہ اس کا اندازہ نہ کر سکا۔ آخر عورت ہی سے رجوع کرنا پڑتا تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے باہر نکلی اور چٹانوں کی اوٹ لیتی ہوئی ایک جانب بڑھنے لگی۔ میداں کے پیچے تھا۔

ایک جگہ رُک کر اس نے نیب میں اشارہ کیا۔ عیوب چڑدار سارستہ تھا۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے کسی عمارت کے ساتھ چڑدار زینے کلمے کر دیے گئے ہوں۔ حید نے ایک چٹاں کی اوٹ میں۔ پوزیشن لے کر دیکھی۔ پورا راستہ اس کے نٹ انوں کی تردد پر تھا۔

”کتوں کو وہ تمہاری ہی بروپر لگائیں گے“ حید نے عورت کے کہا۔ اُب تم جاؤ اور غار سے نہ خود باہر نکلنا اور نہ اسے نکلنے دینا خواہ پچھہ ہو جائے۔“ اور نہم۔“

”میں بیاں سے بہتر طور پر رکھوں گا۔ غار کا دہانہ بھی صاف نظر آ رہا ہے اور یہ راستہ بھی۔“ وہ اوپر درجے کے مکار بھی میں۔ ”عورت نے اطلاع دی۔

تبے فکر ہو۔ میں نے بھی حرف آغوش مار دی میں شرافت کی زندگی بس کی تھی۔“ ”تمہارے چیلے بہت دلچسپ ہوتے ہیں۔۔۔ اُوہ وہ تو بھول ہی گئی۔ تو کرسی میں ایک بچہ چیزیں پچھ پڑیں پیش کر تھوڑا بہت کھالو۔“

”اب سچی ہوں گی۔ تو کرسی بھی ساتھ ہی لائی ہوئیں۔“ ”میں نہیں بھی۔“ ”تو کرسی نیک پہاڑا گیا ہو گا۔“

”وہ بیس پڑی اور بولی۔ ”تجھیں دیکھتی ہوں۔ کچھ ہوا تو بھیں پہنچا دوں گی۔“

وہ چلنے کی تھی اور حید امکانی جنگ کا نقشہ ذہن میں ترتیب دیتا رہا تھا۔ پھر چانک اُسے محسوس ہوا۔ جیسے سوتے سے جاگ پڑا ہو۔ ماحول جانا پہچانا سالگئے لگا تھا۔ یہ جگہ تو اس کی دیکھی ہوئی تھی۔ بیاں کے پیچے میں سے دافق تھا۔ ڈاکٹر ٹھیڈ دلے کیس کے سلسلے میں ال اٹھ میں پہلے بھی کبھی سرگردی رہ چکا تھا۔

اطمے میں میں یہ عورت بولی۔ اُسے بھی جگا دو۔ پتا نہیں اب بیاں سے نکل کر بھاگنا پڑے۔“ ”کیوں؟ میں نہیں کھما۔“

”ان کے پاس بہت ہی غلطناک قسم کے شکاری کئے اس وقت وہ انہیں سانحہ کے کر ٹکلیں گے۔“ ”اگر اس غار میں کوئی اور بھی دہانہ ہے تو اُسے اس کر لینا چاہیے۔“ ”اس سے کیا ہو گا؟“

”کہیں اور منتقل ہو جائیں گے کیوں کہ رالف ایک اسے۔ دونوں دہانے نہیں سنبھالے جا سکیں گے۔۔۔ اُسی دہانے سے آدمیات میں اندر داخل نہیں ہو گے جا۔“

”تو پھر تلاش کرو۔۔۔ دیر نہ کرو۔“ ”جید نے پہلے قاسم کو اٹھایا تھا۔ کتوں والی بات اس کی کھوپڑی میں اتنا رنی پڑی تھی اور اس نے ہنس کر کہا۔“ ”ایسا یہ کہتے بھی حلal ہوتے تو قتنا اچھا ہوتا۔“

”کہیں گتوں پر تم کی حلal ہو جاؤ۔۔۔ انٹو جلدی۔“ ”شاہدہ ساتھ میں واقف ہوں۔ کیوں نہ گئی۔“ ”میرے بھوکل آچکی ہیں۔ بہت آچکی ہیں۔ دیسے بھی ہا۔“ ”طور پر شہر سے کہ وہ لوگ بھر شریف اور ہندس ہیں۔“ ”تمہارا اسکول۔۔۔“

”ہاں میں ڈیرہ غزن کے مدرسے نہ سال۔۔۔“ ”پڑھاتی تھی۔“ ”خدا غارت کرے۔ ایک معلمہ کا یہ حشر کیا۔“ ”تم اُسے بھول نہ گئے۔“

”تمہاری کھوپڑی پر سجادیا جائے گا۔ اگر کچھ دیر کے دیکھتے آئے ہیں لیکن ابھی نہ تو کوئی اثر پڑا۔“ ”مگر میا کا کیا ہو گا۔“ ”تمہارے چھٹا اور پنچار ہے۔ اس کے اگے کسی کی کوئی ہیثیت نہیں بہ خلام میں۔“

”ذیکر یا بجا جائے گا اس خان اعظم کو بھی۔“ ”منا ہے کہ انگریزوں کے دور ہی سے لوگ اس کی تھی۔“ ”دیکھتے آئے ہیں لیکن ابھی نہ تو کوئی اثر پڑا۔“ ”اس کی محنت بد۔ ایک بار اس نے ایک انگریز نہیں بھی کش کو اسے ہاتھوں سے پٹایا تھا۔“ ”خدا کے لئے جاگو بھی کسی طرح۔۔۔ حید بولا۔“ ”جہاگ غیا۔ بالکل جاگ غیا۔“ ”وہ دوسرا دہانہ تلاش کرتے پھرے نئے لیکن اس کا میا بھی نہیں ہوئی تھی۔“ ”جید۔ اسے باہر نکلا اور گرد و پیش کا جائزہ لینے

ستھری دیر بعد پڑھا۔

”جان پچانے کی سوچ ان باتوں میں کیا رکھا۔“ ”پھر بھی ہو گی تو پہنچ جائے گی۔ جب ہمارے لمرد سے نکلتے ہیں تو یہ سوچ کر نکلتے ہیں کہ اب واپس ہوں گی۔ لیکن۔۔۔ تم دیکھو یہ رہی ہو۔ کیا تھیں تو تھیں کہ اس طرح رہا ہو جائیں گے؟“

”یہ تو سمجھہ ہی ہو جائے۔ تمہارا ساتھی بہت طاقتی ہے۔“ ”غصے میں وہ اتنا ہی بسیاں ہو جاتا ہے۔“ ”تمہارے ساتھ اس کی بدسلوکی نہ دیکھتا تو اس کی کھوپڑی برف ہی بھی رہتی اور وہ اسی طرح بندھا کر لارہتا۔“ ”تم لوگ جو کوئی بھی ہو، بہت اچھے ہو۔“ ”اب اتنے اچھے بھی نہیں ہیں۔“

”آدمی، آدمی ہی رہتا ہے فرشتہ نہیں ہو جاتا۔“ ”خان اعظم کے بھائی خان عظمت کے لگرا۔۔۔“ ”ایسا واقعہ ہے۔ مقامی پولیس خان کے دیوار میں ہو سکتا ہے۔“ ”ولیکن ہمارا معاملہ دوسرا ہے۔ دیسے تم مجھے پڑھی تکمیل معلوم ہوتی ہو۔“

”ایسی لئے تو مجھے بیاں اس دیرائے میں لاڑا۔“ ”جیا تھا۔ انہیں خدشہ نخواہ کہیں میں بات کو آگے نہ بڑھا دوں۔ اچھا بھی بتا د۔ اگریں وزیر اعظم سے اس خلک کے خلاف فریاد کرتی تو کیا مجھے ایلو سی ہوتی؟“

”ہرگز نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ دراصل ابھی تک خان کے علاقے سے کوئی ایسی شکایت مرکب نہیں۔“ ”پڑھتی تھی ورنہ نقشہ ہی دوسرا ہوتا۔“ ”کچھ بھی نہ ہوتا۔ آخر انہیں خان کے علاقے سے بھی تو ووٹ لینے بھی ہوتے ہیں۔“

”بہپریت سے بیزار بھی معلوم ہوتی ہو۔“ ”کیا میں اس مطالعے میں حق پر نہیں ہوں۔“

”بہت پرانی بات کر رہی ہو۔ اب حالات بدل رہے ہیں۔“ ”خدا جانے۔ میں تو دنیا میں تہارہ گئی۔“

”حید نے جاہی لی اور منہ چلا کر رہ گیا۔ پتا نہیں کہ سے تباہ کو نیسبت نہیں ہوئی تھی۔ اور اب تو وہ بالکل کچال بھی تھا۔ انہوں نے جیسوں سے بھی ساری رقم بکالی لی تھی۔“ ”تم نے کہا کہا لگھا لگھا۔“ ”مجھ ہو گئی ہے اور اب ہم پہلے سے بھی زادا۔“

”یہاں سب خان اعظم اور تکلوخان کے ملازم ہیں۔“ ”خابا یہ تکلوخان میں جو ہے خان اعظم کا؟“ ”خان اعظم کی بھروسی کا بھائی بھی ہے۔“ ”کچھ بھی ہو۔ ان لوگوں کو پچھتا نا پڑے گا۔“ ”وہ کس طرح؟“ ”ہمارے غائب ہو جانے کی وجہ سے ہمارا حکم پوری طرح متوجہ ہو جائے گا۔“

”لیکن کون خان کے علاقے میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا ہے۔“ ”وہی ہے تمہارا۔“ ”اگر بیاں پولیس کو کسی قسم کی چنان بھی نہیں کرنی ہوتی ہے تو خان کی اجازت حاصل کئے بغیر علاقے میں قدم بھی نہیں رکھ سکتی۔“

”ہو سکتا ہے۔ مقامی پولیس خان کے دیوار میں ہو سکتا ہے۔“ ”ہرگز معااملہ دوسرا ہے۔ دیسے تم مجھے پڑھی تکمیل معلوم ہوتی ہو۔“

”ایسی لئے تو مجھے بیاں اس دیرائے میں لاڑا۔“ ”جیا تھا۔ انہیں خدشہ نخواہ کہیں میں بات کو آگے نہ بڑھا دوں۔ اچھا بھی بتا د۔ اگریں وزیر اعظم سے اس خلک کے خلاف فریاد کرتی تو کیا مجھے ایلو سی ہوتی؟“

”ہرگز نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ دراصل ابھی تک خان کے علاقے سے کوئی ایسی شکایت مرکب نہیں۔“ ”پڑھتی تھی ورنہ نقشہ ہی دوسرا ہوتا۔“ ”کچھ بھی نہ ہوتا۔ آخر انہیں خان کے علاقے سے بھی تو ووٹ لینے بھی ہوتے ہیں۔“

”بہپریت سے بیزار بھی معلوم ہوتی ہو۔“ ”کیا میں اس مطالعے میں حق پر نہیں ہوں۔“ ”بہت پرانی بات کر رہی ہو۔ اب حالات بدل رہے ہیں۔“ ”خدا جانے۔ میں تو دنیا میں تہارہ گئی۔“

”حید نے جاہی لی اور منہ چلا کر رہ گیا۔ پتا نہیں کہ سے تباہ کو نیسبت نہیں ہوئی تھی۔ اور اب تو وہ بالکل کچال بھی تھا۔ انہوں نے جیسوں سے بھی ساری رقم بکالی لی تھی۔“ ”تم نے کہا کہا لگھا لگھا۔“ ”مجھ ہو گئی ہے اور اب ہم پہلے سے بھی زادا۔“

”خدا جانے۔ میں تو دنیا میں تہارہ گئی۔“ ”حید نے جاہی لی اور منہ چلا کر رہ گیا۔ پتا نہیں کہ سے تباہ کو نیسبت نہیں ہوئی تھی۔ اور اب تو وہ بالکل کچال بھی تھا۔ انہوں نے جیسوں سے بھی ساری رقم بکالی لی تھی۔“ ”تم نے کہا کہا لگھا لگھا۔“ ”مجھ ہو گئی ہے اور اب ہم پہلے سے بھی زادا۔“

”خدا جانے۔ میں تو دنیا میں تہارہ گئی۔“ ”حید نے جاہی لی اور منہ چلا کر رہ گیا۔ پتا نہیں کہ سے تباہ کو نیسبت نہیں ہوئی تھی۔ اور اب تو وہ بالکل کچال بھی تھا۔ انہوں نے جیسوں سے بھی ساری رقم بکالی لی تھی۔“ ”تم نے کہا کہا لگھا لگھا۔“ ”مجھ ہو گئی ہے اور اب ہم پہلے سے بھی زادا۔“

ایک نایبر پھر مار در گولی شیک اس بچکہ پڑی جہاں پہنچی صحتیں ہیمنے لاپرواہی سے شالوں کو جنبش دی جنگاہ تھا کا رتوں نہیں فاتح کرنا چاہتا تھا اور پھر کہا نہیں یہ بھی تو باور کرنا تھا۔ وہ غالی ہاتھ پرے۔ زیجا یلیٹے ہی یلیٹے اس کے قریب کمک آئی تھی۔

”تم بھی کیوں نہیں کرتے فائز۔“ اُس نے اہمستہ سے پوچھا۔

”بس دیکھتی رہو۔ کارتوس فاتح کرنے کا قاتل نہیں ہوں۔“

”وہ ہیں یہاں سے نکلنے نہیں دیں گے۔“ زیجا مایوس سے بولی۔

”دیکھا جائے گا۔“

”اب تو غار میں بھی واپس نہیں جا سکتے۔“ چٹاں کی اوٹ سے نکلے اور مارے گئے۔“ حمید نے کہا۔

”اگر وہ کوشش کریں تو اصرے بھی آسکتے ہیں۔“ زیجا باہم جانب والی ڈھلان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔

”بس تو پھر تم اور من نظر کو تو۔“ اگر ان میں کوئی دکھانی دے تو مجھے مطلع کر دینا۔“ اصرہ دماغ چالنا شروع کر دے گا۔ بیس ہیں روپیاں اور باقی میں باسکٹ میں ہیں۔

”اس کی باتیں ایک کان سے سنو اور دوسرا سے اٹادو۔ سب سن رہا ہوں بیٹا۔“ قاسم کی آواز آئی تھی۔ اور زیجا میں پڑی تھی۔

”کن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں۔“ چھپ چاپ پڑا۔“

”اے جرا تمیز سے۔ ورنہ کوئی چٹاں الھا کر سر پر رے ماروں گا۔“

”میں یہ کہہ رہا تھا کہ زر اور صرکار خیال رکھنا کہیں اور صرے کوئی کتاب نہ پڑھ دیتے۔“

”میں سب سمجھتا ہوں بیٹا۔“ دیکھ لون گا۔ میں ہیں۔“ حیدنے مزید چھپر چھاڑ مناسب نہ بھی۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ قاسم کے دل میں کیا ہے۔ زیجا زیادہ تراست سے گفتگو کرتی رہتی تھی اور قاسم دیکھ دیکھ کر بیکھا تھا۔ خود اس کی منطق کے مطابق اپنے ڈبل ڈول کو دیکھتے

لے۔ ایک وقت کی ہاڑی موجھی۔“

”جیدکھڑا ہانتا رہا۔“ خود اپنے سر کی چوٹ پر تھوڑے سے پڑتے محض میں ہو رہے تھے۔ قاسم اور زیجا بھی قریب ہی المڑے ہوتے۔

”میٹا کھا گئے۔“ زیجا اپر اسامنے بن اکر بولی۔ ایک روٹی اور دو پیلوں کی وجہ سے گھر بھی کھانا لے گا۔“ قاسم بڑا سامنے بن اکر بولا۔

”شیک اسی وقت کی جانب سے ایک نایبر ہوا تھا۔“

”اوی چٹاں کے کنارے کو ہپلی بھری دوسری طرف پلی گئی۔“

”لیٹ جاؤ۔“ حید پھر قسم سے نیچے گرتا ہوا بولا۔ قاسم الٹاپٹ میں بھکے میں پلا گیا تھا اور زیجا اونچی پڑی تھی نے کہا۔ پھر چونک کر بولا۔ اور مٹھرو۔ یہ جالاک لوگ

”آئے لٹ جاؤ۔“ حید دانت پیس کر بولا۔“ تم دونوں معلوم ہوتے ہیں۔“

”میں نہیں بھی۔“

”ایک رائف بھی میرے ہاتھ لگ گئے۔“ اس پختنے لگی۔ پھر اس نے دونوں ٹانگیں پھیلانے کی کوشش لئے وہ کسل کر سامنے نہیں آئے۔ یہ کتاب مر اسی لئے چھڑا گیا ہے کہ سامنے آئے بغیر ہی وہ ہماری پوزیشن معلوم کر سکیں اگر میں اس کے پر فایر کروں تو وہ فایر کی سمٹ کا اہم دارا پار سخت کا بھی اندازہ ہو گیا لیکن حید نے جوابی نایبر

ہیں گے اس طرح ایک ہی گھٹا فاتح ہو گا۔“

”تم شیک کہہ رہے ہو۔“ وہ بیزدل اور سکارا ہیں زیجا بولی۔

”اچھا ہیں۔ اب تم غاؤ میں جاؤ۔“ میں فایر کے بڑی دشواریوں سے قاسم کو کچھ لمحائی کر دیا گیا۔“

”رہی جاتے دیا ہوتا۔“ مجھ قو۔“ قاسم بڑا دسی کرو۔ ورنہ بڑے خارے میں رہیں گے۔“

”وہ بادل ناخواستہ غار کی طرف جلی گئی تھی۔“

”زیجا کوہنی الگی اور حیدنے کہا۔“ اس چٹاں کی اوٹ اہر نکلے اور پک پخ مارے گئے۔“

”تو ان زندہ رہنا چاہتا ہے۔“ قاسم آنکھیں نکال کر بولا۔“

”بس بجاؤں بند۔“ تم دونوں سینیں مٹھرو۔ میں اسے کی نکرانی کروں گا۔“

”وہ پھر اسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے کئے پہنچا اور رائل کے کندے سے فرب لگائی۔“ کئے نے کی تلاہاں

کھائی تھیں۔ رائف اکا کندہ پر درپے اس پر پٹنا را حید کے ہاتھ اسی وقت رکھنے کے تھے جب وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

”شیباش۔“ غار کے دہانے کی طرف سے قاسم کی

کمرہ ہی ہو۔“

”وہ آرہے ہیں شاہر۔“ تھوڑی دیر بعد بڑا۔ اور پھر حید نے بھی کسی کتنے کو بھوکتے ساتھا۔

”وہ دیکھو یہ زیجا مشرق کی طرف پاٹھا ٹھاکر بولی۔“

”ایک کتا امی دراٹ سے مکلتا ہوا دکھاتی زیجا۔“

”جس سے ٹھر کر وہ اس طرف آئے تھے۔“ پھر وہ زمین سکھا

ہوا آگے بڑھنے لگا تھا۔

”جیت۔“ زیجا بڑا۔“ مرف ایک گھٹا جبکہ

”رہاں پورے دس عدد کتے تھے۔“

”اور اس کے پیچے کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔“ حید

نے کہا۔ پھر چونک کر بولا۔ اور مٹھرو۔ یہ جالاک لوگ

کر بیس کے پیچے رہے۔“

”تم بھی تو کھاؤ۔“ اس نے زیجا سے کہا۔

”ایک بچھے بھوک نہیں ہے۔“ اتنے سو بے نہیں کھا تا

”رات بھجے اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔“ میں تو اس علاقے سے دافت ہوں۔ باہیں جانب والی اترافی لاکیل ہی کی طرف گئی ہے نہ۔“

”ہاں۔“ حید کہہ رہے ہو۔“

”ہنڑا بے فکر ہو۔“ وہ ہمارا کچھ نہیں بجا سکیں گے۔“

”میرے مرف تم دونوں کی فکر ہے۔“ درستہ میں تو کبھی

کی مر جکی ہوں۔“ مایوسی اپنا تھنکنے کر سکتا تھا کم از کم کسی ہم کر رہا کی حیثیت سے ابھانے میں تو نہیں مارا جا سکتا تھا۔ لیکن پھر قاسم کا خیال آیا۔ اس کا کیا ہو گا۔ اُس پس اڑ کو کس طرح تھوک رکھا جائے گا۔ میک بیک پھر دل،

ٹر فٹی کا جلد ہوا اور شیک اسی وقت دونوں کی چاہا پس اسی کی چاہی اور کھانے کی چاہی کی چھاگی اور کھانے کی

جھانی اٹھائے آئی نظر آئی۔ حید نے طویل سانس لی تھی۔ اُس نے سوچا۔ کیا چیز ہے عورت.... قاسم جیسا پیٹ کا کتا بھی

آدمی بن گیا ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں کھانے میں باتھے بھی نہیں لگایا۔ غالباً اس نے رہا اسکی تھیں کی معلوم ہوئی تھی اور اسے پوری طرح اپنی طرف توجہ کر دیا تھا۔

”میں اُسے مرف ایک روٹی اور دو بٹیاں دے آئی ہوں اور وہ خوش ہے۔“ زیجا نے قریب پہنچ کر کہا۔ اُس نے اپنا نام بھی بتایا تھا۔

”اور اس نے فریاد نہیں کی۔“

”بانک نہیں۔ بڑی سعادت مندی سے میرا شکریہ ادا کیا تھا۔“

”حید کچھ نہ بول۔“ اس نے آدمی روٹی اور مرف ایک بوڑھے کا مچانے کی کوشش کی۔

”تم بھی تو کھاؤ۔“ اس نے زیجا سے کہا۔

”ایک بچھے بھوک نہیں ہے۔“ اتنے سو بے نہیں کھا تا

”رات بھجے اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔“ میں تو اس علاقے سے دافت ہوں۔ باہیں جانب والی اترافی لاکیل ہی کی طرف گئی ہے نہ۔“

”ہاں۔“ حید کہہ رہے ہو۔“

”ہنڑا بے فکر ہو۔“ وہ ہمارا کچھ نہیں بجا سکیں گے۔“

”میرے مرف تم دونوں کی فکر ہے۔“ درستہ میں تو کبھی

کی مر جکی ہوں۔“ مایوسی اپنی چیزوں ہے۔ تھیں زندہ رہنا ہے، اپنے

بپ، بھانی کے تالوں کا انجام دیکھنے کے لئے۔“

”تم درآدمی کیا کرو گے۔“

”تھیں یقین کیوں نہیں ہے۔ آتا کہ ہمارے نئے پوری مشینری حرکت میں آچکی ہو گی۔“

”خدا کرے ایسا ہی ہو۔“ وہ مزید کچھ کہتے کہتے وک

گئی۔ اندازہ ایسا ہی تھا جیسے دور کی کوئی کوئی آواز نہیں کو شکش

اویس زینجا کو اس کی طرف جکنا چاہیئے تھا۔ آخر زیادہ ترجید ہی کے ساتھ کیوں رہتی تھی۔

”یہ آدمی میری کھجور میں نہیں آ رہا۔“ زینجا آہستے بولی

”کوئی خاص بات نہیں لس تھوڑا سا کریک ہے۔“

حیدرنے کہا لیکن اپنی آواز اپنی شہروں نے دی۔ قاسم اسی کو،

گھوڑے بجارتا ہے۔ دفتار ملکر بولا۔ ہاں ہاں اب دمیرے

دمیرے قرد میری براہی۔“

”ہوشیار“ حیدر اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔ ”ہم گھر

لئے گئے ہیں۔ وہ آرسے ہیں۔“

پھر اس نے زینجا سے قاسم ہی کی طرف جانے کو

کہا تھا۔ دو سچ آدمی چکردار راستے کی طرف بڑھے آہستے تھے۔

شام کا نہیں پچ پچ یقین ہو گیا تھا کہ فرار ہو جلنے والوں کے

قبضے میں رائف نہیں ہے۔

وہ ادپر آئے والے راستے کے قریب پیچ کر دیکھ

گئے تھے۔ حیدر نے ایک کی مانگ کا نشانہ لے کر فانی پر سریا۔

وہ جھٹکے کے ساتھ گرانا ہے اور دسرے نے اورٹیلنے لیلے دوسرا طرف روڑ لگائی تھی۔ حیدر نے پھر فانر کیا اور دوسرا بھی روڑ کھڑا کر چڑھا۔

دنون کے ہاتھوں سے رائف نہیں بدل کر دو رجاء پڑی

تعجب اور دہ پیٹ کے بل رینگتے ہوئے ان ملک پہنچنے کی کوشش

میں لگے ہوتے تھے۔ شام دسرے کی بھی مانگ بی زخمی

ہوئی تھی۔

حیدر نے الٹکر دوڑ لگائی تھی اور چکردار راستے

سے نیچے اترنے لگا تھا۔ دوڑ نے سے قبل زینجا اور دمیرے

قتاسمے دہیں ٹھہر نے کوہا تھا۔ پھر قبل اس کے ک

دہ اپنی رالفلوں تک پہنچتے حیدر ان کے سردوں پر جا پہنچا تھا۔

”ختم ہی کر دوں گا اگر اب جنبش بھی کی یہ دہ انکی

طرف رائف اٹھانا ہو ابولا۔“

ہاتھوں نے گردیں ڈال دیں۔ ایک کے باہم

کو ٹھہر میں گری بی گئی تھی اور دسرے کی لذکر زخمی تھی۔

وہ خوفزدہ نظروں سے حیدر کی طرف دیکھتے رہے

حیدر جلد سے جلد ان کی رالفلوں اور کارتوسوں پر قبضہ کر کے

اوپر واپس جانا پا پہنچا تھا۔

”بیرایہ احسان ہو یہ یاد رکھنا کہ نہیں مرف زخمی

کیا ہے ورنہ اتنی دور سے کھو پڑی یا اول کا نشانہ لئنا میرے

لغت ہوت مکھوں پر۔“ قتلوغان پیر پیغام کر جینا اور
ہر کارہ کے کھلکھلے کی ملکی بندھوں تھے۔ وہ کہتا کہ پی اپنی شہر تک
پہنچا دے گی۔“

پر کارہ ہاتھ باندھے زمیں بوس ہو تا پھلا گی۔

”دن ہو جانے نظروں کے ساتھ سے یہ قتلوغان دا پسی
کے لئے مرتا ہو ابولا۔ اس نئی خبر نے شام کا سکی تشویش
میں مزید اغماقہ کر دیا تھا۔“

اس کے پچھے اس کا نام صمد غان بھی پہلا سنا ایک
جلد ڈکر قتلوغان نے اس سے کہا۔ شیریاز اندر زخمی پڑا ہے۔
اس کی مردم پڑی کردا ہے۔“

”بب... ببیت...“ پتھر خان دا صمد غان بو کھلا کر
بولہ اور دہیں سے پلٹ گیا۔

”قتلوغان نے خواجہ کا رخ کیا سنا۔ تشویش اور
غصے کے ماملے سے گزرنے کے بعد اسے نیند آنے لگتی تھی۔“

بیٹر پہنچا ہی تھا کہ پھر اچل پڑا۔

کر نیل فریدی۔ اس کا بھی پچھے استھام ہونا چاہیئے
بوڑھاتا ہوا اٹھا اور پھر اسی طرف چل پڑا جہاں دوسروں کو
پھوڑا آیا تھا۔“

اپنے نام صمد غان کو طلب کیا تھا۔

”ہوش آیا اس کے تھے کو۔!“ اس نے پوچھا۔

”نہیں خان۔“ صمد غان نے کہا۔ اسی حالت میں

مردم پڑی ہو رہی ہے۔“

”کر نیل فریدی کے لئے تو نے کیا سوچا۔“

”تم۔ میں کیا سوچوں گا تھا۔ حکم دیجئے
بجلاؤں کا۔“

قتلوغان نے گردک اڑا دینے کا اشارہ کیا تھا۔

صمد غان سر کو تھیبی جنبش دے کر رہ گیا لیکن اس کی آنکھیں
برستور سرا پا سوال بیماریں۔

”جسے اعلاء ملی ہے کہ وہ گلرین میں سٹھرا ہو لے ہے۔“

قتلوغان بولا۔

”آجھی بات ہے خان۔... ہم کو ششیں کریں گے۔“

”اس طرح ہیں جیسے وہ حداختر کرتے رہے ہیں۔“

”زینجا نے انہیں رہا تی دلائی ہو گی۔ میں نے تو
پہلے ہی کہا تھا کہ اس کا بھی نقصہ پاک کیا جائے۔“

”کیوں بخواص کر رہا ہے۔ آج تک میرے ہاتھ کسی

”فیریا زکی حضور۔“ جملے والے نے کپکا ہی بھل
آواز میں کہا۔

”کہاں پہنچے شیریاز ہے قتلوغان دہاڑا۔“
اور پھر ذرا ہی دیر میں شیریاز حافر کر دیا تھا۔

”تم سب باہر جاؤ ہے قتلوغان نے دوسروں سے کہا۔
وہ پچھلے گئے اور مرف شیریاز کھڑا کا پتارہ۔“

”تجھے کب اور کہاں معلوم ہوا تھا کہ ان میں سے
ایک آدمی پوہیں سے تعلق رکھتا ہے۔“ قتلوغان نے شیریاز
سے سوال کیا۔

”دہیں خان۔ جہاں ہم نے انہیں گھیرا تھا۔ وہ
ہوش ہو گئے تھے اور ہم نے ان کی جامہ تلاشی لی تھی۔ اس کا
شاغت نامہ جیپ سے برآمد ہوا تھا۔“

”اور اس کے باوجود بھی تو انہیں دہاں سے گیا تھا۔
جہاں زینجا کو کھا گیا ہے۔“

”پپ پہلے بھی تو...“

”پہلے کے بچتے۔ پہلے دہاں جو لوگ رکھے گئے تھے
ان میں کوئی بولسی والا نہیں تھا۔ وہ دہاں سے فرار ہو گئے
اور زینجا کو بھی ساتھ رکھے گئے ہیں۔“

”شیریاز دہیں ہاتھوں سے سرخام کر فرش پر اکٹوں
بیٹھ گی۔“

”معاف کر دیجئے۔ خان۔“ وہ اٹھتا ہو ابولا
لیکن اپنی دیر میں قتلوغان نے قرب پڑی ہوئی دزی کری
اٹھا تھی اور اس کے سر پر دے ماری تھی۔

”وہ ایک کریہہ کی پیچ کے ساتھ ڈھیر ہو گی۔ اسے
ذہیں زخمی اور بیہوں چھوڑ کر دہاہرایا۔“

”علقے میں قدم رکھنے کی جرأت یکے ہوئی تھی اُسے۔“ جہاڑا
وہ لوں پر پڑی طرح گرجا بر ساتھا لیکن ہونے والی بات
ہی پچکی تھی۔

”اب تو کیا نہ رہا یہے۔“ وہ اُسے گھوڑتا ہو انرعا۔

”اچھی جنہیں پہنچے خان۔“

”تیری شکل ہی سے ظاہر ہو رہا ہے۔ بنا کیا بات ہے۔“

”ٹیڑی ہی چٹاں والے غار کے قریب وہ گھیرے گئے
تھے لیکن ایک کتے کو مار کر اور دپاہیوں کو زخمی کر کے دہ
کھلے گئے۔ اب ان کے قبضے میں تین رائفیں اور وافر را وہ
 موجود ہیں۔“

لئے مشکل نہیں تھا۔ اپنی کارتوسون کی بٹیاں اتنا کر میری
طرف پہنچ کر دو۔“

ہاتھوں نے خاموشی سے تعیل کی تھی اور حیدر دلوں
رائفیں سے کرا دی پہنچا تھا۔

”کیا مو... لگ... کیا...“ زینجا کن نظریں وال
غیبت پر جم گئیں۔

”بے نکر زہر۔ وہ مرف زخمی ہوئے میں اور شاہ،
ان اطراف میں دہی تھے۔ درستہ میری داپسی ناٹکن ہو جا
”واہ۔ دا۔“ قاسم خوش ہو کر بولا۔ ”اب نہ آہا۔“

ٹھائیں ٹھائیں میں بھی چلا دل غارِ الغل۔“

”کیا تم بھی چلا تھیں ہو۔“ حیدر نے زینجا سے پوچھا۔
”بھوں ہیں۔ میراثا دہیت اچھا ہے۔“

”اور میں تو... میں تو... لب کی دل کے پہلوں کے
پر فانر قریباً ہوں یہ قاسم چک کر بولا۔“

”میر سرائے کی گرفتاری کی خیر شن کر قتلوغان پاہل
ہو گیا تھا۔ اس کی یادداشت میں یہ بارخان کے علاج
میں ایسی کوئی سرکاری کارروائی ہوئی تھی جس کا عالم پہلے
اُسے نہ رہا۔“ قتلوغان خطرناک آدمی تھا جو دہ

سے اسی طرح خالق رہتے تھے۔ جیسے وہ کارخانہ قدرت
میں بھی ذہیل رہا ہو۔ مضبوط جسم والا بہا چڑھا آدمی تھا
آنکھیں خونخوار تھیں اور عام آدمی کو جڑات نہیں ہوتی تھیں کہ

اس کے ساتھ نظر بھی اٹھا سکے۔ بہر دوں نے آج تک اس
کی شکل ہی نہیں دیکھی تھی حالانکہ دو رات اس کے ساتھے
دیکھتے ہیں قدم رکھنے کی جرأت یکے ہوئی تھی اُسے۔“ جہاڑا
گزرتے رہتے تھے۔

”کر نیل فریدی۔“ وہ دانت پس کر بولا۔ ”ہمارے
علقے میں قدم رکھنے کی جرأت یکے ہوئی تھی اُسے۔“ جہاڑا
وہ لوں پر پڑی طرح گرجا بر ساتھا لیکن ہونے والی بات
ہی پچکی تھی۔

”آجھی بھی زخم تازہ تھا کہ دسری اعلاء آگئی۔“

اور قاسم کے فرار کی بھانی تھی۔ پوری رو دادش نیلے کے
وہ دم بخود رہ گیا تھا۔

”خجل دے جلد ان کی رالفلوں اور کارتوسوں پر قبضہ کر کے
بیڑا یہ احسان ہو یہ یاد رکھنا کہ نہیں مرف زخمی
کیا ہے ورنہ اتنی دور سے کھو پڑی یا اول کا نشانہ لئنا میرے
کیا ہے۔“

”چھوڑیں کس کی تھی؟“

”271

مودت کے حوالہ سے رہنی نہیں ہوتے۔ وہ کتنے یہ معلوم، وہ
ہمارے بھروسی کے لئے ایک پڑیں افسوسی انہیں دیا
کیوں نہ سمجھتے ہے؟

"وہ تو بہت بڑی حاجت تھی خاب ہے۔"

"اگر وہ زیخ اسیت ہے اسے علاقے سے بچانے میں

کامیاب مچے گے تو میں پتیر دلکش نہیں چھوڑوں گا۔ انہیں

گیرے رکھنے کے لئے اور ادی بھجو۔"

"وہ تو کبھی کے بیچ دیتے گئے۔ بخاں کے راستوں

کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے؟"

"نذر مغل کا بھائی نیازگل کہاں ہے؟"

"وہ کارواں سراۓ کے قریب کہیں رہتا ہے؟"

"اے بیالے سے ہٹا دو۔"

"بہت بہتر خاں ہے۔"

اتھے میں ایک آدمی کسی کا ملاقاً کا راذنے کر

اندر آیا اور اسے قلعہ خاں کے سامنے پیش کر کے خاموش

کھڑا ہو گیا۔ قلعہ خاں نے کارڈ پر نظر ڈالی تھی اور میسا مند

بنائی گلے۔ وہ خود ہمی پہنچ گیا۔

پھر اس نے ہاتھ پلا کر اس آدمی کو جانے کا اشارہ

کیا تھا۔ اس کے پلے جانے کے بعد محمد خاں سے بولا کر

فریدی... تم جاؤ... اور اس سے کہہ دو کہ میں آرام

کر رہا ہوں۔ پھر کسی وقت آئتے اور اس کے کسی سوال کا جواب

ہرگز نہیں۔ کیوں کہ ہر قسم کی جواب دی کی ذمہ داری مجھ پر ہے

..... اور دوسروی بات... اپنے علاقے کے باہری اس

پر حملہ کرنا۔"

"بہت بہتر خاں ہے۔"

محمد خاں باہر آیا۔ بیالے کے سامنے پہنچیں

کھڑی جسیں جنما پہ بار دی سلی آدمی میٹھے نظر آئے کرنل فوجی

اگلی جیپ کے قریب کھڑا نظر آیا۔ محمد خاں نے آگے بڑھ

کر اطلاع دی کہ قلعہ خاں آرام کر رہا ہے اور کوئی اس کے

آرام میں خلی نہیں ہو سکتا۔ اس نے وہ پھر کبھی آئے۔

"در اصل مجھے مذر مغل سے حمودی کسی پوچھ چکر فی

کہ میاں کا بیس دشوار ہے۔ فریدی سکبا اک بولا۔

"مجھے افسوس ہے۔ محمد خاں نے طویل سالیں

سے کر کیا۔ آپ اس سے پہنچ چکے ہیں کر سکیں گے کیوں کہ

تین دن ہوئے اس کا انتقال ہو گیا یہ

"لیکن زخم تو بہلک نہیں تھا۔ فاباران میں گولی

لی تھی۔"

"پتا نہیں آپ کس زخم کی بات کر رہے ہیں۔ اس کا

تو عورت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہوا تھا۔"

"تب تولاش نکلوائی پڑے گی قبر سے۔"

"کون نکلوائے گا۔" محمد خاں نے کسی تدریج

ہو کر کہا۔

"میں نکلوادیں گا۔"

"ہم اپنے علاقے میں ایسی کسی غیر مردہ بھی حرکت کی

اجازت نہیں دیں گے۔"

"اجازت تم نہیں دیں گے۔ شش بج دے گا۔"

"خاں اعظم کے علاقے میں ان کا حکم چلتا ہے۔"

"اگر یہ عرصہ ہو اپلے گئے۔ اب ایسی مراعات

باتی نہیں رہیں گے۔"

"تم لوگ دھم میں مبتلا ہو۔"

کچھ کر کے دیکھئے۔ پھر قدر عایقیت معلوم ہو جائیں

محمد خاں کا غصہ ٹھہرنا بجا رہا تھا۔

"میر سراۓ کو میں نے تھا رے ہی علاقے سے

گرفتار کیا ہے۔"

"موبے کے گورنر سے ملکیت کر دی گئی۔"

"اس کے باوجود بھی میں پھر بھیں موجود ہوں۔ ذہنی

بجا ہوا سکارہ اکر بولا۔" اور اس وقت تک رکوں گاہب

تک قلعہ خاں سے ملاقات نہ ہو گئے۔

ملاقات بنتی ہوں ہو گی۔ وہ نہیں میں گے۔" محمد خاں

آپے سے باہر ہوا جا رہا تھا۔

تجھے خواپا نافری پورا کرنا ہے خواہ دس دین

گزر جائیں۔"

"ہم زبردستی اپنے علاقے سے نکال دیں گے۔"

کو شش کر کے دیکھو۔"

شمہر سے ابھی بتا تاہوں۔" محمد خاں نے کہا

اور تھنا تھا جو اندر چلا آیا۔ قلعہ خاں ابھی خواجہ میں نہیں آیا

تھا۔ شام کو بیان اسی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔

محمد خاں نے غصہ کا کے عالم میں اپنے اور فریہ

کے مکانے دہراتے اور قلعہ خاں دھیانہ اہم زیں رہا۔"

272

"ہمارا اپنا معاملہ ہے۔"

"نہیں تلوخاں... یہ پوری قوم کا معاملہ ہے۔ تم

جو کچھ بھی کر رہے ہو وہ ملکی قوانین کے مناسی ہے اور اس

کے لئے تمہیں جواب دہنے پڑے گا اور میں اس سلسلے میں

براو راست خاں اعظم کے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"جس سے میں گے بس اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ وہ

کہاں ہیں۔ محل میں تو نہیں میں ہیں۔ کسی سے بھی

نہیں ہے۔"

"نیز کوئی اور صورت نکالی جائے گی۔"

ایک بار پھر سن ہو کہ اگر قبر کھو دنے کی کوشش کی

گئی تو بڑا نون خراب ہو گا۔ اس علاقے کے لوگ جانیں،

دے دیں گے لیکن لاش کی بے حرمتی گوارہ نہیں کریں گے۔

اور میں بھی تمہیں آگاہ کر دوں کہ اگر اس آٹھ بجے

رات تک میرے دلوں آدمی گلریز نک نہ پہنچ گئے تو واقع

اس علاقے میں بڑا نون خراب ہو گا۔"

پھر اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ جیپ میں

بیٹھ گیا تھا اور جیپ آگے بڑھ گئی تھی۔ قلعہ خاں کا ملکی

بیٹھنا رہا گیا۔ اس نے جیپ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے

پا تھوڑی نہیں دیکھ دیتیں۔

اس نے محمد خاں کو گیراج کی طرف دوڑتے دیکھا۔

اور اسے آواز دے کر رہ کئے ہوئے اپنے کچھ آئے کا

اشارہ کیا۔

کہے ہیں پہنچ کر بولا تھا۔ اس وقت نہ پھیط۔...

بجا تھے دے۔"

"بیالے حکم خاں۔ میں تو سرد صرکی بازی رکانے

جائز تھا۔" محمد خاں نے کہا۔

"آئے رات گلریز میں اس کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔

آٹھ بجے سے پہلے پہلے۔"

یہ زیادہ آسان ہو گا۔" محمد خاں سر پلا کر بولا۔

"اور وہ تینوں علاقوں سے شکنے پایں۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ راستوں کی ناکہ بندی

کر دی گئی ہے۔"

"بس جاؤ۔" قلعہ خاں نے کہا اور نو ابجات کی

273

طرف رکھ دیا گیا۔

وہ شمال کی طرف بڑھتے رہے حتیٰ کہ پھر سورج غروب ہوئے۔ دن بھر میں بُلگل ایک میل کی مسافت ملے کی ہو گی۔ اول توختاط ہو کر چل رہے تھے اور پھر انہوں نے وہ راستے ترک کر دیتے تھے جن پر تعاتب کرنے والوں سے نہ بھیر ہو جانے کا خدشہ ہو سکتا تھا۔

قاسم کی بُرکی حالت تھی۔ بُجھی بُجھی تیہدا اور زیجن کو مل کر اس کی مدد کرنی پڑتی تھی۔ سست روی کی وجہ بُجھی روی تھا۔ قدم قدم پر بھوجہ عورتوں کے سے انہماں میں متدر کی خرابی کی شکایت کرتا اور جید کے ساتھ تو ایسا ہمی رویہ تھا۔ سچے اسی کی وجہ سے "یہو" ہوا ہو۔ زینما بُجھی منستی اور بُجھلاقی۔

سپہر کو ایک جگہ خوبیوں کے چند خود رو رخت مل گئے تھے اور انہوں نے کچھ ایک خوبیوں سے کھانے کی جگابی بھری تھی۔ ایک پشے سے پانی کی پھاٹل بھی سیراب ہوئی۔ تھی بہرحال بھوک کو بہلانے رکھنے کا سامان ہو گیا تھا۔

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی شب بُری کے نئے کوئی مناسب سماں جگہ تلاش کر لینا چاہتے تھے۔ جید اپنی یادداشت کے سہارے انہمیں ایسی راہ پرلا یا تھا جس کا علم زینما کو بُجھی نہیں تھا اور وہ بُجھتی تھی کہ وہ گم کردہ راہ ہو چکے ہیں۔ شام کے سرخاب دیلہ بیخ سکیں۔ ایک آؤہ باراں نے اپنے اس نیوال کا انہمار بُجھی کیا تھا۔

"مرجلنے سے بہتر ہے کہ ہم راہ بُشک جائیں" یہ جید کا جواب تھا۔ اس پر قاسم نے خاصاً غل غپاڑا چاہاتے ہوئے کہا تھا۔ "تھا را تیاہے بیٹا۔ نہ کوئی آگے نہ کوئی بیچے مر جا چاہے زندہ رہو۔"

تھارے ہر نے پر کوئا ہے رونے دالا؟" جید نے کہا۔ "بُاپ کو بھا خوشی ہو گی اور بیوی کو بُجھی۔"

"بُیوی! بُوکی تھا ہے۔ ہی، ہی، ہی۔ قیوں مذاع کرتے ہو۔" "بُجھی نک اپ کی شادی نہیں ہوئی۔" زینما تھے جیت سے پوچھا۔

"بُجھی نہیں۔ بُجھے ایسے تو کوکا اپنی بیلی چلے گا۔" "جید سختی سے ہونٹ پیچے چلتا رہا۔ اسی شکل قوت

میں بُجھی قاسم اپنے دماغی سیڑھے پر بھجا نہیں چڑھا سکا تھا۔ ہو سکتا ہے زینما کی وجہ سے اس نے سفر جاری رکھا۔ درست کرنا قاسم اور کہاں دشوار گزار پہاڑی راستہ۔

جائے پناہ کی تلاش خاصی صبر آزماثابت ہوئی۔ بُجھتے پھر ہے تھے اور صراحتا خسار قاسم بولا۔ میں تو بُجھتا ہوں اور زینما بی بُجھتا ہوں۔ تم بُجھ جاؤ۔

"کیا مطلب؟" یہی نے آنکھیں نکالیں۔

"تم پھاکر تلاش کرو۔... پھر میں بھی بتا دینا۔" "نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔" زینما بولی۔

"تھیوں نہیں ہو سکتا۔"

"تھا کوئی کہیں نہ جائے گا۔"

"آرے وادا۔... بڑے سمجھ پچھے بیس ناک کھو جائیں۔" پکھ بھی ہو۔" زینما تھبھلا کر بولی۔

جید سمجھ رہا تھا کہ اب اس کی خیر نہیں۔ دینے قائم

اس کو اس بُری طرح گھور رہا تھا جیسے کہا ہی جبا جائے گا وہ اچھی طرح جانا تھا کہ اگر زبان کھل سکی تو وہ چھوٹتے ہی کیا کہے گا۔

"بُر اخیال ہے کہ یہ رات کھلے ہیں میں بُس کرن پڑیں۔"

جید بولا۔" اتنی ادھیانی پر کوئی غار نہیں مل سکا۔" اور یہ جوانی سر دی ہو رہی ہے۔" قاسم آنکھیں نکال کر بولا۔

"میری وجہ سے نہیں ہو رہی ہے۔"

"آرے تو کیا تم دونوں آپس میں لڑو گے۔" زینما بولنے کوئی کچھ نہ بولا۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ اور آخر ماہ کا چاند بھی دیر سے طلوع ہوتا۔ اس نے جلد از جلد کہیں ڈیرہ ٹال دینا چاہتے تھے۔

اور پھر زینما نے ایک مناسب سی جگہ ڈھونڈ دی۔ اسے ہمہ درسی ہے۔ تھیں بھی ہر لفڑی پھاٹیے۔" اسے تھیں بھی قرقی ہے۔" اسے تو نیا میں اسے کا بیان دے رہا ہو۔" دہ کال دینے میں کے مترادف ہے۔" تھارے باپ دادا مترادف۔

"بیہاں ہم آگ بھی جلا سکیں گے۔" زینما بولی۔

"اوڑ خوبیاں پکا تیں گے۔" قاسم نے جل کر بھا۔

جید کچھ نہ بولا۔ بُری طرح تک گیا تھا اور سر کے زخم کی حکلف پیٹے سے سمازیاہ بڑھی ہوئی سطحوس ہوتی تھی۔

ایک پتھر سے شیک لگا کر دیا گیا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" زینما نے اس کے قریب

جید کچھ نہ بولا۔ بُر نے کوول ہی نہیں چاہتا تھا۔ سر بیس شدید درد کے باوجود بھی پلکیں مینے سے بوجبل ہوتی جا رہی تھیں۔ اگر وہ سونا چاہتا تو اس میں سر کی تخلیف تھی خارج نہ ہوتی۔ کویا نہیں نہیں غشی طاری ہو رہی تھی اور پھر ذیکر ہے ہی دیکھتے وہ بے نہر ہو گیا تھا۔ قاسم اس سے بے خبر بیٹھا تھا۔ تارہ۔ بڑے دوست بنتے ہیں ملے۔ ابے سب اپنے اپنے مطلب کے ہیں۔ قوی کسی کا نہیں ہے۔ پہلے خود رہی تو شادی کی بات تھی اور اب یہ۔۔۔ میں بھی تبادلے غاہک پیغماڑا ہے۔ لوگوں سے بچاڑھ کرتا ہے کسی کو اپنا نہیں سکتا۔"

انتہے میں زینما قریب پہنچ کر بجی۔ "پلو آگ کے تھیں بھیو۔ سر دی بڑھ لگتی ہے۔" قاسم تو امتحان کرنا تھا لیکن جید نے جنپش بک نہیں کی تھی۔

"چلو اٹھو۔۔۔ کیوں یہاں سر دی میں بیٹھے ہوئے ہو۔" زینما نے پھر کیا۔

"خزرے کر رہا ہے بُر داران لا۔" قاسم بولا۔

"یہ تھارے بُر داران لا ہیں؟"

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ بُر تو۔۔۔ وہ تو۔"

زینما اس کی طرف توجہ دیتے بیٹھ آگے بڑھی تھی۔

اور جید کا شانہ بلا کر کاٹھنے کو کہا تھا لیکن کوئی جواب نہ پا کر

اس کے قریب دوزانو بیٹھتی ہوئی بولی۔" شانہ دار ہم غشی طاری ہو گئی ہے۔"

ہونہہ۔۔۔ غشی۔۔۔ قاسم بُر اسامنہ بننا کر بولا۔

"ان پر۔۔۔ غشی طاری ہو گی۔"

"کیوں؟ کیا آدمی نہیں ہیں؟"

"ہوں گے۔۔۔ لیکن ان درنوں پر کچھ بھی طاری۔"

داری نہیں ہوتا۔"

"دوسرے کون؟"

"قریل فریدی۔"

مپتا نہیں کیا کہہ رہے ہو۔

"کچھ بھی نہیں۔۔۔ بن رہا ہے بُر داران۔۔۔ قاسم نے سختی سے بونٹ پہنچ لئے۔

آخری یہ یہو ٹھیک ہو گئے ہیں تو اسما کر ہل کے قریب

کے پھٹا پڑھے گا۔"

"تو پھر اٹھاو۔" قاسم نے کہا۔

"میں اٹھاو۔" میں نے جوستے کہا۔

"میں تو جھک نہیں سکتا۔ تم اٹھا کر یہے بالحد پر

"تم آخر تھی بیدردی سے باہمیں کیوں کرتے ہو؟"

"یہ خود ہی کون سا بڑا دردابے میرے لئے؟"

"امنون نے کیا جھاؤ لایے تھا را؟"

"تم طوفاری کیوں کر رہی ہو؟"

"زخمی پس اور پھر در آدمی پس۔"

"خداقرے میں بھی زخمی ہو جاؤں۔"

"پس کہتی ہوں۔ تھا ری ایک بات میری بھی میں

"میں آقی۔"

"اس کی سب بھی میں آجائیں۔ میں قہتا ہوں

"چلتا ہوں۔"

وہ جھلاؤ کر آجے بڑھی اور خود ری اٹھانے کی

روشنی کرنے لگی۔ ادھر قاسم بے چین ہو کر بولا۔ ارے

... ارے ... جرورت ہی قیا ہے۔ میں آگ جلا دو۔

مکھ میں آگ جلانے تو گویوں سے چلنی ہو کر

وہ جا بیٹھ گے۔

"بڑی مشکل ہے یہ قاسم نے کہا اور اس کے بینے

رسانپ بولنے لگے جب اس نے دیکھا کہ وہ اس کی بخلی

بیان کرنے دے کر اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

"اب تو اٹھ جاؤ سائے یہ وہ داث پر دانت

ہمارا آہستے بولا۔ اب تو امان پہنچا ہو گیا۔"

"کیا یقین... ہائیں... ہیں... جید ہمنا یا اتنا لیکن

بیان نے اسے سیدھا کھڑا کیا اور اس کا ایک ماتھ اپنے

سانوں پر رکھ کر اور کمر میں ہاتھ دے کر دنتے کی طرف

رچلی۔ وہ پوری طرح ہوشیار نہیں تھا۔ چال میں

ڈکھرا ہٹتی سبیم جھولا جا رہا تھا۔

قاسم دصپ سے جیٹھے گیا اور دلوں ہاتھوں

سے اپنا سینہ پٹینے لگا۔ لیخا ایسی پوزیشن میں تھی کہ مگر

سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ میں سینہ کوئی کی اواز میں شنتی

ہوئی آگے بڑھتی چل گئی تھی۔ دیپے وہ قطعی نہیں بھ

کی تھی کہ اوڑیں کیسی میں اور قاسم کیا کر رہا ہے۔

مکھوڑی دیر بعد دھپٹ آئی۔ قاسم اسی طرح

اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہا تھا۔

"تم بھی اٹھو۔ درد نہ نیا ہو جائے گا۔" اس نے کہا

"آں۔" قاسم چونک پڑا۔ "قیا ہے؟"

"میں نے کہا۔ بیان سے اٹھو درد نہ پھار پڑ جائے گے

سرد کی بڑھ گئی ہے۔"

"نہیں۔ بخی مر جانے دو۔" قاسم گلوگیر آداز

میں بولا۔

"ارے سنو۔ میں نے تھا رے لئے ایک

روٹی پکائی تھی۔"

"روٹی قی بات نہیں ہے۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"تم نہیں۔ میں یہیں مر جاؤں گا۔"

"تھا رہیں مر گئے۔ زینجا جھملہ کر بولی۔ یہاں کی

زندگیاں بھی خطرے میں ٹوٹ لو گے۔"

"بھاڑ آگ کے پاس بیٹھو، تم نہیں مر گی۔"

تم کیوں نہیں بیٹھو گئے۔"

"رہ سالا درماہ کر رہا ہے۔ میں یہیں شیخ ہوں۔"

"تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ وہ بچ پخت غشی کی

حالت میں ہیں۔"

"غشی۔" قاسم زمریلی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"ندہ دلوں مر سکتے ہیں اور رہیوں ہو سکتے ہیں۔"

"کون دلوں؟"

"کرنل فرید کی اور تیپن حیدر۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟" وہ اس کے قریب ہی ٹھیکی بھی

بوی ہے دلوں کون ہیں؟"

تم نہیں جاتیں؟"

"میں نے اسی ناموں کے ان لوگوں کے بارے میں

ٹنابے جھوٹوں نے سرخاب دیلی میں ڈاکٹر ٹھٹھ کی زیریں میں

کار خانے کا پتہ لگایا تھا۔"

"میں اہنی کی بات کر رہا ہوں۔ وہ جو ڈرامہ کر رہا

ہے کیپن ہے۔ لونڈیوں قی جان کا دھمن یہ۔"

"خدا کی پناہ... تھنے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔"

"تم تیا کرتیں۔"

اتھی بے تکلفی سے قوٹہ پیش آتی۔ ... ان کی

عزت کرتی ہے۔"

"میں واقعی چلڈ ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

میں نے تھیں قیوں بتا دیا۔ ڈاکٹر ٹھٹھ نے

مجھے بھی پڑ کر ڈپی کشنز پناہ دیا تھا اور میں نے اس کے

ایک دیوار کو اٹھا کر پخت دیا تھا۔"

"فرور پخت دیا ہو گا۔ ہاں میں نے مٹا تھا کہ ان

کے ساتھ بھی ایک دیوار تھا۔ تو وہ تھی تھے۔"

"الا قسم میں ہی تھا۔" قاسم بیجد خوش ہو کر بولا۔

"اچھا تو اب اٹھ چلو درد سردوں تھیں اس کا

پٹھ دے گی۔"

"تم قہتی ہو تو چلا چلتا ہوں۔" قاسم کراہتا ہوا اٹھا

اور اس کے ساتھ دترے کی طرف روکنے ہو گیا۔

جید بے سُدھ پڑا اگری گھری سانیں سے رہا

تھا۔ قاسم نے روشنی میں اس کا چہرہ دیکھا تو پک پخت شوشیں

میں مبتلا ہو گیا۔

"بیوں ہی معلوم ہوتا ہے۔ مکاری نہیں تھی۔"

اس نے کہا۔

"مکاری کیوں کرنے لگے؟"

"تم نہیں بھج سکتیں۔"

"بیوں ختم کرو۔ زردا بھجو بخار تو نہیں ہے۔"

قاسم نے حیدر کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھا اور

سرپاکر بولا۔ "تم تھیک کہہ رہی ہیں۔ یہ تو ہجنگا جا رہے۔"

"میری بھجی میں نہیں آتا کہ ان کے لئے کیا کروں۔"

اگر ایسی حالت میں اخنوں نے تھیں آیا تو کیا ہو گا۔"

"ہم دلوں مقابلہ کریں گے۔" قاسم چھاتی

ٹھوک کر بولا۔

"لیکن ہم دلوں اتنے غفلہ نہیں ہیں جتنے ہیں؟"

"راقل عقل سے نہیں کارتوں سے چلتی ہے۔"

"اگر ان کے ساتھ کئے بھی جوئے تو۔"

"ڈائیگیس چیرکر پھینک دذل گا اس کی۔"

"خاموش رہو۔" وہ بڑنلوں پر انگلی رکھ کر،

آہستہ سے بول۔ ... اور قاسم الودیں کی طرح دیدے۔

پھا کر رہ گیا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کچھ سننے کی کوشش

لر رہی ہو۔ پھر انفل اٹھاتی تھی اور قاسم کو وہیں بیٹھے

نافر نے پڑھکر بھیجے ہیں کہا۔ آج اگر آپ کی کال نہ آتی تو ہیں

277

خود میں لئے کی کوشش کرتا ہے
کوئی خاص بات؟

تمی آپ سے ملنا چاہتی ہیں ہے

ادھ فروری ابھی جلوہ

توہ بہت زیادہ پریشان نظر آتی رہی میں ان دنوں

فرید کی کچھ بولا۔

مشادر انہوں نے آپ سے کچھ کہہ دینے کا فیصلہ کر
لیا ہے؟ نامنے کچھ دیر بعد کہا۔

اگر یہ خان اعظم متعلق کوئی بات ہے تو یہ سب
کے حق میں پہنچو گا۔

لیکن آپ نے مجھے کیوں طلب کیا تھا۔

یہی معلوم کرنے کے لئے کہ دو ماہ قبل شاہزادہ اور
خان اعظم کی ملاقات ہوئی تھی یا نہیں۔

آپ خود اسی سے پوچھ لیجھے گا۔ میری پادا شست

کے مطابق تو وہ اس دران میں دہان موجود تھے۔

تم نے اس طبق ریکارڈر کے بارے میں خانم کو

کیا بتایا تھا؟

بھی بات بتا دی تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی پیارہ
ہی نہیں تھا درد وہ یہی بھتیں کہ میں دیدہ و دانتہ شاہزادہ

کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ میں بجا تھا کہ وہ اس

پر بھی بید خفا ہوں گی لیکن انہوں نے خلاف تو قع سخت

اعتیار کیا تھا اور پھر میں نے اپنی ان پوچھی کا ذکر چیڑ دیا۔

جن کے بارے میں آپ نے مجھے بتایا تھا۔ اس پر وہ
متینہ گئی۔ قلعو خان کی دو بیویاں پہلے سے موجود دیں اور

وقتیں اس قابل نہیں ہے کہ اُسے منہ بھی لگا یا جائے۔

چہ جائیکہ رشتہ دینا۔ اگر ناصر کو یہ بات معلوم ہو جائے
تو پچاپر انفلتان کر کھڑا ہو جائے گا۔

تدریقی بات ہے۔ لیکن کیا خان نے اس سلسلے
میں براہ راست گفتگو کی تھی؟

نہیں، خاصدار کا خط لا یا تھا۔

پھر آپ نے کیا جواب دیا۔

میں نے اسی خاصدار کے ذریعے انکار کا خط بھجوادیا۔

اس کے بعد ہی سے ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کی جانے
لگی تھی۔

اور پھر خان نے ریٹ ہاؤز والے واقعات پانے
میں تم ہے بہت برسہ ہ جوں کمال میان۔

انہوں نے کہا۔

اس کی فرورت نہیں۔ میں آپ کو بڑی بہن۔

سمحتا ہوں۔

تمہارے باپ یہرے مائیکے میں خاندان ہی کے

ایک فرد کجھے جلتے تھے۔

تجھے علم ہے۔

تم اب جا سکتے ہو۔ خانم نے نام کی طرف ترک کہا

وہ چپ چاپ اٹھا اور دیوان خانے سے چلا گیا۔

سب سے پہلے یہ بتا دے کہ حیدر قاسم لے یا نہیں۔

ابھی تک تو نہیں لے تلاش جاری ہے۔

تجھے ڈر ہے کہ ہماری پشت پناہی کرنے کے

سلسلے مارے نہ گئے ہوں۔

تو آپ کا بھی یہی خیال ہے کہ خان اعظم۔۔۔

تھیں واقعات کا علم نہیں ہے۔ خانم اس کی

بات کاٹ کر بولیں۔ میں نے نام اور شاہزادہ دنوں سے

چھپاۓ رکھا تھا۔ لیکن اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ

نہیں کہ مجھے بھی اپنے یہ دردوں کی تلاش ہو۔

میں کس معلمے میں بھی پچھے نہیں رہوں گا۔ آپ

مجھ پر اعتماد کر سکتی ہیں۔

میں... نہیں تو... خان کے باہر نہیں

شاہزادہ کا رشتہ قلعو خان کے لئے آنکھا تھا۔

قلعو خان کے لئے۔ فرید کی چونکہ پڑا۔

ہاں۔ تم خود سوچو۔۔۔ میرے ذہن کی کیا حالات

ہوئی ہو گئی۔ قلعو خان کی دو بیویاں پہلے سے موجود دیں اور

وقتیں اس قابل نہیں ہے کہ اُسے منہ بھی لگا یا جائے۔

چہ جائیکہ رشتہ دینا۔ اگر ناصر کو یہ بات معلوم ہو جائے

تو پچاپر انفلتان کر کھڑا ہو جائے گا۔

تدریقی بات ہے۔ لیکن کیا خان نے اس سلسلے

میں براہ راست گفتگو کی تھی؟

بھی پاں... کی بات ہے۔

ایکجا تو پھر چلو۔

پچھو ڈریجہ ایک کا گاڑیاں عظیمت محل کی طرف رفاقت

ہو گئی تھیں۔ خانم نے اس بار فرید کا استقبال خود پیش از

کیا تھا۔

میں تم ہے بہت برسہ ہ جوں کمال میان۔

اور پر دہراتے ہوئے کہا۔ اس طرح واضح طور پر اطلاع مطلب
کرنا مامر کے خیال نے۔ بہرحال کیپٹن حیدر نے ہمارا ساتھ
ایسے کی کہیں کہیں کی تھی۔ میں تصور کی بھی نہیں کر سکتا کہ خان اعظم اس
ٹکلے گر جائیں گے۔

”تلکو کے نئے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔“

”تو شاہزادہ کی ہماری کا سلسلہ پیغام آئے سے پہلے

لروج ہوا تھا یا بالعزم ہیں۔“

پہلے ہی۔ وہ چند دنوں کے لئے خان کا ہی محل

ہیں گئی۔ وہاں سے واپسی پر ایک رات دورہ پڑا

خانابادی کی آواز نہیں کر اور پھر اس کے پکو دنوں بعد خان کا

لامدرشتہ لے کر آیا تھا۔“

فریدی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا تھا۔ تھوڑی

دیر بعد خانم بولیں۔ ”رoshn زمانی بیگم کے اس پر اسرار

رض کے بارے میں تم اور کیا جانتے ہو۔“

”بس اتنا ہی جتنا نامہ میاں کو بتا چکا ہو۔“

خانم طوبی سانس سے کر رہ گئیں۔

”کیا آپ اس سلسلے میں کچھ اور بھی جانتی ہیں۔“

فریدی انہیں غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

”میں... نہیں تو... خان کے باہر نہیں

اس سے زیادہ نہیں بتایا تھا۔۔۔ لیکن...۔۔۔ لیکن میں

لے بیٹھ بھی خوس کیا تھا جیسے انہوں نے مجھے پوری

استشباتی ہو۔“

”نیز... اب یہ بتائیتے کہ میں کیا خدمت کر

کتا ہوں۔“

”تیری بھی میر کچھ نہیں آتا۔ تم کیا کر سکو گے۔ میں

انہیں کیوں بلا یا بھیتے ہیں۔“

”شاہزاد کچھ کر بھی سکو گو۔ اگر رoshn زمانی خانم سے

متعلق تفصیل سے معلوم ہو سکے تو مکن ہے آپ کی ڈریجہ

اصل بھی بھل آتے ہیں۔“

”افسوس کہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتی۔ شاہزاد

کے بارے میں ڈاکٹر جنیب کہنا ہے کہی دانتے سے

وہشت زدہ ہو کر اس دانتے کو بھول گئی ہے۔ بھی کی آواز

سن کر زینی کشکش میں بننلا ہوتی ہے اور بھوٹ جو جاتی

ہے۔“ خانم نے کہا۔

”ہاں کل نہیں بھولیں درد معرف بھی کی آوازی گیوں۔“

”میں نہیں بھی ہے۔“

”بھی کی آواز آسی دانتے کو یاد کرنے کی کوشش کرتی۔

ملی کی آواز نہیں کر دے اس دانتے کو یاد کرنے کی کوشش کرتی۔

”یہ اور فرمی یہ جان میں مبتلا ہو کر بھوٹ جو جاتی ہے۔“

”التد بی بہتر جانے۔ ڈاکٹر جنیب نے بھی نامنے

کچھ ایسی باتیں کہی تھیں۔“

”میا آپ نے شاہزادے تھے تھا میں کھنکو کرنے

کی اجازت دیں گے۔“

”اس وقت تو وہ موجود نہیں تھے۔“

”پھر کسی وقت ہے۔ یہ بہت فروری کا ہے۔“

آپ ملمن رہے آپ کا رازیمی ذمہ اس ذات سے آگئے نہیں بڑھتا۔

”یہیں ملمن کوں کمال میاں اور پھر اس کی راہ میں

”خانہ ہی جانے۔“

”بہرحال میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا

کر سکتا ہو۔“

”شاہزادے کے کیا پوچھو گے؟“

”مرف خان اعظم متعلق باتیں ہوں گی۔ ان

کے مل کا حوالہ تک نہیں ہو گا۔ آپ ملمن رہیے۔“

”فریدی دہان سے ردا نہ ہو کر نہ مول مگر یہ بھا

تما اور ملکاڑی پار کر کے مالا می متری پر جانے کے

تینے لئے کرنے لگا تھا۔ اپنائیک پورے بھوٹل کی روشنی

غائب ہو گئی۔ وہ اس وقت پانچیں تیس سے پر تھا۔ رینگ

پر ہاتھ ٹیک کر باسیں جانب کو دیا۔ ساتھ ہی بھلی ہو گئی

ریو اور بھی بھاں یا تھا۔

ڈانٹک ہاں میں افرانگی بھی گئی۔ بھلات بھلات

کی آوازیں اندر ہیرے میں گوئنے گئی تھیں۔ پھر ایک منٹ کے

امدر اندر ہی روبارہ روٹنی بھی ہو گئی تھی۔ فریدی نے بڑی

پر قیسے ریو اور کوٹ کی جیب میں ڈال دیا۔

اس نے خطرے کی بھوٹنگی تھی اور قبائل اس کے

279

دہ دوبارہ زینوں کی طرف بڑھتا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رومی
کیوں غائب ہوئی تھی۔ کسی نے بھی سوچی آف کیا انتہا اور
ہوٹل کے علیے نے اُسے پکڑ دیا تھا۔ پرواتر لپکتا ہوا
صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ فریدی اس کے پیچے نظر
بھی تھا شام زینوں پر کسی جملہ اور سے مدد ہو گئی۔ لیکن
تاریکی کے واقعہ میں کوئی غیر معنوی واقعہ نہیں ہوا تھا۔

برآمدے میں پکھ لوگ نظر آئے جنہوں نے کسی کو
گھیر کھا تھا اور پھر جب فریدی نے اس کی ملک دیکھی تو ذہن
کے کئی گوشے میں شناسی کی ہڑیں منجھ ہو گئیں۔ اس
نے اُسے آئی ہی ذیرہ غزن خان میں دیکھا تھا۔ قتل عنان کی
حوالی میں نظر آنے والی بھیڑیں وہ بھی شامل تھا جیسے ہی
اس کی نظر فریدی پر پڑی اُس نے گھر توڑ کر ملک جانے کی
کوشش کی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں فریدی کا ہاتھ
اس کے گریبان نکل پیچ چکا تھا۔ بھیڑ کان کی طرح پھٹ
گئی اور پرواتر جہرتے ہے پلکیں چپکانے لگا۔ وہ اس کی
شخیخت سے واقعہ تھا۔

"لئے کہیں میں پلو ہے فریدی نے پرواتر سے کہا
"اور ہیاں سے بھیڑ ہتاو۔" اس نے ملک بھاگنے کے بعد وجہ تیز کر دی
تھی لیکن فریدی کی گرفتاری سے ملک جانا آسان نہیں تھا اسے
پرواتر کے کمرے میں لا لایا۔ فریدی نے اس کا بایاں
ہاتھ مرد رکارے دیوار سے لگ کر کھلے ہو جانے پر جبور
کر دیا اور پرواتر کو جامنہ تلاشی یعنی کا اشارہ کرتے ہوئے
کہا "جلدی کرو۔"

اس کے پاس سے ایک نجمہ برآمدہ ہوا تھا۔
"میرے کمرے میں کتنے آدمی داخل ہوئے ہیں؟" فریدی نے اُسے
"میں کچو نہیں جانتا۔ مجھے جانے دو۔" میں نے
کچو نہیں کیا؟

"اگر میں نہیں بھیجا تھا تو نہ مور بادر کر لیتا۔"
"اس نے سختی سے جوڑتے ہیں۔" سختی کے
"جلدی... درتہ بیاں سے سیدھے ہستال پیچ گئے
وہ پھر بھی خلا موٹ رہا۔ اس بار فریدی کا اٹا
ہاتھ اس کے منہ پر ٹڑا تھا۔ لڑکم اکر سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا
کہ گھونٹہ پیٹ پر پلا اور دوں ہاتھوں سے پیٹھ دیا۔

ہوتے دہرا ہو گیا۔

فریدی نے اس کے بال مٹی میں جکڑے ادا۔

ٹھکے کھاتھ سیدھا کر دیا۔

"بب... بتاتا ہوں ۔۔۔ وہ ہانپتا ہوا بولا۔

"جلدی ۔۔۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔

"ڈو... ڈو آدمی۔

"اُن کے پاس زیو انور میں یا نجمر...۔

"نجمر۔

"اس کے ہاتھ پیر بادھ کر سیپیں ٹال دو۔" فریدی

نے پرواتر سے کہا۔

"میں نے بتا تو دیا۔ اب مجھے جانے دو۔" وہ آدمی

پانپتا ہوا بولا۔

"واپس گئے تو نذر ملک ہی کی طرح دفن کر دیا۔

جاذب ۔۔۔ اس معاملے میں زیارہ سے زیادہ پہنچا مہ کی سزا ہے۔

وہ اپنے نشک ہو گھول پر زبان پیچ کر دیا۔

پرواتر اسے وروازہ کھول کر اپنے آدمیوں کی

آوازیں دی تھیں اور وہ ذرا ہی سی دیر میں باندھ کر ڈال دیا گیا تھا۔

"کیا تعمیر ہے جناب۔" پرواتر نے فریدی کا ہاتھ

سے پوچھا۔

"میرے قتل کی حماقی۔"

"حدا کی پناہ۔"

پھر فریدی نے دہمہ سبھوں میں نور میں کھلا

بیڈ کو اڑ کوون کیا تھا۔ پندرہ منٹ کے اندر اندر کیا ہوا

سائیڈ اسکاؤٹ رہا۔ پیچ گیا تھا جو سات سلی افراد پر شتم لئا

اورجس کی تیار تھوڑا ہیں۔ پہلی بھروسی سائیڈ نے کی تھی

وہ دونوں فریدی کے کمرے سے بے آدمی کر دیا۔

گے۔ ان کے پاس سے نجمہ بھی برآمدہ تھے تو اور ہاں وہیں

مدد عنان..... میں تھوڑی بھی نہیں کر سکتا تھا۔

پہلی بھروسی سائیڈ نے ان میں سے ایک کو فاصلہ کیا۔

محمد عنان پکھنہ بولا۔ سر جوکے کھڑا رہا۔

"ایسے بھیں میرے پاس پیوڑ دیجئے۔" فریدی

ایس۔ پی سے کہا۔ اور دوسرے کو لے جائیے۔ یہ لوگ اس

غلظ فہمی میں مبنلا ہیں کہ خان اعظم حکومت سے بھی نکلے

لکھ پڑا اور ہاں... ایک آدمی پرواتر کے کمرے میں

بھی ہے۔" ایسے دو سلی آدمی فریدی کے کمرے سے
اہر پیوڑے تھے اور قیدی کو لے کر چلا گیا تھا۔

"تو تمہارا نام محمد عنان ہے۔" غائب تھوڑا کھمڑا۔

فریدی کے نام محمد عنان کو گھورتے ہوئے کہا۔ میں وہ

پکھنہ بولا۔

"بہر حال تم نے دیکھ لیا کہ خان اعظم اور قتل عنان کرنے

با اثریں ۔۔۔ فریدی نے کہا۔

"آپ نے مجھے بیان کیوں روکا ہے؟" محمد عنان نے

بہرائی پری اداز میں پوچھا۔

"مجھے تھیں ہے کہ تم میرے دونوں آدمیوں کے

ہاتھ میں بحث اڑائے تھے۔"

"میں کچھ نہیں بھیجا تھا۔"

"کیا تم ملک پر ذمیں ہوئے تھے؟" فریدی

ایس۔ پیسے زیادہ تھے۔ میرا خیال ہے کہ

مدد عنان نے جھر جھری سی لی اور بولا۔ اب وہ ہاتھے

تھے میں نہیں ہیں۔ جہاں رکھے گئے تھے وہاں سے فرار ہو

ہو گئے پوچھا جگہ گیرے گئے تھے لیکن ہمارے دونوں آدمیوں کو زخمی کر کے رہا۔

کوئی نکل گئے تھے۔"

"دونوں جگہوں کی نشانہ بھی کرو۔"

"میں نے بتا نا شروع کیا تھا کہ فریدی کی نشانہ اٹھا کر

یوں ہیوں نہیں ہیں۔ وہ امتحان تھا اور کب بورڈ سے ایک نقش

ٹھکان کر میز پر پھیلا دیا تھا۔"

"عمارت اور اس جگہ کا تعین نقشے پر کرو۔"

محمد عنان نے دو جگہ پہلے سے نشانات لٹکتے

تھے اور بولا تھا۔ اب میرا کیا ہو گا؟"

"میں تھیں اپنی نجح کی علامت کے طور پر اپس

بھی سچھ سکتا ہوں لیکن تمہارا اب جام بھی نذر ملک ہی کا ساہو گا۔

"اس میں کوئی شک نہیں۔"

"بس تو پھر فی الحال جیل پڑے جاؤ۔ میں دعده کرنا

ہوں کہ وعدہ معاف گواہ کی حیثیت سے تھیں رہائی،

ولادوں گا۔"

"شش... شکریہ یہ محمد عنان طویل سالیں بیک

بولا۔ ایک بات اور ہے علاقتے ہے نکای کے راستے کی

سمت ترین ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔ اس نے اپنے

آدمی رکیل کے آس پاس ہی بھٹک رہے ہوئے گئے۔
"میں دیکھوں گا۔" خان اعظم کے کہاں ملاقات

ہو سکتی ہے۔" اگر محل میں نہیں پہنچنے کے علاوہ اور کوئی

بھی ان کی نشانہ بھی نہ کے گا۔" محمد عنان نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ کسی فکار گاہ میں ہوئے گے۔

لیکن ساری فکار گاہ میں چنان طالی گئیں۔"

"بس تو پھر وہ بتانا ہی نہیں پہاڑتا۔"

"نجد دیکھا جائے گا۔"

"آپ کے آدمیوں کے ساتھ ایک ٹوٹتی بھی ہے۔"

اپنے گواہ ثابت ہو گئی۔ محمد عنان نے کہا۔

"درندگی کی انتہا ہے۔" فریدی نے بھیجا تھا۔

بولا تھا۔ غیر بوقت آگیا ہے کہ اس نقشہ کا سر پھیشہ، بیش

کے نئے کچل دیا جاتے ہے۔

کیا وہ آدمیوں کے ساتھ ایک ٹوٹتی بھی ہے۔"

"کیا وہ آدمیوں میں بھی ٹوٹتی بھی ہے۔"

”تم قہقہے ہر تو نہیں بولوں غا۔ چاہے جان ہی کیوں نہ
چل جائے ہے۔

”کچھ دیر خاموشی رہی پھر زینگانے حیدرے کہا۔ ”میں
آپ سے معاف چاہتی ہوں جناب۔ نادانستگی میں گستاخیاں
بھی کر جکی ہوں۔“

”ارے اسے! ہمیں... یہ کیا بھوگیا ہے نہیں ہے۔“
”آپ کی شخصیت سے واقع نہیں تھی۔“

”حیدرے نے تھا اور نظریوں سے قاسم کی طرف دیکھا جو
سرہ کائے شرارت امیر انداز میں مکار باتھا۔

”آن پر نازار فٹ ہو جئے۔ آخر چیز نے کیا فضور تھی۔ ہمارے دشمن تو جانتے ہی ہوں گے کہ آپ کون ہیں۔“

”ند بجانتے ہوئے تو اتنی تک و دو یکوں کرتے ہیں۔“
”پہنچہ نہیں نذرِ غل کو کس ہم پر داد کیا گا تھا کہ
اشائے راز کے ذریعے انہیں اس حد تک جانا پڑا۔ دردہ
رلوگ تو پولیں والوں سے میلوں دور رہتے ہیں ہے۔“

”میں بھی یہی سوچتا رہا ہوں۔“
”اجابت ہے پھر بونے تھی۔“

”فرمایتے۔ فرمایتے۔“ حیدرے نے طہریہ لیجے
میں کہا۔

”تم سے نہیں پوچھا تھا۔“ قاسم بھنا کر بولا۔
”حمد سے پوچھا تھا۔“ زینگانے میں کرسوال کیا۔

”جی غال۔“
”کہو کیا کہہ رہے تھے ہے۔“ قاسم نے کہہ کر راٹھی اٹھا لی تھی
بھول گیا۔“

”ارے...“ قاسم نے کہہ رہے تھے۔“

”کہاں پلے؟“ حیدرے کے لیے میں سیرت تھی۔
”میں بھی فایروں کا ہا۔“

”دامغ تو نہیں چل گیا۔ میخوڑے۔“

”اے واہ...“ قیامت ہارا حکم پلتا ہے مجھ پر۔“

”اس نے دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔“

”تم روکو۔ میری نہیں منے گا۔“ حیدرے آہستہ
سے زینگا کو خالہب کیا۔

”قاسم صاحب والیں آئیے۔“ زینگانے کہا۔ اور
قاسم کے قدم رُک گئے۔

”آپ قہقہے میں تو نہیں بجاوں غا۔“ وہ بڑی سوتھنی

”سے بولا اور پھر انہی کی طرف پلٹا آیا۔“

”بھے تو اب یہ کئی طرف کی آوازیں معلوم ہوں گی؟“
”جید نے کہا اور رامگھر دلانے کی طرف بڑھا۔

”آپ کہاں پلے؟“ زینگانے۔

”اپنے اندازے کی تعدادیک کروں گا۔“
”قرنے دو۔ قرنے دو۔“ قاسم سر بلکر بولا۔
”میں یقیناً تو تجھے بھی نہیں کر سکتا۔“

”آپ ہی نے تو سب کو کیا ہے یہ زینگا کے کہا۔
”میں آپ کو غصہ آتا اور نہیں رہا۔ نعیب ہوتی۔“

”نہیں۔“ اکیا تھا میں نے۔ آرام سے بندے کلمہ
ہوئے تھے۔ اب دھنکے خانے پھر بھے ہیں۔“

”کمال ہے۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں۔“
”فی الحال آگے بڑھنے کا شورہ نہیں دوں گا۔“

”ہاں میں کہہ رہا ہوں۔ پہلے میں تھا اور اب وہا۔“
”کس طرف کی گویاں ہیں چاٹ جائیں؟“ حیدر بولا۔
”تم بیٹھے رہو۔ ہم تو جائیں گے۔“ قاسم لے کہا۔

”تچھے نہیں۔ تچھے بھی نہیں۔ سب ٹھنگ ہے۔“

”مقداری خراب ہے۔“
”آپ کہنا کیا چاہتے ہیں یہ۔“

”قاسم کچھ نہ بولا۔ شام زد اس کی کچھ میں نہیں آتا۔“
”تم مت بولو۔ تم سے مات نہیں تراہ۔“

”یعنی... پچھے... چھاتی...“
”کہ جو کچھ کہنا پا ہتا ہے کس طرح کہے۔“

”انتے میں حیدر پلٹا آیا اور بولا۔“ میرا اندازہ فلک
نبیں تھا۔ فایروں کی آوازیں کئی اطراف سے آرہی ہیں۔
شام زد بھائی کے راستوں کی نماکہ بندی توڑنے کی کوشش کی
چاربی ہے۔“

”اے جاود۔...“ بس بیٹھے ہوئی تکھے بنایا قرد؟“
”لگ رہی ہے نا۔ حیدر بھائی کو یہ
نے ہاتھ پھا کر کہا۔“

”تم پھر بھوے۔“
”مجرور بولوں غا۔ میں بھی مٹے میں جان رکھتا ہو۔“

”بیٹھے بھوکوں مر نے کے لئے تیار ہو جاؤ۔...“
”کھونا زبان ہے۔“

”مر جاؤں غا۔...“ تم کا نہ صانہ دینا جائزے کو
”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ورنہ کا نہ صانہ بھی تھا۔“
”یہ ساتھ جائے گا۔“

”بھئ ان باتوں میں کیا پوچھئے۔“ میرخاں روپی بھئ
کی سوچھے یہ زینگانے کہا۔ حیدر بولا۔ میں کہہ کر تھی وہاں
خفاکہ عجیب طرح کی آواز سنائی دی۔

”282

”آپ لوگ مجھے کیوں الجھن میں ڈال رہے ہیں یہ زینگا
آہستہ سے بولی تھی۔“

”تو یہ الجھن کی بات نہیں ہے۔ بھلا چھاٹ کی قیامیں
جید بھائی سالا کبھی کبھی سنک جاتا ہے۔“

”نہیں بتانا یا جاہتے تو میں مجبور بھی نہیں کر دیں۔“
”میں بتاتا ہوں یہ حیدر جلدی سے بولا۔“ چھاٹ کے

نام پر اسے اپنی ایک خالد یاد آجائی ہیں جن سے یہ بہت
ڈرتا ہے۔“

”ویکھو۔... دیکھو۔...“ قاسم ہاتھ اٹھا کر بولا۔
سبھاں ورنہ پکھتا افسے۔ خالد ہوئی تھا۔“

”اچھا ہیں بھوگی۔ کسی عورت کی بات بے بے
آپ لوگ چھاٹ بیکم کہتے ہیں۔“

”بھوگ جائز۔ میرے بھنگے سے یہ قاسم کو پھر
غصہ آگیا۔“

”آورہ...“ حیدر اٹھا کر بولا۔“ یہ آوازیں تو
بہت قریب کی معلوم ہوتی ہیں۔ ہوشیار رہنا۔ مکھروں۔ بھے

رہانے کے تربیا جانے دے۔“
”باہر مت نکلے گا۔“ زینگانے بولی۔

”نکرنا کرو۔“
”نکر قرنے کے لئے تو یہ خود پیدا ہوئے ہیں۔“

”قاسم نے جعل کر کہا۔“
”خاموش رہو۔“ کیا مرنے ہی کا ارادہ ہے۔“ حیدر

کہتا ہوئے کی طرف بڑھ گیا۔ زینگانے اور قاسم نے بھی اپنی
اپنی رالفلیں سنبھالی تھیں۔

”ارے...“ دفعہ زینگا پونک کر بولی۔“ یہ تو کوئی
لادڑا پسکر کے ذریعے کچھ کہہ رہا ہے۔“

”پکورہ بھی تیزی سے رہانے کی طرف بڑھی تھی۔“
قاسم بھی اٹھا۔ حیدر کے قریب پہنچ کر وہ دونوں رک گئے تھے۔

”اوڑا۔“ آہستہ آہستہ قریب بوق جاہری بھئی تھی کہ،
سات بھی میں آنے لگی۔ کوئی لاڑا پسکر کے ذریعے کہہ رہا

تھا۔ کیپٹن حیدر پیز۔... پناہ گاہ سے باہر آجائی۔۔۔ گیرا
توڑ دیا گیا۔“

”یہ فریب بھی ہو سکتا ہے۔“ حیدر آہستہ سے بولا۔“
حقیقت بھی ہو سکتی ہے اس لئے ہیں مزید انتظار کرنا پڑے۔“

”سوال ہے کہ انہیں ہمارے نزار کا حال کیسے
283

معلوم ہو سکتا ہے۔ ”زیجا نے کہا۔

”ذرادیر صبر کرد۔ حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔“
”کیپن حبید پلیز... سرچ پارل ٹانگ۔“

آزاد پھر آپ کچھ بیجھے۔ زینما مفطر لئے اہاز میں بولی۔ اگر
دہیاں سے گزر گئے تو پھر بڑی دشواری ہو گی۔“

”اچھی بات ہے۔“ حبید بولا۔ میں چارہ اہون۔

لیکن تم دونوں باہر تھے نہ کہانا۔ ہاتھ گلنے کی صورت
میں شاہزادہ میں خود کو کمال میں لیکن اگر تم دونوں بھی ساتھ
ہوئے تو دشواری ہو گی۔“

وہ درستے ہے علی گی اور یہ دونوں حسب ہدایت
دہیں ٹھہرے رہے۔ زینما کی آنکھوں سے گھری تشوشی نہ کہ
ہتھ رہی تھی۔ دنھنڈا نام موجلا۔ اگر لیں ہی ہری متوا آپ
تیاقوں گی۔“

”سوال کا مطلب ہی نہیں بھی۔“

”اپنی ناچھے قیوں میں۔ کچھ بھروس کر رہے ہو۔“

”کاموشی ہی کاموشی میں۔۔۔ میری زندگی
بہباد ہوئی۔“

”اچھی بات ہے تو پھر کہتے رہتے۔ میں بھوول گی کہ
تاریخ کہہ لے۔“

”نہیں نہ بھوک رہا ہے۔ موت تھیں کرتی ہیں۔“

”نام جہاں رحم بیجھے۔“
بلکہ آپ تو جنم ہی میں جائیں۔۔۔ تھی قائم بھائی
سی ہی۔۔۔“ قاسم نے کہا اور پھر پھرے ٹیک ٹاک
اپنے گا۔

انتے میں حیدرنے والیں اگر اطلاع دیتھی کہ
وہ فربی نہیں تھا۔ حقیقت پولیس پارٹی ہی تھی۔

”کرنل صاحب بھی ساتھ میں۔“ اُس نے
قاہم سے کہا۔

”ایک نہ شد و شد۔“ قاسم کا جواب تھا۔ دہ کسی
تھکے ہوئے بیل کی طرح لگ کر اتا ہوا اٹھ گیا۔

نامر کے منہے ہاتھ نہیں بھلی رہی تھیں میکھیں

کیا الہیناں دلار دل گا آپ تو بھی فیصلہ نہیں کر کے
کہ سلطے کی کیا نو عیت ہے۔“

”فیصلے کسی کھوس بنیاد ہی پر کہتے جاتے ہیں۔ کیا
تم جلتے ہو کہ خان نے اعلان جنگ کی علامت تم
دو گونہ نکت جس نے پہنچا تھی تھی۔“

”نہیں۔ جس نے مجھے وجہ نہیں بنائی۔“

”بس تو پھر کوئی حقیقی رائے قائم نہیں کی جا سکتی تھم
پولیس کو شاہزادہ کی گلشنگی کی اطلاع دے چکے ہو۔ اب میں
دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں ہے۔“

”یقین کچھ کہ میری ذہنی حالت اس تابیل نہیں سے
کہ ڈھنگ سے کسی موجود پر گلتنکر سکوں۔“

”مجھے احساس ہے۔“
نامر کے پلے جانے کے بعد ہیڈ کوارٹر پسیخ سر ایک
بار محمدخان کو طلب کیا تھا۔

”بس نے مغلات کی تلاشی کا وارنٹ حاصل کر لیا ہے
کیوں کہ تسلیخان روپوش ہو گیا ہے۔“ اُس نے اے
اطلاع دی۔

”اگر وہ روپوش ہوئے میں تو انہوں نے مغلات کا
روم بھیند کیا ہو گا۔۔۔ محمدخان کچھ سوچتا ہوا بولا۔“ اس نے
خون خراپ سے کیا فائدہ۔“

”مغلات کے اس پاس سے ہوئے لوگ پولیس
کے باقاعدہ جنگ کریں گے اگر انہیں علم ہو گیا کہ پولیس
کس لئے آتی ہے۔“

”تنا بھتے کی کارروائی تو موکر رہے گی خواہ ہم میں
سے ایک بھی زندہ نہیں۔۔۔ برستوں کی ناکہ بدری تو ہوئے
کے لئے بھی بارہ عدد لاشیں گرفت پڑی تھیں۔“

”دونوں معاملات میں فرق ہے جناب۔“
”کیا فرق ہے؟“

”تناکہ بندی کرنے والے تسلیخان کے سپاہی تھے اور
اس کے احکامات کی تعیین کر رہے تھے لیکن محل کے اُس
پاس بھتے ہوئے لوگ غصہ اپنی عقیدت کی بتا رہے تھے
خان اعظم سے رکھتے ہیں آپ کے مقابل آجھی گئے۔“

”اُس، فرق تو ہے۔“ فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔
”لہذا ان کی سازدہ لوچی تباہی مخفی ہوئی چاہیے۔“

پھٹی ہوئی تھیں اور چڑھتے سے سرخ ہوا تھا
اطلاع دیتھے بیگر گرینز تک پہنچا تھا اور فریدی کے
لیے جیسے ظاہر کردار کا درجہ خانہ تھا وفاڑ خطرے میں
کے دروانے سے پس دستک دی تھی۔ غصہ اتفاق
تا۔ ہوئے۔

”نکر نہ کر د۔“ میں نے خان کے مغلات کی تلاشی
پہنچا بلاؤ تو اسے مایوس ہی ہوتی گیوں کہ فریدی کیسی
کام حاصل کر رہا ہے۔“

کے لئے تیار تھا۔ اس نے نا عمر کا حلبیہ دیکھا اور
ناصرتی اس کی طرف ایسی نظر دل سے دیکھا تھا
کا اندازہ لگانے کے بعد فرم بھی میں ول۔“ بیکھڑا
الجنوبی کی اطلاع ہلی ہو۔

خواس بیٹھ کر د۔ پھر اس کرنا۔“ اُس ایسا
”اتباہ ہو گئی۔“ دہ جھکے دار آداز میں کہتا ہوا
اُس اور تسلیخان کے خلاف اب بہرے پاس اتنا سواد
بیٹھ گیا۔

فریدی کی خاموش کھڑا اسے بخود دیکھتا
”اوڑاپ نے تلاشی کا وارنٹ حاصل کر رہا ہے۔“
اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔ ناہرے ایک ہی سال میں
”اُن بان۔“ تھیں اس پر حیرت کیوں ہے اس
خالی کردیا اور کرسی کی پیٹھاہ سے ملک کرائیں
میں فورسے کے مغلات کی تلاشی ہی کے لئے بجارتی
”فریدی کی خاموش کھڑا اسے بخود دیکھتا
سے بولا۔ کچھ سکن علوس کر رہے ہو۔“

”میں کہاں تھا مرا۔“ تھیں کوئے بیکھڑا
”نے انہیں یہ پادر کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔“
کے دریں اخلاقیات نے مجھے کہیں کا تارکما۔“

”میرا جبال سے کہہ دہان مراجعت ہو گی۔“
”دہ ایک بار پھر لیش میں آگر سیدھا۔“
”جید اور تاہم کے سلے میں بھی بارہ آدمی پولیس
بھیج کر کہنے لگا۔“

”انہوں نے ڈرائیور کو مار دیا۔“ شاہزادہ
اور ہوکر راکیل کے علاقے میں پھٹکتے پھر دھے تھے۔
اور وہ اب بھی بھی کہے جا رہی ہیں کہ روپوت
لکھ کے پا ہیوں نے بھاگی سکھ رہا تو انہوں کی ناکہ بندی
وقت خان سے بھگڑے کا حوالہ مت دینا۔“

”لئے تھی بندی اسی تاکہ بندی کو توڑتے کر دے پولیس
ٹبور کی بات بتا د۔“ فریدی دوسری کریں
استعمال کرنی پڑی۔“

”غدا کی پناہ۔“ اتنا کچھ ہو چکا ہے۔“ ناہرے کہا۔

”شاہزادہ ایک سو شل گیدرنگ انداز کے
کر بولا۔“ کیا میں بھی آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں۔“

”اصول امتناب نہ ہو گا۔“ فریدی میں نے سبادوں لیکن کیا
غائب ہے۔“

”یا گھاڑی اٹھ گئی تھی۔“
”نہیں، بھرا خالی ہے کہ گھاڑی رکوانی۔“

”ڈرائیور نے مراجعت کرنے کی کوشش کی ہو گی۔“
”لیکن شاہزادہ۔“

”یہ داتھ کہاں پیش آیا؟“
”ہوتا تھا ہے وہ مخفر زدہ ہو کر کسی طرف نکل گئی۔“

”مگر کے باے میں سن کر فریدی لے طرف
کچھ بھتے ہوئے لوگ میں نہیں آتا۔“

”سرٹک کا دہ جمعہ تو در در تک میں
تبنے مکر رہن۔“ میں تھیں رکھوں گا۔ غلام کو بھی میری
رہتا ہے۔“

”ناہرے۔“

"اگر تم قتلخان کی نشاندہی کر سکو تو پھر اس کی فروخت
ہی پیش نہ آئے گی۔"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ جب وہ کسی سے
ملنا نہیں چاہتے تو پُرانے محل کے گھنڈر کی طرف تک جاتے
ہیں اور کئی کمی دن تک ان کی واپسی نہیں ہوتی۔"

"یہ گھنڈر کہاں ہے؟"

"رہائشی محلات سے دس میل کے فاصلے پر اُس
عارضی ہوانی اڈے کے قریب جوان گزیزوں نے دو مری جنگ
عظیم کے دران میں تامین کیا تھا۔"

"اچھا... اچھا... میں بھی گیا۔ اس کا انک

ایک قابل استعمال ہے۔"

فریدی مخموری دیز نکل کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔
"خان اعظم سے ابھی نہیں ہو سکی۔"

"ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتا سکتا۔"

"تم بھی اتنی ہی گہری غفیدت رکھتے ہو ان سے۔"
"مجھے غلط نہ سمجھتے۔ علم ہی نہیں ہے بتاؤں گا کیا

یکن قتلخان فرورجانتا ہو گا۔ اس پر تو میں شرط بھی لگا
سکتا ہوں۔"

"کیا قتلخانی شادی کرنا چاہتا تھا؟"
اس سوال پر محمدخان کا منہجیت سے کھل گیا اور
اس نے سہما لائے کر پوچھا۔ "اس سوال کی نواعتی سیری
بمحض میں نہیں آئی۔"

"اچھا تو اس کی بجائے دوسرا سوال ہے۔ نذر ملک کو
اس نے کس بھم پر سمجھا تھا۔"

"نحو اس کا بھی علم نہیں ہے؟"
"لیکن تم نے اس کی سوت کے بارے میں مجھے
غلط بیانی فرور کی تھی۔"

"ہاں، مجھے سے یہ قصور فرور میزدھا تھا لیکن دوسرے
کی طرح میں بھی مجبور تھا۔ مجھے سے جو کچھ کہا گیا تھا دی ہی میں
نے آپ کے سامنے دہرا دیا تھا لیکن اب جب کہ آپ کے
دونوں آدمی بازیاب ہو گئے میں نیسی کہنا پڑے گا کہ وہ
کسی گولے سے زخمی ہوا تھا۔"

"لیکن وہ زخم موت کا سبب نہیں بنتا تھا۔"
زہزادیا تھا۔ لاش کو قبر سے بخلوا کر اس کا پورٹ مارٹ
کیا گیا ہے۔"

کون خط نکو کہہا ہے بارے میں مطلع کیا تھا دس سال پہلے اتنی
بحدکی کا سایاب نہ ہو سکے ہے۔
"وہ بھی مل گیا ہے۔ قتل کے آریوں نے اُسے مار
ڈالنے کی کوشش کی تھی یکوں کہ وہ اس کے اس بیان کی تائید
ذکر سکتا کہ نذر مل جو ماہ سے یہاں تھا۔"
"وہ تا یہ کیوں نہ کرتا؟"

"اس نے کہ نذر مل اس کا بجا تھا تھا۔ گلکو کے آدمی
اس کی تلاش میں نہ ہے اگر ان کے ہاتھ لگتا تو اُسے بھی لھکانے
لگاتی ہے۔"

پچھے دیر خاموش رہیں پھر جید نے پوچھا۔ قتل کو آپ
کہاں تلاش کریں گے جب کہ الجھنیک خان اعظم ہی نک
رسانی نہیں ہو سکی۔"

خان اعظم یہ فریدی طویل سانس سے کر رہا گیا۔
ٹیکیک اسی وقت کسی نے دروانے پر منتگ
دی تھی۔ جید نے اپنی آواز میں اندر آنے کی اجازت دی۔
درعاواز کھول کر اندر آنے والات قائم تھا۔ لیکن
فریدی کو دیکھ کر وہ بڑی طرح بوکھلا گیا۔

"آد— آد۔" فریدی نے فرم لیجے میں کہا۔
"میا حال ہے؟"

"اللہ تعالیٰ کرہے یہ وہ سمسی صورت بنانکر بولا اور
اس طرح بیٹھ گیا ہیجے فردا ہی کراہنا شروع کر دے گا۔
جید خوس کر رہا تھا کہ وہ کچھ کہنے آتا تھا۔ لیکن
فریدی کو دیکھ کر خاموش رہ گیا اور اس فیروز قلع ملاتات
نے اُسے گھشن میں بنتلا کر دیا ہے اور اس گھشن ہی کے نتیجے
یہ اس کے پھرے پر درد نزد کی سی کیفیت مار کی ہو گئی ہے
"قائم!" فتحاً اس نے بڑے پیارے کے کہا۔ "دل
کو بہا کر دیا۔ وہ سکتا ہے کرنل صاحب تھا رہی کچھ مدد کر سکیں۔"

"تیامطلب یہ
کہہ دیا جو کچھ کہنا ہے؟"
"ذہ میاں نہیں رہنا چاہتی۔"

جید نے طویل سانس لی اور پھت کی طرف دیکھنے لگا۔
کون یہاں نہیں رہنا چاہتی؟" فریدی کا نہ لہچا۔
"نئے۔ خا۔" قائم نے بدقت کہا۔

"تو تم اس سلے میں کیا کر سکتے ہے؟
آپ بتائیے میں تیاتر دیں۔"

ہوئے نہتے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ایس۔ پہنچنے اٹھ کر جگہ کی نشاندہی کی تھی۔

فریدی کدنے ایکیلے نہتے پر کسی قسم کی پیائش
شروع کر دی اور پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "میرا خیال ہے۔ کہ
زمادہ جنگ کا عارضی ایسا پورٹ بھی نہیں ہے۔"

"بھی ہاں، اسی نواحی میں ہے۔"

"شام کا یہ فورس والے اُسے اب بھی استعمال
کر رہے ہیں۔"

"صرف بار بار طیاریوں کے لئے؟" ایس۔ پہنچ

نے کہا۔ ہم نے خان زادی کو اس نواحی میں تلاش کرنے
کی کوشش کی تھی۔ سیا خیال ہے اس دلتے کا آپ کے معاملات
سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"بننا ہر تو ایسا نہیں معلوم ہوتا۔" فریدی کا نے پر ٹھکر
لیکن عصہ رو۔ "وہ باقاعدہ اٹھا کر کچھ سوچنے کا ہے مدد خان
آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔" تھا ری گرفتاری کے بعد

فی الحال اس نے خان کے محلات کی تلاشی لینے
کا ارادہ ملتے کر دیا تھا۔ محمدخان سے ملی جوئی اطلات،
تابل غور معلوم ہوتی تھی۔

ہید کو اڑ کرے اس سیستان میں پہنچا جہاں حید،
نامہ ورزی نیما کر دیا تھا۔ زینما با ضابطہ طور پر اپنایا
لے چکی تھی۔

فریدی، تید کے کرے میں داخل ہوا۔ وہ آلام
کو علم نہیں۔ دوسرے سبی سمجھتے ہیں کہ وہ کسی کا

کریں پھر میں نے کمی بار چپ کر دیکھا ہے۔" "ہوں... زیادہ تریسی کہا گیا ہے کہ وہ کی
میں ہو گا۔" فریدی نے کہا۔ پھر محمدخان کو دوبارہ

کی طرف روان کر کے وہ ایس۔ پہنچا سایہ کے
داخل ہوا تھا۔

"اعظمت محل والوں کا کیا قصہ ہے؟" اس
ال ان لوگوں کا سراغ ملایا نہیں؟"

"نہیں، لیکن شام کر جلد ہم تسلیہ اتھا
خان اعظم کا پتہ بھی دیجی بتائے گا۔"

"آخر اس بیچارے نذر مل کو زہر کیوں دیا گی؟"
لی ہے اور گھاڑی چند رینا بے ڈھانی میں اور

کنک ہے وہ تھا۔ نہ انہی لوگوں سے پڑھ کر آیا جو۔ جن کے لئے
کنارے ملی تھی۔ لاش گھاڑی کے قریب ہی پڑھا۔
کچھ ایسا تادہ نہ اس کی طویل طلالت کی کہا تھا کہ مول سناتے ہیں۔

"ذرا فتنے پر بتائیے گا۔" فریدی نے دیوار

"کب؟" "وہ متحرکہ انداز میں اٹھا کر بھا۔

پرسوں رات کی بات ہے اور یہ کام اتنی نازدیک
ہے ہو اسکا کہ تمہارے علاقے کے کسی نہ کو بھی اس
علم نہیں ہو سکا۔ تم نے مل بھی نواعتی کے ہمکاری

دی تھی تا۔"

وہ کچھ نہ بولا۔ فریدی کی بھی خاموشی سے اُسے
رہا۔ مخموری دیر بعد محمدخان نے کہا۔ "بہر حال قتلخان
وچھ سے خان اعظم کا وقار بھی خاک میں مل گیا۔
اس کا انفس رہے گا۔"

"ظالموں کا بجایا ہی ہوتا آیا ہے کوئی نہیں
فریدی نے سر کو جب تھی دیتے ہوئے کہا۔ اپنی بات
پرانے محل کے گھنڈر بھی دیکھتے ہیں ہیں۔ اگر وہاں
توہہ اسی محلات کی تلاشی فروری ہو جائے گی۔ اور
لیکن عصہ رو۔" وہ باقاعدہ اٹھا کر کچھ سوچنے کا ہے مدد خان

آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ تھا ری گرفتاری کے بعد
قتلخان روپوش ہوا ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ ناما
حالت میں کہ مھر کارخ کرتے تھے۔ تو پھر کیا اس
رہیں گیا ہو گا۔"

"قتلخان کو علم نہیں ہے کہ میں جانتا ہوں،
بھی ایک بار اتفاقاً داقت ہو گیا تھا لیکن میں لے
اس کا ذکر کمی نہیں کیا اور صرف میں ہی جانتا ہوں
کو علم نہیں۔ دوسرے سبی سمجھتے ہیں کہ وہ کسی کا

جو گا۔... پھر میں نے کمی بار چپ کر دیکھا ہے۔" "ہوں... زیادہ تریسی کہا گیا ہے کہ وہ کی
میں ہو گا۔" فریدی نے کہا۔ پھر محمدخان کو دوبارہ

کی طرف روان کر کے وہ ایس۔ پہنچا سایہ کے
دراخیں ہوں۔"

"اعظمت محل والوں کا کیا قصہ ہے؟" اس
ال ان لوگوں کا سراغ ملایا نہیں؟"

"ایس۔ پہنچنے سے سوال کیا۔"

"خان زادی شاہزادہ اپنی گھاڑی میں چند رینا
روانہ ہوئی تھیں۔" وہاں نہیں ایک اندر طبلہ
انتباخ کرنا تھا لیکن وہاں نہیں پہنچیں۔ "ڈنائیوں کے
کی گولے سے زخمی ہوا تھا۔"

"لیکن وہ زخم موت کا سبب نہیں بنتا تھا۔"
زہزادیا تھا۔ لاش کو قبر سے بخلوا کر اس کا پورٹ مارٹ
کیا گیا ہے۔"

"کیا وہ تمہاری گفتہ داری ہے؟"
"بوجائے غمی یہ۔"
"کس طرح؟"

"آپ بتلیے... قس طرح؟
جید کو سنبھالی اگر اور فاصلے میں گھونٹہ دکھا کر بولا۔

"تم جزو رکھ لے اور فروختے ہو۔
کھل کر بات کرو۔ تم کیا چاہتے ہو؟ فرید کرنے
اس سے پوچھا۔

"امے ٹاپ قرنا آتا ہے۔ اپنی سیکریٹری بنائیں گا
کیا وہ اس پرستیار ہے؟"
"بی خان۔"

"اور اس کا کیا ہوگا؟" حید نے پوچھا۔
"کس کافیا ہوگا؟"

"وہ جو تم اس سے جھوٹ بولتے رہے ہو۔"
"ارے وہ۔ اس تی توڑی بات نہیں۔ جب

وہ قاسم بھائی کہنے لگی تو میں نے خود بی بتایا۔"
فرید کی نے حیرت سے جید کی طرف دیکھا جو پیٹ
دباۓ بے آفاز ہنس رہا تھا۔

"اللہ نے چاہا تو پہیٹ میں درد ہو گا تھا ہمارے
قاسم بھائی کراہتا ہوا بولا۔" تم خود بیوہ ہوتے تو پتہ چلتا ہے
"ارے... ارے بیٹھو۔" حید ہاتھ پلا کر بولا۔

لیکن قاسم کی غصب تاک سانہ کے سے انہاں میں نوں نوں
کرتا تھا چلدا گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟" فریدی حید کو گھورتا ہوا بولا۔
"وہی جو عورماً اپنے تبلیک کی کسی عورت کو دیکھ کر
ہوتی ہے۔ اسے باور کرتا رہا تھا کہ ابھی تک غیر شاد کی شدہ
بیتکنے لیکن پھر اس نے اسے قاسم بھائی گھنٹہ شروع کر دیا۔"
"عاصم صاحب نے اس کی مٹی پلید کر دی۔" فریدی
براسامنہ بنا کر بولا۔

"بہر حال وہ اے ساتھے جانا پا ہتا ہے۔"

"وہ دونوں آزاد ہیں اپنے معاملات میں۔"

"لیکن اب وہ اس کی مٹی پلید کر لے گا۔ اس کی

بیوی طوفان اٹھا رے گی۔"

"ختم گروہ۔" فریدی را تھاکر بولا۔ "میں اس

بھگر یہ کرنا ہتا ہوں جہاں قلو کے ملے کا مکان ہے۔"

"میں بالکل فٹ ہوں۔" حید نے کہا اور نام کے
گمراہ کی بات جیڑھو دی۔

"میں ان لوگوں سے مل چکا ہوں۔ کھل کر اکٹھا
کرتے۔" فریدی نے کہا۔

"آپ لپس کا کوئی جھکڑا۔"

"ہر سکتاب ہے۔"

"لیکن۔ وہ لڑکی شاہدِ حیرت انگریز ہے۔"
فریدی کچھ نہ بولا۔ کسی گھر سی سوچ میں ڈوب گیا۔
اس کے گھر والوں کا خیال ہے کہ وہ کسی ذہنی مرض
میں مبتلا ہے۔ حید نے تھوڑی دیر بیجد کہا۔ فریدی کے
سر کو خفیف سی جنبش دی تھی۔ کچھ بولا نہیں تھا۔

"آپ کہاں رسید کریں گے؟"

"ایک کھنڈ رہے۔ خان کے اجڑا جن محلات میں

رہتے تھے۔ ان کے کھنڈ۔"

"رہاں کیا ہے؟"

"دیکھیں گے۔ اطلاع ملی ہے کہ قلعہ اونٹاٹ
اونکھلہ روں میں غائب ہو جاتا ہے۔"

"تب تو اس نے ادھر کارٹن بھی کیا ہے؟"

"عام ملور پر لوگوں کو اس پناہ گاہ کا عالمیں
مرف ایک آدمی بھانتا ہے اور اسے یقین ہے کہ خلوکوں

علم نہیں ہے کہ وہ جانتا ہے۔"

"تب تو ہو سکتا ہے کہ بات بنا ہی جاتے۔ بہر حال اس

پیاس پڑا رہا پندرہ نہیں کروں گا۔"

"اگر تم خود کو اتنا تو انا محسوس کر رہے ہو تو

کوئی اغراض نہ ہو گا۔"

"آپ مطمئن رہیے۔ سر کی چورٹ بھی اتنی تڑٹاں

نہیں ہے۔" حید نے کہا۔

پھر اس کے ساتھ بیاں تبدیل کیا تھا اور فریدی

کے ساتھ جانے کے تیار ہو گیا تھا۔

فریدی کی پارٹی سب سے پہلے اس جگہ پہنچ ہے۔

شاہد کی گاڑی اور لڑکیوں کی لاش پائی گئی تھی۔

"لیکن یہاں تو وہ کھنڈ کہیں نظر نہیں آتے۔"

فوراً ہی بولا تھا۔

"کھنڈ روسری طرف ہیں۔" فریدی بائیں جاہل

وائے پٹاٹوں کے سلے کی طرف ہاتھا کر لے۔

298

"پھر اپ بیان کیا دیکھ سے ہے؟"
"آج ہی اسی جگہ ایک داتھ اور بھی ہو لے۔" فریدی
نے کہا اور اسے شاہد کے گاڑی سے غائب ہو جانے والا
داتھ نہیں تھا۔

"آپ نے بیتال میں اس کا ذکر نہیں کیا تھا؟
وقت فاتح نہیں کرنا چاہتا تھا۔" فریدی نے
کہا اور سڑک پر لگائے ہوئے چاک کے نشانات کا بغور جائز
یتارہا۔ انہاڑہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ زاریوں کی موت
کے بعد کیا ہوا ہو گا۔

کیا اس داتھ کا فعل بھی تسلیخاں ہی سے ہو سکتا
ہے۔" حید نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے اگر ندرگل تھا رے ہی ہاتھوں سے
زنی نہ ہاتھا۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ندرگل ان لوگوں کو نو فرزو
کرنے ہی کی محض پہ بھیجا گیا تھا۔"

"قریب قیاس ہے؟"

حید کچھ کہنے ہی را لاتھا کہ ایک میکی قریب ہی آنکہ
اور فاصلہ اس پر سے اتنا ہوا ملا۔" میں بھی تعاقب قرکنا
ہوں ہیں ہی، کیا ہی۔"

فرید کا حید کو تھر آؤ دنے کو دیکھا۔

برہم گیا۔

"اک تو قیا ہو گیا۔" قاسم آہستہ سے بولا۔

"تم کیوں چلے آئے؟" حید نے کہا۔

قاہا۔... میں رکھتے کھاؤ اور تم بھی قرویہ
ہیں مزہ کر رہا ہوں؟" حید نے آنکھیں بکال کر لے۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ وہ میرے ساتھ ہو رہا جائے گی۔"

تم دونوں ہی میری طرف سے جنمیں ہیں جاہاڑتے۔

تھیں بھی ساتھے جاؤں خاور نہ ہاں بھی تیسے پہلے ہا۔

قاسم کیوں شامت آئی ہے۔ راپس جاؤ۔ ہما۔

ساتھ سے تو اس فرور تھا۔ پھر ہو جائے گا۔"

تھیں آئے تھوں ہو؟"

پوریں کو تسلیخاں کی تلاش سے۔ وہ روپوش

ہو گیا۔

میں بھی اس کی شکل دیکھا ہتا ہوں۔ ساے نے

بہت پریشان کیا ہے۔ زینجا کہہ بھی سکتی ہے۔

ساتھ نہیں پہشا تھا۔ اسی پلے والی جیبہ میں تھا۔

پھر روپ پھٹک کے بعد سڑک پر ہوا۔ اس کا ٹالا ہا۔

"بس۔" حید اس تو اٹھا کر بولا۔" بیان زینجا نہیں چلے گی۔"
"فرور چلے گی۔ ساے تمہے اس سے تھا ہو گا۔
تام بھائی تھو۔"
"تمہے شایر کسی غور نہیں کیا۔ نہیں کی شکل ہی
بھائیوں جیسی ہے۔"

"ٹھینگا جیسی ہے۔" قاسم بھنا کر بولا۔

"بیہ بھی ہو سکتا ہے۔"

بہت جیادہ جیسا۔... ورنہ اللہ کی مار
پڑے گی تم پر۔"

"شاہد اسی کے ساتھ تم بھی یہو گئے ہو۔"
اس کے ساتھ تو میں گھنی بھی ہو سکتا ہوں۔"

"یہ گھنی ہونا کیا چیز ہوئی؟"

"اس کے ساتھ جل کر مر بھی سکتا ہوں۔"

"اچا۔... اچا۔... ستی کی جماعت بنائی ہے۔ ابے
مرے کے ساتھ جل منے کو سنی ہو ناکہتے ہیں۔"

"گھنی ہونا ناکہتے ہیں۔ تم ساے جھوٹ بولتے ہو۔"
تم سے بھائیا ہوا بولے۔

"انتے میں فریدی نے جیپ میں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا
تھا۔ تھا۔... اس کے ساتھیوں کے روائی میں ملہری تھی۔

"یہی تعائب کر دیا گا۔ پورے دن کی ملکی کی ہے۔
تامہنے کہا۔

"تامے جاؤ تو شکوہ نہ کرنا۔"

"ابے تیا میں ٹرستا ہوں۔ تم لوگ جزو را کی تلاش
میں نکلے ہو جس نے زینجا کو دکھ کر پہنچا یا تھا۔"

"اچا تو پھر۔"

"میں اس کی ٹھیکانے توڑ دیوں گا۔ زینجا سے دھمہ
تر جھکا ہوں۔"

میں تھیں اس کی ٹھیکانے بھجوادوں گا۔ تامہنے دیکھ کر
کہلتے پھر دے۔"

"تم۔" تم ٹھیکانے بھجوادوں گا۔ زینجا سے دھمہ
کیا بہت اپنی لگ کہھتے۔" حید نے جیپ میں

بیٹھے پڑھا۔

تامہنے تھا۔" اسی پلے والی جیبہ میں تھا۔

پولیس کی گاڑیوں کے پیچے چلتی رہی۔ فریدی کی اس پارٹی کے

ساتھ نہیں پہشا تھا۔ اسی پلے والی جیبہ میں تھا۔

پھر روپ پھٹک کے بعد سڑک پر ہوا۔ اس کا ٹالا ہا۔

بائیں جانب اتر جلی گئی تھیں اور قاسم کی نیکی کا راجو بولا تھا۔
صاحب! ہم تو ادھر نہیں جائے گا۔

کیوں؟ ادھر تیا ہے؟

ہمارا گاڑی جیپ نہیں ہے۔

اس سے تیا ہوتا ہے!

ارے جناب۔ کارا دھر نہیں جل سکتا۔ ایکل
ٹٹے گا۔ ادھر آپ بیٹھا ہے اُدھر پچھے کنکر، پھر کھدا مددہ۔
پھر آتے تھوڑے تھے؟

ٹرک سڑک جانے کو آیا تھا۔ آسمان پر جو طعنے کو
نہیں آیا۔ یا تو آپ ادھر ہی اتر جائے نہیں تو ٹرک سڑک پھلے
میں تعاقب کر رہوں ہیں۔

کس کا؟

پولیس و انوں کا۔

آن سے کیا تصور ہوا ہے صاحب؟

سب تو نہیں بتائی جاتیں ایسی باتیں ش

آجھا تو بس اب آپ اتر جائیے۔

پورے رہن کی باتیں ہوئی تھیں۔

پوری رات بھی مفت... لیکن آپ سڑک

سڑک پھلے۔

ارے تو میں یہاں دیرانے میں اتر جریا قردنغا۔

پیدل تعاقب۔

میرا باب پھیلیں ترستا۔ وہ سالے جیپوں پر

اور میں پیدل۔

کام کرنے کے لئے دل چاہیئے صاحب... اور

یہ پولیس کا لوگ تو پیدل ہوا فی چہار کا تعاقب کرتا ہے۔

اگر ایسی بات ہے تو۔ دیکھا جائے گا۔

تھیں کتنا دوں۔

جتنا طے ہرا تھا اس کا آدھا۔

یہ لو۔ قاسم نے چند نوٹ پر منہجیں اور اس کے
باتھ پر سکھتا ہوا بولا۔ دینا تو نہیں چاہیئے تھا کیوں کہ تمہانے
دھنے پر قائم نہیں رہے۔

وہ میکس سے اترنا تھا اور پیدل ہی اس طرف پل
ٹھلا تھا، جلد سر پلیس کی گاڑیاں گئی تھیں۔

انھوں نے پہلے گھاٹیوں ہی پر بیٹھے میٹھے کھلے کے
کے گرد چکر لائے تھے اور پھر ایک جگہ گاڑیاں روک کر سب کے
سبی پچھے اترائے تھے۔

کھنڈر دل کا سلسلہ درستک پھیلا ہوا تھا۔ عالمی
پوری طرح لمبے کے ڈھیر میں تبدیل نہیں ہوئی تھیں جگہ جگہ
ایسے کمرے بھی دکھائی دے رہے تھے جن کا کچھ بھی نہیں بیٹھا تھا
البتہ ساری دیواریں کافی تھیں اور جھکی ہوئی تھیں۔

"کیا وہ اپنی کروں میسا سے کسی میں ہو گا؟" ایس
پی ہوئی سایہ نے فرید کے سوال کیا۔

"دیکھے لیتے ہیں۔ اب تو مجھے یقین سا ہو چلا ہے کہ
یہ کھنڈر بہترین پناہ گاہ ثابت ہو سکتے ہیں؟"

ایس۔ پی نے ملخ پا ہیوں کو ہدایت دی کہ تلامی
کے دست وہ اس حصے کو گیرے بیس لئے رہیں۔ جن کی
تلائشی کی جلتے۔

وہ رونوں ایک طرف چل پڑے تھے اور جب
نے بھی ان تک پہنچنے میں دیس نہیں لگائی تھی۔

"ان کو تو آرام ہی کرنے دیا ہوتا۔" ایس پی تھیں
کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میں اب ٹھیک ہوں۔ سر کا ذخم بھی معمولی ہے۔
میرے کاموں میں حارث نہیں ہو سکتا۔"

"کیا اے والپس کر دیا۔" فرید کا نے حیدر سے پہچا۔
"خدا جانے کیا ہوا۔ میں تو اس نے تعاقب ہوا کی
رکھنے کی دھکی دی تھی۔"

فرید کی کچھ بولا۔ برا سامنہ بنائے آگے بڑھتا رہا۔
کئی دن لگ جائیں گے۔ جید نے چار دل طرف
نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔ آخر طریقہ کار کیا ہو گا۔ یہ کھنڈر

تو بیت دیسیں۔ ایک کمپنی بھی ناکافی ہو گی؟
کچھ نہ کچھ تو ہو گا ہی۔ فرید کی نے کہا۔

تلائش جاری رہی تھی کہ سورج مغرب میں مہنگے لگا دار
ہوا میں خلکی بڑھ گئی۔

میرا خیال ہے کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔" ایس۔ پی
نے تھکے ہارے امدادیں کیا۔

فرید کی جواب میں کہنے ہی والاتھا کہ اہمک کسی کی
ٹھلا تھا، جلد سر پلیس کی گاڑیاں گئی تھیں۔

"آخر آپ کو لپکن کیوں ہے کہ وہ بھیں ہو گا؟"
فرید کی کچھ نہ بولا۔ ٹو۔ ایس۔ پہنچنے دا پس کا شورہ
تودیا تھا کین فرید کی سے کوئی جواب پائے بغیر ہاں سے
ہل بھی نہیں سکتا تھا۔
جید مرد ہے... بل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ شام
زندگی میں پہلی بار اتنی بڑی بیٹی اس کی نظر سے گزری تھی۔ یہ
بیک وہ چونکا تھا اور فرید کے مردہ بل کی طرف بڑھا تھا۔
اس کے قریب پہنچ کر وہ جھکا اور کچھ دیکھنا رہا پھر فرید سے کٹرے
ہو کر ایس۔ پی کی طرف دیکھا اندھا ایسا ہی تھا کہ ایس۔ پی
کو اس کے پاس آتا ہی پہنچا تھا۔
"یہ دیکھا آپ نے؟" جید نے بیٹی کی گردک کی طرف
شارہ کر کے کہا۔
"یہ نہیں کہا۔"

جید نے جھک کر بل کی گردک مٹھی تھی اور دہ آہنی
حلقہ پر کی طرح خلاہ ہو گیا تھا جسے بالوں پھاڑ کر تھا۔
اس کا یہ مطلب ہوا کہ یہ بھکلی بیٹی نہیں ہے۔ یہ
حلقہ کی آدمی کی نے اس کی گردک میں ٹالا ہو گا۔" جید نے کہا
"واثقی یہ تو سوچنے کی بات ہے۔"
"پہلا یہاں کوئی نہ کوئی فرور موجود ہے؟
"ایسا حکم نہ ٹکا دے۔" عقب سے فرید کی کی آدماں تھیں
اور وہ دو نوں اس کی جواب مٹھے۔

"گردک کا حلقوں یہاں کسی آدمی کی میں ہو دی پر دلائی
نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے دو سال پہلے اس کی گردک میں ٹالا
لیا ہوا تھا یہ کسی دوسری بچہ سے فرار ہوا۔ یہاں پل آئی ہو۔
اور دن رات کے فالوں نے اسے آدم: زندگ بنا دیا ہو۔
وہ غاموش ہو کر سکار کا ٹوٹہ توٹہ گا۔

"یہ بات بھی ہو سکتی ہے۔" ایس نے سر بلکر ہوا۔
سوال تو یہ ہے کہ یہاں آپ پیارنا چاہتے ہیں؟

جید بھنا کر بولا۔
"فی الحال اس کرے کو دیکھنا چاہیئے ہاں سے۔"
ملے برآمد ہوئی تھی۔

ایس۔ پی کے چہرے پر ایک ساہہ سا آکر گردگی۔
اب شام کو زیادیر کے بھی نہیں رکنا چاہتا تھا۔

اور پھر فرید کا نے اس کی مصلح آسائی کر دی۔ اس
نے کہا۔ "میرا بھی یہی نیاں ہے... والپس.... لیکھو ہم

دوسری طرف سپاہی بے حس و حرکت پڑتا تھا۔
جانور نے اس کا فرغہ ادھیر دیا تھا۔ اس کی گردک سے
نوں کا فوارہ ڈپھوٹ رہا تھا۔
چار سپاہی اسے اٹھا کر جیپ کی طرف درڑتے۔
ابی اس میں جان باتی تھی۔
فرید کی اپنے شکار کو انھیں پھاڑ کر دیکھ جانہ
تھا۔ یہ ایک غیر معمولی طور پر میں بلی تھی۔ عام ہیوں کی جانت
کی تین ٹھیک فردری بھی بھکی۔

"آخوند ٹھیک ہے بیا بللا۔" ایس پی بانپتا ہوا بولا۔
مشکل تو بیٹی کی سی ہے۔ خدا کرے دہ بیچار کی پی
ہائے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ کس طرف سے آئی تھی؟
فرید کی نے چار دل طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"آس کرے کی چھت پرے جناب۔" ایک سپاہی

نے ایک جہان باتھ اٹھا کر ہبا تھا اور پھر خوفزدہ نظر دل سے
مردہ بلی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"میرے خیال سے اب والپس پھٹانا چاہیئے۔" ایس پی
نے کما۔ سوری دیر میں اندر جیپ میل جائے گا۔

فرید کی کچھ نہ کچھ تو ہو گا ہی۔ فرید کی نے کہا۔
جا رہا تھا جس کی جواب سپاہی نے اشارہ کیا تھا۔

"آپ نے ایس۔ پی کی بات سُنی یا نہیں؟" جید اس
سے قصیدہ ہو کر آہتے سے بولا۔

"تم بھی والپس جانے چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں کوئی سکام
ار جو رانیں چھوڑا کرتا ہے۔"

کے ذریعے کہیں اور سے آئی تھی اور سیدھی زینب کی طرف چلی گئی تھی۔ دونوں دہانے میں اتر گئے۔ یہاں گھٹن کا اس شدید ہو گیا تھا اور کچھابی گردی شوس ہو رہی تھی۔ جیسے سرنگ کا اختتام جنم ہی کے دہانے پر ہوا ہو۔ قریباً درڑھانی سو گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک سالخورہ دروازہ ان کی راہ میں حائل ہو گیا تھا۔ اسے کھول لینے میں بھی کوئی دشواری پیش نہیں آئی کیونکہ وہ دوسری طرف سے بولٹ نہیں کیا گیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی مدھم کی رد شنی نظر آئی تھی۔ اور زنجروں کی چینکاریں سنائی دی تھیں۔ دونوں نے اٹھن گنوں کے دستے مخفوبی سے پکڑ لئے اور پھر دروازے سے گزرتے ہی ان کی آنکھوں کے ساتھ ایک بیجی منتظر تھا۔

قلوخان رنجروں سے جکڑا نظر آیا۔ لاٹین کی دعویٰ سی روشنی میں اس کے چہرے کی خوفزدگی پکھا ایسی لگ رہی تھی جیسے اس نے موت کو بہت قریب سے دیکھا ہو۔ "خدکے لئے بھج پجاو۔" وہ انہیں دیکھتے ہی دھیانہ المداز میں بولا۔ پنڈ نہیں وہ دیواں کیا کرنا پاچا ہتا ہے؟ فریدی اور تھید خاموش سب سے اور قلوخان کہتا رہا۔ شام تک میرے نے فرشتہ سرحت میں کرائے ہو کرnel یہ "تم احمدی کس دیوانے کی بات کر رہے تھے؟" فریدی نے سرد ٹھیک میں کہا۔

"خان عطا۔" میں نہیں بھج سکتا کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے اور دیکھو ہو سکتا ہے کہ تم غمے سور نازام ٹھہرا دیکھا میں اس کے احکامات کا پابند تھا۔ جب تک تھیرہ غزن خان آئے تھے تو وہ میری ہی خوبی میں موجود تھا۔ لیکن بھجے ہم نہیں تھا کہ کسی کو دیاں اس کی موجودگی کی خبر ہنرنے دوں۔ لہذا مجھے شکار گابوں کا حوالہ دنیا پڑا؟" وہ تم تو سمجھی کہ جانتے ہو گے نذر گل جس مہم پر گیا تھا اس سے بھی واقف ہو گئے ہو گئے لیکن میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ پھر نذر گل کو اسی کے حکم سے زبردیا گیا۔ کیپن مجد اور دوسرا ادمی اسی کے حکم سے قیدی بنائے گئے۔ جو کچھ ان سے بچو چھا جا رہا تھا وہ بھی اسی کے حکم سے مقاچب فرار ہو گئے تو اس نے راستوں کی ناکہ بندی کرائی۔ اور جب میں نے ناکہ بندی ٹوٹنے کی جگہ پہنچا تو بچہ سمجھتے دہانے سے فرار ہو کر یہاں پہنچا۔ اس کے بعد مجھے تبس

ہوتے سوال کیا۔

حید نے سر کو مثبت جہش دی تھی۔

کچھ دوڑ جانے کے بعد فریدی کی ہمایت پر پائیٹ نے ہیلی کو پڑ کو پھر اسی جانب پلاٹا۔

اس بار زادیہ دوسرا تھا اور وہ چھت کے گھٹے اسے حصہ کا جائزہ بخوبیے ملتے تھے۔

"لیٹے" فریدی طویل سانس لے کر بولا۔ حید نے سر پلاک نا یہیکا اور پھر تیسرے چھٹے میں ہیلی کو پڑا اسی

مارت کی چھت پر محلن ہو گیا تھا۔ اس دوران میں فریدی کے

ایک تھیلا اٹھا کر کانے سے لکایا تھا۔ ایک اٹھن گن

ہید کے باقی میں تھاری اور درمری خود بسخالی۔ بہرحال وہ

پہت پرا ترنے کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ پائیٹ نے ریبوو

کی طرف پیچے لٹکا دی اور وہ چھت پر اتر گئے۔ اتر سے

تل فریدی نے پائیٹ کو چند ہدایات دی تھیں۔

وہ بہت اختیاط سے چھت کے کھلے ہوئے پوچھا۔

"لیٹے کے" فریدی نے جواب دیا۔

ایک اتنا اندھیرا نہیں پھیلا تھا کہ انہیں اپری کے

رینوں کی پوزیشن نہ معلوم ہو سکتی۔

"مجھے آگے چلنے رو" فریدی نے کہا اور تھیلے سے طاری

کمال کر زینٹے لے گرنے لگا۔ حید اس کے پیچے تھا۔ سات آٹھ

زینٹے لے کرنے کے بعد طاری روشن کرنے پڑی تھی اور وہ

برش تک پہنچے تھے۔ عجیب طرح کی ناکوار بودہاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہیلی کو پڑوں سے سرچ لائی کی روشنی کھنڈروں کے

تاریک ترین حصوں میں ڈالی جاتی ہے۔

"تب تو شیک ہوئے" ان کے پیٹھے ہی ہیلی کو پڑ رفقاء میں بلند ہوئے تھا۔

اس نے ایر پورٹ کا ایک پچڑا کیا اور پہر اس کاڑ،

کھنڈروں کی طرف ہو گیا۔

"اس عمارت پر نظر کنا جس سے ملی ہے آٹھ"

فریدی نے حید کے کان سے منہ بچا کر زور سے کہا۔

اور حید نے اس عمارت پر سے گزرتے ہوئے کہا

کاجاتڑہ یا جو ایک گوشے میں کھلی ہوئی تھی۔ پنڈ نہیں پھ

کا دو حصہ گریا تھا یا دہانے اور پہنچے کے لئے زندگی

نے کسی سرنگ کا دہانہ دیافت کیا۔ تو گویا وہ ملی اسی سرنگ۔

پھر انہوں نے کسی ہیلی کو پڑ کی آواز سنی تھی جو لہر لے

قریب ہوتی جا رہی تھی۔

"آؤ" فریدی کا ہاتھ پڑا کہ ایر پورٹ کے

پہاڑ کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

فریدی نے ستری کو پانٹاٹھ اس نامہ دکھایا اور

لیک پہنچتے سچھتے دہ ہیلی کو پڑ بینڈ کر گیا تھا جس کی آدا الٹا

نے سنی تھی۔

پائیٹ نے نیچے اتر کر فریدی کو سیلووٹ کیا۔

"کیا بس سامن موجود ہے؟"

"ہیں کرnel" یہ اس نے جواب دیا۔

"پندرہ منٹ بعد دروازہ ہوں گے" اور

"اوکے... کرnel"۔

"کیا یہاں کوئی کینٹین نہیں ہے؟" حید نے پہلے

ہے کیوں نہیں۔ پندرہ منٹ پڑھانے کے لئے ہیں۔

پندرہ منٹ کینٹین میں ٹھڑا نہیں کے بعد رہتا کہ

کی طرف پلٹے اور حید نے کہا۔ اب آپ یہ سورپاٹے دلا دیا

لے کر اڈھ جائیں گے؟

"یہ کوئی نئی ہات نہ ہوگی۔ زیر تسبیت، یا تیلٹ اس

اطراف میں مشت کرتے ہیں اور سرچ پارٹیاں اندر میں راتوں

میں مشت کے لئے غصہ صیت سے اپنی کھنڈروں کا رائٹ کر لیں۔ ہیلی کو پڑوں سے سرچ لائی کی روشنی کھنڈروں کے

تاریک ترین حصوں میں ڈالی جاتی ہے۔

"تب تو شیک ہوئے"

ان کے پیٹھے ہی ہیلی کو پڑ رفقاء میں بلند ہوئے تھا۔

اس نے ایر پورٹ کا ایک پچڑا کیا اور پہر اس کاڑ،

کھنڈروں کی طرف ہو گیا۔

"اس کے لیے نیچے آئے گا"

"بلی" دفعہ تھی حید چونکہ پڑا۔

"کیا بات ہے؟"

"وہ بلی ہی کی آداز سے تو خوفزدہ ہو کر پہلوش

رونوں عارضی ایر پورٹ پر اتر جائیں گے۔"

حید کا خون خٹک ہو گیا۔ گوارا... آج ہی کچھ کر

گزرنے کی ٹھان کی گئی ہے۔ پھر واپسی میں وہ زیارتہ تراں سی

سپاہی کے بارے میں کھنڈلو کرتے رہے تھے جسے میٹھیکل ایڈ

کے لئے فوری طور پر شہر کی طرف لے جایا گیا تھا۔

فریدی اور حید ایر پورٹ کے قریب ڈک گئے اور

حید نے ہوئے ہوئے کہا پہنچرہ کوئی مول بیجا جائے

"ابھی دو گھنٹے باقی ہیں انہیں اندھیرا پھیلنے میں"

"تو پھر یہاں کیوں کیا ہے؟" دوبارہ دہانے کے

پہنچے میں کم از کم آدھا گھنٹہ فردرم فر جائے گا اور یہ آپ

نے کوئی جیپ بھی نہیں روکے... میر کمی پیلہ بی جانا پڑیا

"ذرا ہبھی سے کام لو" فریدی رفت و پر نظر

ڈاتا ہوا بولا۔ عین دیر دے کے رکھنا چاہتا تھا۔ کام تواب شروع ہو گا"

"کیا مطلب؟"

"یہی کہ پولیس پارٹی آئی اور جمک مار کر واپسی جلی گئی"

آخر آپ کو کس بنابری قیمت ہے کہ قلوخان ان کھنڈروں

ہی میں کہیں پناہ نہیں ہے؟"

"شہپر ہے اور میں اس شہپر کو پہنچنے طور پر رفع

کرنا چاہتا ہوں" پتا نہیں بیچارہ زندہ ہے یا مر گیا۔

"شامزد ہی پکے سکا ہو۔ نزخرہ ادھیرا دیا تھا۔"

"مفت میں ایک جان فائٹ ہوئی" میں نہیں بیجا تھا کہ اس قسم کا کوئی تھا دشہ،

پیش آئے گا۔"

"بلی" دفعہ تھی حید چونکہ پڑا۔

"کیا بات ہے؟"

"وہ بلی ہی کی آداز سے تو خوفزدہ ہو کر پہلوش

ہو جاتی ہے۔" پھر انفاق بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی پڑا اسراہ کہا نی

تر تیب دیکھنے کی کوشش نہ کرو دی۔

"تم نے دیکھا۔" فریدی نے معنی خیز نظر دے دیا۔

بچنے لی جئی۔ الہب پھایتے... خدا کے لئے خانی بابا کو پھایتے
ساتھیوں کی رہ اسکی تاریک تریش کی طرف اشارہ پہنچنے والی تھی
بعد سر ہے خود روشنی میں آتی تھی۔
کس کو بھی زندہ نہیں چھوڑ دیا ہے تکلخان کی قبری
ساتھی وی ساتھی کسی کے گھرنے کی بھی آزادی تھی۔ حیدر
چونکہ کافی توجہ ہو گیا۔ فرید کے تسلیم کی خواہیاں
اور اپ اشیں گن کے دستے اس کے سر پریب، کارا
تحما۔ پھر وہ نئے چھوڑ کر اپنے کٹرا ہوا۔ شاہد کے امتحانوں
سے کھوئی ہوئی ترتیبے اس کے اتھ پر باندھے گئے تھے تھے اور
اب فرید کی پوری طرح شاہد کی طرف توجہ ہو گیا تھا۔

"خان.... بب.... ببا۔" وہ پھر اندر ہیرے کی طرف
ہاتھ اٹھا کر چھی اور یہی حس و حرکت ہو گئی۔ فرید کے چھینگیں
دیس رکنے کا اشارہ کیا تھا اور خود تاریک گھوٹھی کی طرف
بڑھنا پڑا گیا تھا۔
شاہد نے کی۔ بیہاں ایک اور درعاں نہ کھان دیا۔
جو بہ آسان سچھ بیا تھا۔ پھر سبی کی جیسی ایک مشتمری مرنگ
ٹکر کے تیرسرے روزانے تک پہنچا جس کی دوسری طرف
عجیب سا شور برپا تھا۔ مقدمہ بیویوں کی چھینگیں اور غراٹھیں
تھیں۔ اشیں گن سیدھی کر کے اس نے دروازے پر لٹکو کر
ماری۔ دروازہ کھل گیا۔ پہلو کا زبردست سریانیم گرم ہوا
کے ساتھ اس کے جسم سے ٹکرایا تھا۔

اس طویل و عریض بکرے کا منتظر کیا کمزوری اوری کے
بس کاروگ نہیں تھا۔ بیہاں بھی لاٹھیں کی وجہدی کی روشنی
پھیلی ہوئی تھی۔ ایک ادنی چھٹت سے لٹکتا نظر آیا۔ پچھے کی
خونخوار بیان تھیں جو اچھل اچھل کر اس تک۔ پچھے کی پٹھیں
کروہی تھیں۔ ان میں سے ایک نے فرید کی کی طرف بھی
چھلانگ لگائی تھی۔ اشیں گن سے گولیوں کی پوچھار تھیں
اور ان میں سے کمی ہر کر ترپھے تھیں۔ پھر اتنی ماہنہ فرید کی
کھنپیٹ پڑتی تھیں طرح پھر پھر پھر بارہ دن اپنے لساں
انی دہر میں ایک بلی اس کی ماحکوں سے چھٹ ہی گئی تھی۔
پتلون کا پچھہ پھٹ کر تھوڑی گیا اور فرید بھیوں پر خراشیں آئیں۔
ذر اہی کی دیر میں تیر و چور دعو فنا کی بیویوں کی لائیں
فرش پر بھری ہوئی تھیں۔ پھر پڑی دشواریوں سے دہ اس
ادنی کو چھٹتے اتھا۔ کامیاب ہو اتھا۔ فرید کی نیچے
لئے پہلی بھی نظر میں پہچانیا۔ خان اعظم کے ہلکا اور

ہلکا تسلیم خود تم نے بھی خان اعظم کو لمحائے کیا دیا بھیوں کے
جو پچھے تھے انہیں فرم ثابت کرنے کے لئے کوچھ دی تھیں
بھی خادق آسکتا ہے اور ہمیں اس عمارت کی طرف متوجہ
کرنے کے لئے ایک عدد ادم خور بھی بھی استعمال کر دیا
درز خصوصیت سے اسی عمارت کی طرف تو چھکوں یتے۔
نم چلتے تھے کہ صہد خان، تہاری اس پناہ گاہ سے واقف ہے
تبہت خوب! اور خود میں نے ہی اپنے آپ کو اپنے
بھیکار کھائے ہے تکلخان نے طنز یہ لیجے میں کہا۔

"میں بھوپالی دیکھ رہا ہوں کہ کس طرح جھوٹے کھڑے
ہوئے ہو؟" فرید کی بولا اور جیدہ اس کے لیے سے بھان گیا
کہ وہ راتنی تکلخان کی طرف سے ٹھیک نہیں ہے لہذا اس
کا پوشہار ہو جانا ضروری تھا۔ دنعتاً تکلخان کی ساری زنجیریں
چھمنا تھی ہوئی فرش پر آسیں اور اس نے اشیں گنوں کی پرواہ
کے جسم پر کچکی طاری ہو گئی۔

"وہ.... وہ.... آدم خور بھائیا میں۔" وہ بند
بولا۔ تو جنون کی تعداد میں ہمیں کہیں کسی تہہ خانے میں
ان کی نسل خان اعظم کے پردارا کے وقت سے پہلی چل آئی
ہے۔ میں نے ان کی کہانی اپنے باپ کی زبانی سے سی خان
کے بزرگ جسے مزارے موت دیتے تھے وہ اپنی بیویوں
حوالے کر دیا جاتا تھا۔ خداوند ا..... وہ آدم خور بھائی
آج بھی موجود ہیں؟"

"کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا؟"
ہرگز نہیں۔ مرف ستارا ہوں۔ میرے
باپ نے تینیں سال پہلے شک ظاہر کیا کہ ان بیویوں کی لسل
اب بھی موجود ہو گی۔ اسی لئے تکلخان اعظم کے مقتوں
کی لاشوں نکل کاپتا نہیں چلتا۔"

"لیکن وہ بلی اسی عمارت کی چھت پر سے کوئی
تھی اسی کے بھوپول کے نشانات ہی کی بنار پر اس مرگ کے
 وجود سے واقع ہو سکتے تھے۔"

تت.... تو کیا۔ وہ ذصری سے۔

کاپتا جو اولاد۔

"اس کے علاوہ اور کوئی سرستہ نہیں ہو سکتا اور
واباں اس ہاں کے کسی دوسرے حصے میں بھی اس کے
بھوپول کے نشانات ملتے۔"

"خدا کے لئے بھی بھائیا سے نوراں کاں ملے ہوں۔

"ہاں ہاں فرور۔۔۔ لیکن تکلخان۔۔۔ ہیں ا

اگر ہے کہ مجھے قتل کر کے مفرد بار کرنے کا اور اپنے سے
مجھے کوئی شرود پلا یا تھا۔ اس میں پتا نہیں کیا تھا کہ
پیتے ہی سدھو کو یہا۔ دوبارہ موش آباؤ خود کو اُسی حال
میں دیکھا جس میں تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔ اب میں
بھیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور میرا کیا دشکرنا چاہتا ہے۔
خدا را مجھے اس غداب سے رہا ہی دل دی

"شاہدہ کیا ہے؟" فرید کے سامنے اس کی آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"شاہدہ" اس نے چوک کر کریتے سے فرید کی
کی طرف دیکھا اور بولا۔ کون شاہدہ؟ کیا خان اعظم کی بیٹی؟
ہاں میں اسی کے بارے میں بوقوع رہا ہوں۔

نہ سے پوچھ رہے ہو۔ بھلہ میں کیا بتا
سکتا ہوں یہ۔

"اس نے کہ تم اس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔"
خدا سے گرد۔ میری آنکھوں میں خاک۔۔۔
یہ تصور سبی نہیں کر سکتا۔"

"خان اعظم نے اس کے لئے تھا لپیغام بھجا یا نہما۔"
کہیں میں پاگل نہ ہو جاؤ۔ پتا نہیں وہ دیوانہ
کیا کرنا چاہتا ہے۔ کرمل فرید کی میرے فرشتوں کو بھی
علم نہیں۔"

خان اعظم نے ان بھوپوں کو اسی لئے جوتا بھجا یا تھا کہ
وہ اعلان جنگ سے خالق ہو کر شاہدہ کی شادی
تم سے کر دیں گے۔"

"خداوند۔ تو نذر مک اس نے دیے دیا۔
نہما۔ میں بھا تھا کہ شاہدہ کی بات پرانے بھوپوں سے
ناراض ہو گیا ہے۔"

"آج بمع شاہدہ اپنی کاڑی میں چند رینا جا رہی
تھی کسی نے اس کے مڑا بیج کو قتل کر دیا اور خود وہ غائب ہے۔"
خدا کے لئے خان اعظم کو نلاش کر داول پاگل
غلنے بھواد۔ اب میں کچھ کچھ بھر رہا ہوں۔ وہ مجھے سار
ڈائے ہو۔ بھوپوں کو یہ باور کرنے کے لئے کہ میں شاہدہ کو
لے کر کسی طرف نکل گیا۔"

"مگر بھوپوں؟" فرید کی نے اسے بخوردیکھتے ہوئے
سوال کیا۔

"میری بھوپوں میں نہیں آتا لیکن یہ بات فرور کچھ میں

بھی تھا۔ وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ تکلو نے اُسے اُس

پنجے میں ڈھکیل دیا جس میں آدم خور بلیاں بھیں۔ وہ اس پر جپٹ پڑیں اور اس کی تکا بولی کر ڈالی۔ شاہدہ نے پیشتر دیکھا تھا اور بیویوں ہو گئی تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ پوڑا واقعہ اس کے ذہن سے خو ہو گیا۔ وہ اتنا ہی یاد رکھنے کے خان اس وقت خل ہی میں ملتا جب وہ وہاں گئی تھی اور پھر حفظ اعلان سے کہہ دیتی تھی کہ وہ تین چاروں بعد شکار گا ہوں کی طرف چلا گیا تھا۔ تکلو نے بیسویں ہی کے عام میں اُسے رہاں سے ہٹا دیا تھا۔ محل میں پہنچا یا تھا اور یہ دیکھنے کے لئے کچھ دل محل ہی میں رکھا تھا کہ وہ دوسروں کو کیا بتا تھا ہے لیکن کوئی خاص روک عمل نہ دیکھ سکا۔ اسی دوران میں بھی کی اواز سن کر شاہدہ پر درود پڑا اور معاملے کی نوعیت تکلوخان کی بھروسہ آگئی۔ اس کے بعد بھی پس پردہ رہ کر معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ شاہدہ کو تہہ خانے والے حارثے کے متعلق کچھ بیاد ہے یا نہیں لیکن شاہدہ کی یاد رداشت کی سطح پر وہ واقعہ بھواریا اور خان بدنور اسی تہہ خانے میں قید ہے۔ وہیں اس نے اُسے چور کر کے شاہدہ سے شاذی کا تحریری پیغام مل میں بھوایا تھا اور اس نے زندہ رکھا تھا کہ عذمت محل سے انکار ہو جانے کی صورت میں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کریا۔ پیغام بھوادیتے کے بعد ہی سے عذمت محل والوں کو عذمت زدہ کرنے کے لئے نئی نہ راپیر اختیار کرتا۔ ہتا نہ اندر گل والا واقعہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ عذمت محل والے بھی بھفتے رہے کہ یہ سب کچھ خان اعظم کی طرف سے ہو رہا ہے۔ پہر حال پھر بات شاہدہ کے اغوار تک پہنچی۔ انہوں کر کے وہ اُسے پھر بیسے گیا جہاں خان اعظم پیور تھا۔ اور اب وہ خان اعظم سے عذمت محل والوں کے نام اس نو عدالت کا خط لکھوانا پا چاہتا تھا۔ خان نے بتایا ہے کہ تکلو کے خاندان میں دولت کی ہوں سیکڑاں سال سے پہلی آرہی ہے اس کے اجداد نے ایسے ہی جا براہ اور پھر ماں ملیتوں سے دوسروں کی جایزادیں حاصل کی تھیں۔ یہ اس کی موروثی ہو ستی۔ شاہدہ سے شادی کرنے کے بعد نام کو ختم کر دینے کی کوشش کرتا۔ اس طرح کہ قتل صادر معلوم ہو۔ اس کے بعد دونوں گمراہوں کی دولت شاہدہ کے حصے میں آتی یعنی اس کا مالک قتل ہوتا۔

”پھر خان نے کیوں خود کشی کری؟“
”اس کے ہاتھ بھی تو اف نہیں تھے۔ وہ خوفناک بیان اسی کی تھیں اور ان کی نسل اسی کے اجداد کے وقت

بھی تھا۔ وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ تکلو نے اُسے اُس پنجے میں ڈھکیل دیا جس میں آدم خور بلیاں بھیں۔ وہ اس پر جپٹ پڑیں اور جیدے نے شاہدہ کو ہیلی کو پڑے اتار کر احمد پر اٹھا ہوا تھا۔ اور ڈسپنسری کی طرف دوڑ جاتی تھی۔ قریب ہی ایک بار بردار طیارے سے سامان آتا رہا جا رہا تھا۔ اور رک دے پوری طرح روشن تھا۔

دوسری بیج جیدے پر تاسم کی دھاڑ بن کر نازل ہوئی تھی۔ پھر رات اسے پہلے تواہ پورٹ والوں نے پکڑا تھا پھر پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ کمی لختے خوالات میں بھی گزارے تھے۔ پھر ایس۔ پی ہوئی سائیڈ جو لے جیدے کے درست کی جیتیت سے پہچانتا تھا اُڑے نہ آتا تو اتنی جلدی گلوخلا می ملکن نہ ہوتی ہر حال اس نے سارا اسپتال سرہد اٹھایا تھا پھر عید کی نیند کیسے نہ ٹوٹی۔ اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔ اور قاسم کسی بچرے ہوئے بیل کی طرح شاہزاد اس پر پوٹ ہی پڑتا۔ کریمیک اسی وقت فریدی نہ پہنچ جاتا۔ ”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ اس نے سخت بیج میں پہچانتا در قاسم مرف ہونٹ ہلا کر رہ گیا تھا۔ آواز نہیں محل تھی۔ فریدی نے گھورتے ہوئے کہا۔

”اپنے کمرے میں جاؤ۔ تکوڑی دیر بعد ہم دیں آئیں گے“ قاسم کچھ کہے بیج رہا تھا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

”خان نے بیان دینے کے بعد خود کشی کری؟“ فریدی نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور جیدہ پہاڑ بکارہ گیا۔ فریدی کی بستر کے قریب والی کرسی پر بیٹھ کر سکار ملکانے کیا تھا۔ تکوڑی دیر بعد بولا۔ ”وہ اُسی وقت سے تکلوخان کی قید میں تھا جب شاہدہ نے محل میں قیام کیا تھا خان شکار پر جانے کے لئے تیار تھا۔ شاہدہ نے اس سے کہا کہ وہ بھی کچھ دن شکار گاہ میں اس کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے۔ خان تیار ہو گیا۔ اُسے شاہدہ اور ناصر سے محبت تھی کیوں کہ خود لا ولد نہ کرے۔ انہی دو فوٹ کو اپنا وارث قرار دیتا۔ وہ شکار گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تکلو بھی ہمراہ تھا۔ وہ انہیں دھو کے سے دیں ہے گیا جہاں سے برآمد ہوئے تھے اور خان کو تابویں کر لیتے کے بعد اس نے اپنی خواہش کا ماظہار کیا کہ وہ شاہدہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس پر خان پچھر گیا۔ خان کے ساتھ ان کا میر سکار

دہلی کا واقعہ محمد اعظم نے ۷.۶ خریدا جس کی گارٹی ایک سال کی تھی جب بھی ۷.۶ بکڑا محمد اعظم نے کمپنی کو فون کیا، میکینک آیا۔ درست کر دیا۔ ایک سال بعد خراب ہوا تو اپنے علاقے کے میکینک سے رجوع کرنا پڑا۔ میکینک نے تیس روپے فیں جمع کرائی، شام کو آیا۔ ۷.۶ دیکھا، ایکھا ایکھا یاں اور چلا گیا۔ ۷.۶ کام کرنے لگا۔ ہر مہینے میں ایک دوبار ایسا ہوتا۔ ایک روز محمد اعظم نے ایک دوکان پر ”۷.۶ پر گائیڈ“ نای کتاب رکھی دیکھی پندرہ روپے میں خریدی۔ پڑھی تو معلوم ہوا کہ ۷.۶ فیصد ۷.۶ کی خرابی صرف ایکھا کی خرابی سے ہوتی ہے۔ آخر میں کتاب والا کا چھپا ہوا کلر ۷.۶ گائیڈ کا بھی اشہتار دیکھا، محمد اعظم نے ”کلر ۷.۶ گائیڈ“ بھی پچاس روپے میں خریدی اور اسے پوری توجہ سے کئی کئی بار پڑھا۔ بہت سی باتیں معلوم ہوئیں تو محمد اعظم نے ہمہ کر کے مرمت کا سامان جو ۷.۶ کو چیک کرنے میں مدد دیتا ہے ستر روپے کا خرید لیا۔ اپنے ۷.۶ پر ہی پہلا کام کیا اور کامیاب رہے۔ ہمہ بڑھی پڑوں کے لوگوں کے لئے وی بھی درست کئے اور تم مہینے میں خود پر بھروسہ کرنے لگے۔ ایک دن دیکھا محمد اعظم کے گھر پر بورڈ گا تھا：“کلر ۶ گائیڈ بیک اینڈ وائٹ ۷.۶ ری سٹر ہاؤس“ ملنے کا وقت: صفحہ ۸ سے ۹ بجے تک، شام چھ بجے کے بعد۔ اس طرح محمد اعظم نے اپنے لئے پارٹ نام درک حاصل کر کے اپنی آدمی بھی بڑھائی اور اسے ۷.۶ کی مرمت فیس سے بھی بچ گیا۔ ہر وہ انسان جو اس دو پڑھنا جانتا ہو اور ۷.۶ سے دیکھی رکھتا ہو ۷.۶ گائیڈ اور کلر ۷.۶ رام کرشن اگر وال

سے چلی آرہی تھی۔ جس بڑے پنجرے میں وہ بند رہتی تھیں۔ اس میں کمی انسان پنجرے میں ہے۔ بس اتنا ہی تھا کہ ہمارے معالات میں کا ہاتھ نہیں تھا۔ اس کی تمام ترقیہ داری تکلو کر کے اسے اپنے کھان کی رہائی کے لئے گھر گھٹا تھی۔ شادی پر بھی آمادہ ہو گئی تھی اور یہ بھی کہہ رہی تھی کہ خان کو اس کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرنے دے گی۔ لیکن تکلو اتنا نادان نہیں تھا۔ پکا کام کرنا پا چاہتا تھا۔ خان سے آخر کی خط مکھواتا اور انہیں ختم کر دیتا۔ خان نے بتایا ہے کہ تکلو کے خاندان میں دولت کی ہوں سیکڑاں سال سے چلی آرہی ہے اس کے اجداد نے ایسے ہی جا براہ اور پھر ماں ملیتوں سے دوسروں کی جایزادیں حاصل کی تھیں۔ یہ اس کی موروثی ہو ستی۔ شاہدہ سے شادی کرنے کے بعد نام کو ختم کر دینے کی کوشش کرتا۔ اس طرح کہ قتل صادر معلوم ہو۔ اس کے بعد دونوں گمراہوں کی دولت شاہدہ کے حصے میں آتی یعنی اس کا مالک قتل ہوتا۔

”فریدی کچھ نہ بولا۔ جہاں گمراہ کے قرب گیا تھا۔ اور گھری گھری سانیں یعنی گاتھا ہیے تازہ ہوا سے کسی قسم کی گھشن دو رکن اپنا ہتا ہو۔“